U6288. Date 9-1-10

Title - HINDU TYOHAARON KI DILCHASP ASLIYAT

Creator - Munshi Ram Parshad Mathur.

Publisher - Matabua The Fine Press (Lucknow).

Date - 1942.

Pages - 304

Subjects -

ہندو تیوہار موسمی زنجیر کی کڑیوں سے بندھے ہوئے باہم کچھ تعلق ضرور رکھتے ہیں اور اس زنجیر کا سلسلہ دو حصوں میں تمام سال قائم رہتا ہے۔ (دیباچہ)

ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت

مصنّفہ

منشی رام پرشاد صاحب ماتھر بی اے (علیگ)

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول پنشنر ۱۶ سروجنی دیوی لین لکھنؤ

ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت

جس میں

منطقہ حارہ کی حالت۔ ریگستان کی صورت، بکرمی فصلی۔ ہجری اور عیسوی سنہ کی ضرورت دعا کی قوت اور خدا کی عجیب حکمت کا اظہار کر کے ہندوؤں کا زبردست اخلاقی اور تمدّنی انتظام بیان کیا گیا ہے اور اسلامی اور عیسوی تہذیب کا ذکر خیر کر کے ہندو مسلم اتحاد کی تحریک کی گئی ہے۔ اور ہندو تیوہاروں کی تاریخی اور جغرافیائی ضرورت ثابت کی گئی ہے۔

مصنفہٗ

منشی رام پرشاد صاحب ماتھر۔ بی اے (علیگ)

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول پنشنر

سابق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول بستی وہمیرپور وگ[illegible] وڈائمنڈ جوبلی ہائی اسکول قنوج ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔ جالون۔ فرخ آباد۔ ایٹہ و متھرا۔ پروفیسر کنیڈین مشن کالج اندور سنٹرل انڈیا

مصنفِ ابتدائی تعلیم کی رام کہانی۔ نئی تعلیم کا آئینہ۔ وہ جاندار جو نظر نہیں آتے۔ ٹیچنگ دی ٹیچر۔ سو برس کی زندگی وغیرہ وغیرہ

ملنے کا پتہ ہے ۱۶ اسرو جنی دیوی لین مقبول گنج کٹرہ لکھنؤ

سنہ ۱۹۴۲ء

بار اول ایک ہزار جلد ۱۰۰۰

مطبوعہ دی فائن پریس ہیویٹ روڈ لکھنؤ

قیمت فی جلد

(تقطیع $\frac{۲۲ \times ۱۸}{۸}$)

(تعداد صفحات ۳۱۶)

انڈسٹریل و ایگریکلچرل ایگزبیشن ممالک متحدہ لکھنؤ

سنہ ۳۶-۱۹۳۷ء

ایجوکیشن کورٹ

سند قابلیت درجۂ اوّل

تصدیق کی جاتی ہے کہ رام پرشاد صاحب نمبر ۱۶ اشرفی دیبی لین لکھنؤ نے اپنے مصنفہ نقشہ جات و کتب بغرض نمائش ایجوکیشن کورٹ میں پیش کئے اس کے صلہ میں یہ سند قابلیت عطا کی جاتی ہے۔ جج صاحبان نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ نقشہ جات و کتب عمدگی میں اعلیٰ درجہ کے ہیں۔

ایس این چترویدی ایم اے (لندن)
پی سی ایس سکریٹری و آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی
ایجوکیشن کورٹ کمیٹی

آر پی پرانجپے۔ ایم اے۔ ڈی ایس سی
پریزیڈنٹ

لکھنؤ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۳۷ء

فہرست مضامین ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت

ہندو تیوہاروں کی اصلیت

(آرائے کا مختصر اقتباس)

(۱) **برٹش میوزیم لنڈن** — جناب من - ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور نے برٹش میوزیم لنڈن کے واسطے ایک جلد ہندو تیوہاروں کی اصلیت طلب فرمائی ہے - (رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور خط نمبر ۱۶۱۷ مورخہ ۲۵ ۶/۱۹۲۵)

(۲) **ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست رام پور** — جناب من. ہز ہائینس نواب صاحب بہادر نے آپ کی مرسلہ کتاب شکریہ کے ساتھ قبول فرماکر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپ نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ قابل تعریف ہیں (پرائیویٹ سکریٹری ۵ ۷/۱۹۲۶)

(۳) **سر محمد اقبال لاہور** — آپ کی کتاب دلچسپ ہے اور بہت لوگوں کی معلومات میں اضافہ کرے گی - (۲۸ ۶/۱۹۲۶)

(۴) **مولانا محمد علی (آکسن) اڈیٹر ہمدرد دہلی** — یہ کتاب مفید معلومات کا ذخیرہ اور نہایت دلچسپ ہے، اس طرز کی اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے - ہر مذہب و ملت کے قدردان علم کے لئے مفید اور واقفیت بخش ہے - (ہمدرد ۲۲ ۱۱/۱۹۲۵ صفحہ ۷ کالم ۲)

(۵) **مسٹر محمد حبیب (آکسن) پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ** — آپ کی کتاب بیشک عمدہ ریویو کے قابل ہے - جن امور کا میں متلاشی تھا وہ آپ کی کتاب میں موجود ہیں - (۲۴ ۲/۱۹۲۵)

(۶) **صوفی لچھمن پرشاد مستانہ جوگی لاہور** — مجھ کو معلوم ہوتا رہا ہے کہ کئی صوبوں کے محکمہ تعلیم نے آپ کی قیمتی کتاب کی سرپرستی فرمائی ہے. آپ کی محنت قابل تعریف ہے آپ نے ہندو دھرم کی اہم خدمت انجام دی ہے (۱۸ ۸/۱۹۲۵ و ۱ ۲/۱۹۲۶)

(۷) **سید ابوالحسن صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ممالک متحدہ** — آپ کی کتاب دلچسپ اور نصیحت بخش ہے - میں چاہتا ہوں کہ ہم میں اکثر آپ کے ہم خیال ہو جائیں اور آپ ہی کی طرح اپنے خیالات کو عملی صورت میں کام میں لائیں - اس وقت ہندو مسلم اتحاد اس ملک میں آسانی سے قائم ہو جائے گا - (۲۸ ۵/۱۹۲۶)

آرائے کا مختصر اقتباس

(۸) بابو برج باسی لال اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس — یہ رسالہ تیوہاروں کا بہت دلچسپ انٹروڈکشن ہے۔ آپ کی فلسفیانہ بحث نے بہت کمی پوری کر دی ہے (۱۴ ۳/۱۹۲۲)

(۹) ڈاکٹر ایس ایس نہروائی سی ایس کلکٹر و مجسٹریٹ — آپ کا رسالہ نہایت دلکش ہے۔ اس کو پڑھ کر مجھ کو نہ صرف خوشی حاصل ہوئی بلکہ فائدہ ہوا۔ طلبا رکے لئے یہ رسالہ بہت کارآمد ہوگا.... (۲۹ و ۳۱ ۳/۱۹۲۲)

(۱۰) سری وائی چنتامنی سابق وزیر تعلیم ممالک متحدہ — یہ کتاب دلچسپ بے نظیر اور شاید اپنے ڈھنگ کی ایک ہی کتاب ہے۔ مصنف اپنی کثیر تصنیفات اردو کے باعث بہت مشہور ہیں.... یہ کتاب اُن ناظرین کے واسطے خاص طور پر مفید ہے جو ہندو مذہب کو فضول مضحکہ آمیز تیوہاروں کا مجموعہ سمجھتے ہیں (لیڈر ۱۰ ۸/۱۹۲۵ ص ۸ کالم ۴)

(۱۱) معارف (دار المصنفین) اعظم گڈھ — تیوہاروں کے متعلق معلومات حاصل کرنے والوں کے لئے بے حد مفید و دلچسپ ہے۔ طریقہ بیان بھی اچھا ہے (نومبر ۲۴ ۱۹۲۵ء ص ۳۹۹)

(۱۲) زمانہ کانپور — فاضل مصنف کی حق پسندی میں کہیں بھی تنگدلی کی جھلک نظر نہیں آتی۔ اس کتاب کا مطالعہ دوسرے مذہب والوں کے لئے عموماً اور ہندوؤں کے لئے خصوصاً بہت مفید ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے بھی یہ کتاب پسندیدہ ہے۔ کاغذ نفیس کتابت وطباعت عمدہ (اپریل ۱۹۲۵ء ص ۲۸۲)

(۱۳) اردو (انجمن ترقی اردو اورنگ آباد) — (۱) منشی رام پرشاد صاحب ایک قابل تعلیم یافتہ اور بہت بڑے مولف ہیں۔ وہ بے لاگ بے تعصب صلح کل بزرگ ہیں اور وسیع صوفیانہ مشرب رکھتے ہیں۔ انھوں نے اکثر ایسی ہی کتابیں لکھی ہیں جن سے اہل وطن کو علمی اور اخلاقی فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ ہندو تیوہاروں کی اصلیت، بہت ضروری کتاب ہے کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہندو مسلمان صدہا سال سے ایک ہی جگہ رہتے سہتے ہیں مگر ایک دوسرے کے رسم و رواج اور مذہبی اعتقادات و حالات سے ناواقف ہیں۔ منشی صاحب نے یہ بہت اچھا کام کیا کہ تمام ہندو تیوہاروں کا مختصر ذکر کر دیا ہے۔ کتاب ہندوؤں اور غیر ہندوؤں دونوں کے لئے مفید ہے۔ (جولائی ۱۹۲۵ء ص ۵۲۰) (۲) ہندو تیوہاروں کی اصلیت کافی مقبول ہو چکی ہے (جنوری ۱۹۴۱ء)

آرائے کا مختصر اقتباس

(۱۴) اودھ اخبار لکھنؤ | یہ کتاب اُردو داں اصحاب کے لئے قابل دید ہے۔ (۱۵ 11/1925 صـ109)

(۱۵) پیسہ اخبار لاہور | ... جو لوگ ... ہندو تیوہاروں کی فلاسفی معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ اس رسالہ کو دلچسپ پائیں گے (۲۶ 2/1925 صـ۷ کالم ۲)

(۱۶) مسلم یونیورسٹی ایجوکیشنل کانفرنس گزٹ علیگڈھ | اس رسالہ کے پڑھنے میں افسانہ سے زیادہ لطف آتا ہے (جون ۱۹۲۵ء صـ55)

(۱۷) اخبار عام لاہور | یہ اپنے طرز کی بالکل نئی تصنیف ہے جسے قابل مصنف نے نہایت جانفشانی کے بعد شایع کیا ہے۔ ہم اس قابل قدر کتاب کے مطالعہ کے لئے ہر ہندو سے بزور سفارش کرتے ہیں۔ اسکے پڑھنے سے ہندو تیوہاروں کی وجہ تسمیہ اور کیفیت متعلقہ کامل طور پر سامنے آجاتی ہے (۵ 9/1925 صـ۹ کالم ۲)

(۱۸) رہنمائے تعلیم لاہور | کتاب کی موجودگی ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ہندو اصحاب کے لئے خصوصاً اور تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے عموماً کتاب کا مطالعہ بہت مفید رہے گا (۱۱ نومبر ۱۹۲۴ء صـ125)

(۱۹) اخبار تعلیم لاہور | تیوہاروں کے فلسفہ کے بارے میں قابل دید ہے۔ (۲۷ 9/1924 صـ۱ کالم ۲)

(۲۰) مادھری (ہندی) لکھنؤ | مصنف نے اس رسالہ میں بہت سے واقفیت کے قابل امور جمع کر دئے ہیں۔ اس کی زبان بہت پاکیزہ اردو ہے لیکن آسان ہے مشکل نہیں (جنوری ۱۹۲۶ء صـ119 کالم ۱)

(۲۱) بھرمر (ہندی) بریلی | یہ کتاب ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ کتاب کا ایکبار بغور مطالعہ کرنے سے دل کو یقین ہو جاتا ہے کہ ہندو تیوہار خراب رواج اور فضول رسمیات کا مجموعہ ہونے کے بجائے قدیمی آریہ تہذیب کا قدرتی نتیجہ ہیں۔ ہندو کا فرض ہے کہ ... ظاہری صورت کے بجائے ان کی اصلی حالت پر زیادہ غور کرے (اکتوبر ۱۹۲۵ء صـ۱۴۰)

(۲۲) مولانا محمد محفوظ الرحمٰن صاحب ناظم انجمن تبلیغ الاسلام نگرام ضلع لکھنؤ

ماشاءاللہ آپنے نہایت محنت فرمائی ہے ملک کو ایسی تصنیفات کی ازحد ضرورت ہے۔ کاش وہ لوگ جو اپنی تحریروں اور تقریروں کے دلخراش جملوں سے ہندو مسلم کے درمیان خلیج منافرت کو بڑھاتے ہیں

آپ کی تقلید کرتے۔ میں ایک تبلیغی انجمن کا ناظم ہوتے ہوئے اسکو بلا لیس و پیش مانتا ہوں کہ ہندو مذہب اپنے اندر جذبات انسانی کی تربیت کرتے ہوئے خدا سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنے والا ہے۔ میرے دل میں گذشتہ ہندوستان کی عظمت ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر مبلغین ادیان آپ کی روش اختیار کریں تو ہندوستان میں مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جاوے۔ میرے نزدیک باوجود ایک ہزار سال کی ہمسائگی کے اب تک ہندو مسلم مذہبی حیثیت سے ایک دوسرے سے قطعاً ناآشنا ہیں اور یہی سبب نزاع ہے۔ میرے نزدیک ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے کے لئے اس سے بہتر اور سبیل نہیں کہ ایک دوسرے کے مذہب سے آگاہی حاصل کرانے کا موقع بہم پہنچایا جاوے کیونکہ ہندوستان ایشیا میں ہے جو مذاہب کا گہوارہ ہے۔ بہرحال آپ کامیاب مصنف ہیں جس کی مبارکباد آپ کو دینا نہ صرف اخلاقی بلکہ مذہبی فرض ہے .... (۱ 12/1925 مہر انجمن تبلیغ الاسلام)

(۲۳) ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم ممالک متوسط | ہندو تیوہاروں کی اصلیت اردو مڈل ہائی اور نارمل اسکولوں کے

کتب خانجات کے واسطے منظور کی گئی (سرکلر نمبر ۹۳۴۹ مورخہ ۱۵ 12/1924)

(۲۴) پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی لاہور | ہندو تیوہاروں کی اصلیت پنجاب کے دیسی اور انگریزی مدارس کے کتب خانجات کے واسطے منظور کی جاتی

ہے (سرکلر نمبر ۹ سیریل 11959/ب مورخہ ۲۹ - ۱۲ - ۱۹۲۵ صفحہ ۸ نمبر ۴۵)

(۲۵) ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم ممالک متحدہ | ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت (ہندی) حسب ذیل مدارس

کے انعامات کتب خانجات اور استادوں کے استعمال کے واسطے منظور کی جاتی ہے (۱) انگریزی پرائمری مدارس (۲) دیسی پرائمری مدارس (۳) انگریزی مڈل اسکولز (۴) دیسی مڈل اسکولز (۵) انگریزی ہائی اسکولز (۶) انگریزی انٹرمیجیٹ کالجز (۷) نارمل اسکولز و ٹریننگ کلاسز انکے علاوہ ٹریولنگ اور سرکیولیٹنگ لائبریریز (کتب خانجات) کے واسطے بھی منظور کی جاتی ہے (سرکیولر نمبر ای بی 125 مورخہ ۷ اگست سنہ ۱۹۴[illegible]ء)

(ک)

مصنفہ منشی رام پرشاد صاحب ماتھر بی اے (علیگ)

۱۶ اسروجنی دیبی لین لکھنؤ

---

(۱) ہندوستان کی سلطنتوں کا چھ ہزار سال کا تاریخی نقشہ — اس میں ہندوستان کو چھبیس ۲۶ صوبوں میں تقسیم کیا ہے اور نظر پڑتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر صوبہ میں (۱) کون سلطنت (۲) کب سے کب تک تھی (۳) اوسکی وسعت کیا تھی (۴) پھر کون سلطنت آئی (۵) اوسکا اثر کب سے شروع ہوا اور (۶) کس قدر (۷) پچھلی سلطنت کا اثر خاتمہ کے بعد کب تک (۸) کہاں اور (۹) کس قدر رہا (۱۰) ہر صوبہ کی کس قدر تاریخ قابل تحقیقات اور تاریک ہے۔ ہر صدی میں (۱۱) ہندوستان کے ہر صوبہ میں کون سلطنت تھی (۱۲) کون صوبہ کس سلطنت کا زیر اثر تھا (۱۳) ہر سلطنت صدی کے کس حصہ تک قائم رہی (۱۴) دوسری سلطنت کب آئی (۱۵) کس قدر تاریخ تاریک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ قیمت صرف ۴ر

(۲) ہندو مسلم اتحاد کی تدابیر — اس کو سر تیج بہادر سپرو۔ مہاتما گاندھی اور سر ضیاء الدین احمد وغیرہ نے بہت پسند فرمایا ہے اور ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم ممالک متحدہ نے منظور فرمایا ہے۔ نہایت آسان قابل عمل تدابیر تحریر ہیں۔۔ قیمت ۲ر

(۳) ہندوستان کی سچی کہانیاں — (۱) چار بھائیوں کی سچی محبت (۲) چچیرے بھائیوں کی دشمنی (۳) نائن کا باادب لڑکا (۴) مہاتما شہزادہ (۵) بہادر شہزادی (۶) مہاراجہ کی نیکیاں (۷) چالاک شہزادہ (۸) ستی کی بد دعا اور بد قسمت حسینہ — وغیرہ وغیرہ سو سے زائد کہانیوں کا سلسلہ .... قیمت فی جلد تخمیناً ۲ر

ہندوؤں سے سوالات

جواب میں صرف عقلی دلائل پیش کیجئے

۱ آپ وشنو اور شو کی پوجا کرتے ہیں، برہما جی کی کیوں نہیں کرتے؟

۲ برہما وشنو اور شو کی شکلوں سے ہمکو کیا سبق ملتا ہے؟

۳ اوتاروں نے قتل و غارت کیوں کیا؟

۴ کیا اوتار ہونے پر خدا محدود نہیں ہو جاتا؟ پھر وہ سرو بیاپک کہاں رہا؟

۵ سری کرشن نے اپنے ماموں کنس کو کیوں قتل کیا؟ (دیکھئے اورنگ زیب کے بھائیوں کا قتل)

۶ سری کرشن اور رادھکا جی کے تعلقات، کیا عشق بازی کا ثبوت نہیں؟

۷ ہر کام کے شروع میں گنیش جی کا نام کیوں لیا جاتا ہے؟

۸ سیتلا یعنی چیچک کی پوجا کیوں کی جاتی ہے؟

۹ کیا وجہ کہ ہندو شاستر بھی چھ، ہندو موسم بھی چھ، دن کی ساٹھ ہی گھڑی پھر ساٹھ ہی پل، ساٹھ ہی بپل؟

۱۰ بکرمی سمت چیت میں اور فصلی سمت کنوار میں کیوں شروع ہوتا ہے؟

۱۱ ہندی مہینوں میں ہر تاریخ دو بار آنے سے کیا فائدہ؟ دو پاکھ کی تقسیم میں کون خیالی تصویر پیدا ہوتی ہے؟

۱۲ لوند ہر تیسرے سال کیوں آتا ہے؟ کتنے عرصہ بعد کسی خاص مہینے میں

دوبارہ لونڈ پڑتا ہے اور کیوں ؟ کس کس مہینہ میں لونڈ نہیں ہوتا ؟ اسکی کیا وجہ ہے ؟

۱۳ کیا کبھی گیارہ مہینے کا سال بھی ہوتا ہے ؟ اگر ہوتا ہے تو کب ؟

۱۴ کیا ہندو تعصب کی وجہ سے اپنی تاریخیں گریگورین اصول کے بموجب درست نہیں کرتے ؟

۱۵ ہندو تیوہار کتنے حصوں میں تقسیم ہیں ؟ اُن کا موسم سے کیا تعلق ہے ؟

۱۶ کیا سری کرشن یا ستیا رام کو آپ کی دعا کی ضرورت ہے جو آپ جے سری کرشن یا "جے سیتا رام" کہتے ہیں ؟ یہ سلام کا کیا بے معنی طریقہ ہے ؟

۱۷ آپ برہمنوں کو کیوں خیرات کرتے ہیں اور اُن کی اسقدر عزت کیوں کرتے ہیں ؟

۱۸ جنیؤ کیوں پہنا جاتا ہے اور ورن اور قوم میں کیا فرق ہے ؟

۱۹ ہندو تیوہاروں کے کون چار اصول ہیں ؟

۲۰ سری رام چندر جی کو پیاپور پہنچ کر سیتا جی کی تلاش کیوں ملتوی کرنی پڑی ؟ برسات میں کون کام نہیں ہوتا ؟

۲۱ ہندوؤں کا تعلیمی سیشن کب ختم ہوتا ہے ؟ اسکی کیا وجہ ہے ؟

۲۲ ہریالی تیج خاص عورتوں کا تیوہار کیوں ہے ؟ وہ اُس روز جھولا کیوں جھولتی ہیں اور میکے جا کر تیوہار کیوں مناتی ہیں ؟

۲۳ ہندو سانپ کو کیوں دودھ پلاتے ہیں ؟

۲۴ لفظ "سلونو" کیا سنسکرت لفظ ہے ؟ اسکے کیا معنی ہیں ؟

۲۵ اس روز آپ برہمنوں کو دکشنا کیوں دیتے ہیں اور راکھی کیوں باندھتے ہیں ؟

۲۶ | اس روز عورتیں دیواروں پر عجیب و غریب شکلیں کیوں بناتی ہیں؟ یہ کس کی تصویر ہیں؟

۲۷ | ہندو سوسائٹی کو غیر خاندان میں شادی کرنے سے کیا فائدہ ہے؟

۲۸ | سلونو، کے روز سوئیں کیوں بنائی جاتی ہیں؟

۲۹ | پکنک (Picnic) یعنی باغ میں تفریح کا کون تیوہار ہے؟

۳۰ | سری رام چندر اور سری کرشن جی کی تاریخ پیدائش میں کیا ہدایت اور جغرافیائی دلچسپی ہے؟

۳۱ | کیا ہرتالکا تیج اور ہریالی تیج ایک ہی تیوہار کے دو نام ہیں؟

۳۲ | آپ پتھر چوتھ کے روز اینٹ پتھر کیوں پھینکتے ہیں؟

۳۳ | رکھ پنچمی کس تحقیقات کا تیوہار ہے؟

۳۴ | وامن (باون) دوادشی کو لڑکے چنے کیوں بجاتے پھرتے ہیں؟

۳۵ | اننت چودس تیوہار کس ضرورت کو پورا کرتا ہے؟

۳۶ | مہالچھمی اشٹک کیا تیوہار ہے۔ اور کیوں منایا جاتا ہے؟

۳۷ | کنوار میں شرادھ کیوں کئے جاتے ہیں۔ ان کے سولہ روز کیوں مقرر ہیں؟

۳۸ | ہندو مُردوں کو دفن کیوں نہیں کرتے۔ جلانے سے کیا فائدہ ہے؟

۳۹ | لفظ کناگت کے کیا معنی ہیں؟

۴۰ | آپ ہر ضروری کام کو کس طریقہ سے شروع کرتے ہیں اور کس طرح ختم؟

۴۱ | نو درگا یا نوراتر میں ہندو کیوں گاتے بجاتے پھرتے ہیں۔ اور کیوں برت کرتے ہیں؟

۴۲	آپ دسہرہ کے روز کیوں قلم۔ دوات۔ تلوار۔ یا ہل پوجتے ہیں ؟
۴۳	اس روز ہندو ریاستوں میں کیوں جلوس نکلتے ہیں اور اسلامی ریاستوں میں کیا ہوتا ہے ؟
۴۴	جسم، زبان، اور دل کے گناہ کون کون ہیں ؟
۴۵	سرد پونو کنوار میں کیوں منائی جاتی ہے۔ بھادوں میں کیوں نہیں ؟
۴۶	ہندوؤں کا کرسمس کب ہوتا ہے اور کیوں۔ اسکے کون کون تیوہار ہیں ؟
۴۷	عورتیں کرواچوتھ کے تیوہار کو کیوں ضروری سمجھتی ہیں ؟
۴۸	اہوئی کا تیوہار کیوں منایا جاتا ہے ؟
۴۹	آپ دھن تیرس کو نئے برتن کیوں خریدتے ہیں ؟
۵۰	ہنومان جی کی زندگی سے ہم کو کیا سبق ملتا ہے ؟
۵۱	دیوالی کے روز چراغ کیوں جلائے جاتے ہیں؟ اور جوا کھیلنا کیوں ضروری سمجھا جاتا ہے ؟
۵۲	لکشمی جی کا کھلونا کس روایت اور حکمت کی طرف اشارہ کرتا ہے؟ اسکی اصلی صورت کیا ہے ؟
۵۳	سواستک (卐) کی اصلیت کیا ہے اور یہ کہاں استعمال ہوتا ہے ؟
۵۴	گوبردھن کا تیوہار کیوں منایا جاتا ہے۔ گوبردھن کی شکل کس واقعہ کی تصویر ہے ؟
۵۵	لڑکیاں سلونو۔ دسہرہ۔ دیوالی اور ہولی کے زمانہ میں بھائیوں اور بزرگوں کے ٹیکا کیوں لگاتی ہیں ؟

۵۶ دیوا اٹھان ایکادشی پر عورتیں کھڑاؤں. تیر و کمان یا گھر کی تصویریں کیوں بناتی ہیں ؟

۵۷ کاتک میں عورتیں پیپل کا طواف کیوں کرتی ہیں ؟

۵۸ تلسی کے درخت میں کیا خوبیاں ہیں اور اسکی پوجا کیوں کیجاتی ہے ؟

۵۹ اگھن اور پوس میں خاص تیوہار کیوں نہیں منائے جاتے ؟

۶۰ کیا ان مہینوں میں کوئی تیوہار نہیں ہوتا. اگر ہوتا ہے تو کون اور کیوں ؟

۶۱ بلدیو پورنماشی کو گنگا اشنان کیوں ہوتا ہے ؟

۶۲ آپ کا بڑا دن کونسا ہے ؟ اُس کا کیا ثبوت ہے ؟

۶۳ سکٹ چوتھ کیا تیوہار ہے ؟ اسکی ابتدا کس طرح ہوئی ؟

۶۴ بسنت پنچمی کے روز سرسوں کے پھول کان میں کیوں لگائے جاتے ہیں ؟

۶۵ اس زمانہ میں عورتیں دیواروں پر جیومیٹری کی شکلیں کیوں بناتی ہیں ؟

۶۶ شوراتری کی ابتدا کی سکتگین کی روایت سے کیا نسبت ہے ؟

۶۷ شوراتری اور اننت چودس میں کیا شباہت ہے ؟ شوراتری کیوں منائی جاتی ہے ؟

۶۸ پھاگن میں جانکی جنم تاریخ اور جغرافیہ کا کیا تعلق ظاہر کرتا ہے ؟

۶۹ مہادیوجی فنا کرنے والے ہیں پھر بھولے بھالے کیسے ؟ ان کی شکل میں کیا زبردست دلچسپی ہے ؟

۷۰ فصل ربیع میں کاشتکار کے واسطے نہایت مصیبت کا کون زمانہ ہے ؟ اسکے خاتمہ پر کیا خوشی کی جاتی ہے اور کون بڑا تیوہار کیا جاتا ہے ؟

۷۱ آپ ہولی کیوں جلاتے ہیں سوت جو بھون کر کیوں تقسیم کرتے ہیں اور کیوں ملاقات کرتے ہیں ؟

۷۲	ہولی میں رنگ اور گلال پھینکنے کی کیا وجہ ہے ؟
۷۳	آپ ہولی اور دیوالی پر پاپڑیاں اور گوجھے وغیرہ کیوں بنوا کر کھاتے ہیں ؟
۷۴	دو لہنڈی (یا دھول) کے روز جوتہ پیزار کی کیا وجہ ہے ؟ کیا دوسرے ملکوں میں بھی کوئی تیوہار اس طرح منایا جاتا ہے ؟
۷۵	نو درگا کا برت چیت اور کنوار میں کیوں کیا جاتا ہے ؟
۷۶	مختلف جگ کب شروع ہوئے ؟ اور ان کے زمانہ میں باہم اور مجموعی عرصہ میں کیا نسبت ہے ؟
۷۷	پرسرام جی کی زندگی سے ہمکو کیا سبق ملتا ہے ؟
۷۸	بھاگیرتھ کا گنگا جی کو میدان میں لانے کا قصہ بعید از قیاس کیوں نہیں ہے ؟ کیا آپ اس قسم کی دوسری مثال دے سکتے ہیں ؟
۷۹	نرسنگھ چودس کا کیا اخلاقی نتیجہ ہے ؟
۸۰	برماوش کو ساوتری برت کیوں کیا جاتا ہے ؟ ساوتری کی زندگی سے ہمکو کیا سبق ملتا ہے ؟
۸۱	آپ جیٹھ کا دسہرہ کنوار کی طرح کیوں نہیں مناتے ؟
۸۲	نرجلا ایکادشی کا باقی ایکادشیوں سے کیا تعلق ہے ؟
۸۳	بھڑر یا نومی پر بہت شادیاں کیوں کیجاتی ہیں اور اسکے بعد عرصہ تک کیوں بند رہتی ہیں ؟
۸۴	کیا آنے والے موسم کی جانچ کا بھی کوئی تیوہار ہے ؟ نام بتایئے
۸۵	ہندوؤں میں سب قوموں سے زیادہ تیوہار کیوں ہوتے ہیں ؟

۸۶ تیوہاروں کے نام۔ تعداد اور رسمیات پر ہندوؤں کی بے تعصّبی کا کیا اثر ہوا ہے ؟

۸۷ تیوہاروں پر میلے کرنے سے کیا فائدہ ہے ؟

۸۸ بڑے تیوہاروں پر ہندو عورتیں مختلف قسم کی تصویریں کیوں بناتی ہیں ؟ اُن میں باہم کیا تعلق ہے ؟

۸۹ کھانا بنانے کے پانچ امتحان کون کون ہیں ؟

۹۰ لڑکیاں گڑیاں کیوں کھیلتی ہیں ؟

۹۱ جنگی اور ہیلتھ افسران تیوہاروں کے بغیر ہی تمام انتظامات کر دیتے ہیں۔ پھر تیوہار منانے کی کیا ضرورت باقی رہی ؟

۹۲ ساون اور ماگھ۔ بیساکھ اور بھادوں۔ کنوار اور جیٹھ۔ کاتک اور پھاگن میں علیحدہ علیحدہ کیا مناسبت ہے ؟

۹۳ کون کون تیوہار علمی تحقیقات۔ مختلف فنون۔ ڈس نفیکشن۔ حیوانات۔ نباتات جمادات۔ امراض۔ تفریح۔ جلوس اور موت وغیرہ کے متعلق ہیں ؟

۹۴ سال کے بارہ مہینوں کے کرشن اور شکل پکش میں علیحدہ علیحدہ کس قسم کے تیوہار ہوتے ہیں ؟

۹۵ کون تیوہار یا برت ہر مہینہ ہوتے ہیں ؟ کون ایک سال میں کئی بار اور کون کئی سال میں ایک بار ؟ کون تیوہار کئی روز تک منائے جاتے ہیں ؟

۹۶ مختلف صوبجات کی رسمیات میں کیا اختلاف ہے ؟

۹۷ تیوہاروں کی اصلی صورت میں کیا افسوسناک اختلاف ہو گیا ہے ؟

۹۸	ہر تیوہار کی ابتدا کس طرح ہوئی اور کس نے کی؟
۹۹	سال کی ۲۴ ایکادشیوں کے کیا نام ہیں اور اُن کی اصلیت کیا ہے؟
۱۰۰	گورنمنٹ آف انڈیا کے انتظامات ہندوؤں کے دَرَن اور قوم سے کیا مناسبت رکھتے ہیں؟
۱۰۱	کیا شودر ذلیل ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟
۱۰۲	ہندوؤں نے چاند کو کس سے مشابہت دی ہے اور مغربی ملکوں نے کس سے؟
۱۰۳	شری رامچندر جی کی زندگی راحت کا، اور سری کرشن جی کی زندگی مصیبت کا رُخ کس طرح ظاہر کرتی ہیں؟
۱۰۴	کیا شری رامچندر جی کا بالی کو قتل کرنا خلاف انصاف تھا؟
۱۰۵	کیا سری کرشن مہاراج نے گیتا میں ارجن کو قتل اور ظلم کی تعلیم دی؟
۱۰۶	ہندو تیوہاروں کے تاریخی اصول کیا ہیں؟
۱۰۷	ہندو کتب میں بعض اوقات ہر تیوہار کے واسطے لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی تیوہار نہیں ہے اسکی کیا وجہ ہے؟
۱۰۸	اگر مسئلہ تناسخ صحیح ہے تو ہم کو پچھلے جنم کی کیوں یاد نہیں رہتی؟ اس میں کیا فائدہ یا نقصان ہے؟
۱۰۹	ہندوؤں کی قدیم تاریخ کب شروع ہوتی ہے؟
۱۱۰	منو اور راجہ بل کا پتہ کن مغربی قوموں کی تاریخ میں ملتا ہے؟
۱۱۱	تیوہاروں کا کیا باعث ہے؟

مسلمانوں اور عیسائیوں سے سوالات

۱ ہجری اور عیسوی سنہ میں کیا خوبیاں ہیں ؟
۲ رمضان میں ۳۰ دن روزہ رکھنے سے کیا فائدہ ہے ؟
۳ آپ لوگوں کے نام۔ سلام۔ اظہار فرحت و نفرت وغیرہ میں کون اصُول ہندوؤں کے مطابق ہیں ؟
۴ مُردوں کو دفن کرنے میں کیا حکمت اور کیا ضرورت ہے ؟
۵ مسلمانوں اور عیسائیوں کی مذہبی غیر متعصّبی کا کیا ثبوت ہے ؟
۶ آپ لوگوں کے کون مذہبی حالات اور فرائض ہندوؤں سے ملتے ہیں ؟
۷ حضرت موسیٰ نے عبرانیوں کی قوم کو کتنے حصّوں میں اور کس بنیاد پر تقسیم کیا ؟ اس سے انتظام میں کیا فائدہ ہوا ؟
۸ نوروز کن قوموں میں منایا جاتا ہے ؟ اسکی کیا وجہ ہے ؟
۹ مسلمان اپنی غیر متعصّبی کا اظہار ہندوؤں سے کس طرح کرتے ہیں ؟
۱۰ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ اور ہائی کورٹ وغیرہ میں کس پُرانی حکمت اور اصُول کے بموجب بُرسات میں تعطیل ہوتی ہے ؟
۱۱ تناسخ سے انکار کرکے مسلمانوں اور عیسائیوں نے خلق خدا کو کیا فائدہ پہنچایا ہے ؟

تعلیم یافتہ جنٹلمینوں سے سوالات

۱ افریقہ کے ریگستان صحارٰی کا ہندوستان پر کیا اثر ہے ؟

۲ ہندوستان افریقہ سے چھوٹا ہے اسمیں ہندوستان کی کیا خوش قسمتی ہر ؟

۳ جنوری کا مہینہ یورپ کے کس دیوتا کے نام سے موسوم ہے ، اور وہ ہندوستان کے کس دیوتا سے مشابہ ہے ؟

۴ سال کی عمر گھٹتی ہے یا بڑھتی ہے ؟ ثبوت پیش کیجئے ؟

۵ ہر سال ۱۱ر نومبر کو مقتولین جنگ کی یادگار میں دو منٹ تک برٹش امپائر میں کیوں خاموشی اختیار کی جاتی ہے ؟

۶ ۱۷۵۲ء تک جزائر برطانیہ میں جا بجا نیا سنہ کس کس مہینہ میں شروع ہوتا تھا؟

۷ ستمبر ، اکتوبر ، نومبر اور دسمبر کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ ساتواں ، آٹھواں نواں اور دسواں مہینہ ہیں ۔ اسکی کیا وجہ ہے ؟

۸ یہ بات کس طرح عقل کے مطابق ہے کہ بکرمی سنہ پہلے جاری ہوگیا اور مہاراجہ بکرماجیت کئی سو برس بعد پیدا ہوا ؟

۹ برت یا روزہ رکھنے سے کیا جسمانی ۔ دماغی ۔ اخلاقی و روحانی فائدے ہیں؟

۱۰ جہالت کی کون کون صورتیں ہیں اور اُن کے باعث ملک کی تہذیب پر کیا اثر ہوتا ہے ؟

۱۱ آئی سِس کون دیوتا تھا ؟ اُسکی شکل کیا تھی ؟ اُسکا ہندوستان کی تصویر کشی سے کیا تعلق ہے ؟

۱۲ سواستک (کراس Cross) کے تاریخی حالات کیا ہیں؟ حکیم فیثاغورس سے اس کا کیا تعلق ہے؟

۱۳ بادشاہوں کے تاج پر ترنج کیوں بنایا جاتا ہے؟ اسکی کیا اصلیت ہے؟

۱۴ کیا قدرت میں اجتماع ضدین ممکن ہے؟ اسکا نشو و نما پر کیا اثر ہوتا ہے؟

۱۵ ین وانگ کون تھا؟ یہ کنگ کس کا نام ہے؟ اس کا کنفیوشس سے کیا تعلق ہے؟ اس میں کون علمی تاریخ مضمر ہے؟

۱۶ ہمایوں اور جدھشٹر کی زندگی میں کیا مشابہت ہے؟ کس کی زندگی زیادہ سخت تھی اور کیوں؟

۱۷ ہندوستان کی ہولی۔ ایران کے محرم اور یورپ کے نوروز میں کیا مناسبت ہے؟

۱۸ حکیم فیثاغورس کے تناسخ کے بارہ میں کیا خیالات تھے؟ اس نے یونان میں اسکی وجہ سے کیا ممانعت کر دی تھی؟

۱۹ ہر ملک کا تاریخی زمانہ کن دو حصوں میں منقسم ہے؟ کیا ہندوستان کی تاریخ بھی اسی طرح تقسیم ہو سکتی ہے؟

۲۰ کیا طوفان نوح تاریخی واقعہ ہے؟ اس سے پیشتر دنیا کی کیا جغرافیائی حالت تھی؟ ہندوستان پر اس کا کیا اثر ہوا؟

۲۱ ہندوستان کی پرانی تہذیب کا جزائر ملایا۔ جاوا۔ سیام وغیرہ پر کیا اثر ہے؟

۲۲ پرانی تاریخ کی صحت کی تصدیق میں کیا رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں؟ اسکی کیا وجہ ہے؟

۲۳ ہندوستان کے دیہات میں جا بجا پتھر کے پرانے ٹکڑے رکھے ہوئے ہیں جنکو ہندوستانی ماتا۔ مسانی۔ پچھواری وغیرہ کہتے ہیں ان سے کیا تاریخی فائدہ ہے؟

۲۴ ہندوستان میں مورّخوں کا کون فرقہ تھا جو پرانے زمانہ میں تاریخی واقعات کو یاد رکھتا تھا؟

۲۵ کلدانی، فی نیشن، اسیرین، کارتھجنین اور امریکہ کی پرانی قوم مایا کے کون بڑے دیوتا اور قانون داں ہیں جن کے نام ہندوستانی بزرگوں کے نام سے بہت مناسبت رکھتے ہیں؟

۲۶ کیا جغرافیائی ضروریات تاریخی واقعات کے اظہار میں سدّ راہ ہوسکتی ہیں؟ اگر یہ ممکن ہے تو کس طرح؟

۲۷ چاند ۲۷ دن میں آسمان کا دورہ کرلیتا ہے اور اُسکے ۲۷ ہی مقامات (نکشتر) ہیں جن پر مہینہ کے دن منحصر ہیں اس لئے مہینہ کے ۲۷ روز چاہییں، مگر مہینہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب میں صرف عقلی دلائل پیش کیجئے

اسکے بعد

اس کتاب میں جوابات تلاش کیجئے

دیباچہ

میں نے ۱۹۲۳ء میں حکام ضلع ایٹہ کے ارشاد کے بموجب ایک مضمون "ہندو تیوہاروں کی جغرافیائی کیفیت" پر تحریر کیا تھا جس کو کچھ عرصہ بعد نظر ثانی کر کے احباب کے اصرار پر کتابی صورت میں بعنوان "ہندو تیوہاروں کی اصلیت اور اُن کی جغرافیائی کیفیت" شائع کیا گیا۔ حکام اور پبلک نے اسکی جسقدر قدر فرمائی وہ نہایت ہمت افزا ہے۔ ناظرین کی تفریح طبع کی غرض سے مقتدر اصحاب و اخبارات کی رائے اس رسالہ میں تبرکاً درج کر دی گئی ہیں۔ اسکے بعد ہندی ایڈیشن کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ مختلف مضامین کا کافی اضافہ کر کے "ہندو تیوہاروں کا منورنجک آدکارن" شائع کیا گیا۔ اس کی تصنیف پر شری بھارت دھرم مہامنڈل بنارس کی جانب سے مجھکو خطاب عطا فرمانے کی تجویز پیش ہوئی اور صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک متحدہ نے اس کتاب کو انگریزی اور دیسی مدارس نارمل اسکولز وہائی سکولز و انٹرمیجیٹ کالجز کے واسطے بغرض انعامات و کتب خانہ جات و استعمال اساتذہ منظور فرمایا اور ٹریولنگ اور سرکیولیٹنگ لائبریریوں کے واسطے بھی منظور کیا۔

اس جدید رسالہ میں نہ صرف ہندی کتاب کے تمام مضامین شامل ہیں بلکہ تیوہاروں کے مزید حالات بھی مختصراً اضافہ کئے گئے ہیں۔ اسکے ساتھ ہی یہ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی قصہ بعید از عقل نہ معلوم ہو اور ناظرین کی معلومات کا احاطہ وسیع ہو سکے آخر میں نہایت مفید اور دلچسپ لب لباب اور ضمیمہ کے علاوہ جن کے مضامین خاص مطالعہ کے قابل ہیں چند دیگر مضامین جدید عنوانات

سے ایزاد کئے گئے ہیں جو نہایت واقفیت بخش ہیں

اس موقع پر ناظرین کو اس امر کی یاد دلانا نہایت ضروری ہے کہ ہندو تیوہار موسمی زنجیر کی کڑیوں سے بندھے ہوئے باہم کچھ تعلق ضرور رکھتے ہیں اور اس زنجیر کا سلسلہ دو حصوں میں تمام سال قائم رہتا ہے۔ جنوبی ہند میں ہر ہندی مہینہ چاند کی بڑھتی روشنی کے زمانہ یعنی شکل پکش کے پڑوا سے شروع ہوتا ہے اور روشنی گھٹنے کے تاریک زمانہ یعنی کرشن پکش کی اماوش کو ختم ہوتا ہے اس طرح شمالی ہند میں پورنماشی ہر مہینہ کی تیس تاریخ ہے مگر جنوبی ہند میں پندرہ تاریخ ہے۔ لیکن اماوش جنوبی ہند میں اُسی مہینہ کی تیس تاریخ ہے اور شمالی ہند میں اگلے مہینہ کی پندرہ تاریخ۔ اس کے باعث کرشن پکش میں تیوہاروں کا مہینہ شمالی اور جنوبی ہند میں مختلف ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ دیوالی جنوبی ہند میں کنوار میں اور شمالی ہند میں کاتک میں ہوتی ہے مگر اس کی پڑوا اور دوج جنوب میں اگلے مہینہ میں منائی جاتی ہیں اسی طرح ہولی کی پڑوا اور دوج شمالی ہند میں چیت کے مہینہ میں ہوتی ہے اور جنوبی ہند میں پھاگن میں۔ ہجری مہینوں کی تاریخیں جنوبی ہند کی تاریخوں سے مطابقت رکھتی ہیں اور لونڈ کے مہینہ میں شمالی اور جنوبی ہند کی تاریخیں یکساں ہو جاتی ہیں

میں نے اس رسالہ میں اسلامی اور عیسوی تہذیب کا بھی ذکر خیر کیا ہے تاکہ مختلف اقوام کے اصول کی یکسانیت معلوم ہو سکے اسکے ساتھ ہی مختلف مضامین پر ہندو مسلم عیسائی اور تعلیم یافتہ جنٹلمینوں سے دلچسپ سوالات کئے ہیں۔ اگر ناظرین اول خود ان کے جواب تلاش کریں تو کتاب کے مطالعہ میں بہت لطف پیدا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ تحریر ہندو مسلم اتحاد میں ضرور معاون ہوگی۔

رام پرشاد ماتھر بی۔ اے (علیگ)

چند دیوتاؤں کے مختصر حالات

کتاب شروع کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مذاہب احباب کی آسانی کے لحاظ سے ہندو مذہب کی مختصر کیفیت بیان کیجائے تاکہ تیوہاروں کی اصلیت معلوم کرنے میں دقت واقع نہ ہو اور مضمون کی دلچسپی زیادہ ہوجائے۔ اُمید ہے کہ ناظرین اسکے ملاحظہ سے مزید لطف حاصل کرینگے۔

خدا کا جلوہ واضح ہو کہ ہندو مذہب صدہا چھوٹے چھوٹے مذاہب سے بنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس میں بعض بظاہر مختلف خیالات اور رسوم نظر آتے ہیں۔ ویدانتی لوگ ؎ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ کے مسئلہ کے قائل ہیں، اُن کے خیال میں ؎

دو عالم چیست؟ نقش صورت دوست چہ جائے نقش صورت بلکہ خود اوست
بصد آئینہ یک روئے مقابل اگرچہ صد نماید لیک یک اوست

ہر جگہ خدائے تعالیٰ ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اب اس جلوہ کے تین[۳] منظر ہیں جو تین دیوتاؤں کی شکلوں میں نظر آتے ہیں (اوّل) برھما (دوم[۲]) وشنو یا بشن بھگوان (سوم[۳]) مہیش یا مہادیوجی۔

برھما جی مخلوق کی پیدائش کے باعث ہیں۔ بشن بھگوان پرورش کے اور مہادیوجی انتظام خانمہ اور فنا کے۔ یا یوں کہئے کہ خدائے تعالیٰ جب دنیا کی پیدائش کا انتظام کرتا ہے اُسوقت برھما کہلاتا ہے۔ پرورش کے وقت وشنو اور انتظام خاتمہ یا فنا کے وقت مہیش۔ چونکہ یہ ایک ہی نام کی تین

صورتیں ہیں اسلئے ان کے کام بھی باہم ملے جلے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ابتدائے آفرینش کے بعد برھما جی کا انتظام ختم ہوجاتا ہے اس لئے اُن کی پرستش کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں برھما جی کے مندر شاید دو چار ہی مل سکیں گے[۱]۔ ہندو لوگ خدائے تعالی کے دوسرے مظہر یعنی وشنو بھگوان کو خاص اہمیت دیتے ہیں کیونکہ یہی ہماری آسائش اور زندگی کے مالک ہیں اور انھیں کی بدولت ہم تمام مقاصد زندگی حاصل کر سکتے ہیں ان کی صورت یہ ہے کہ دودھ کے سمندر میں ایک نہایت زبردست اژدہے کے جسم پر آرام فرما رہے ہیں اژدہے کا نام شیش ناگ ہے۔ اور اس کے ہزار پھن ہیں جن کو اٹھا کر وشنو بھگوان پر سایہ کر رہا ہے۔ اُن کی بی بی لکشمی جی قریب بیٹھی پاؤں دبا رہی ہیں یہ تمام دولت اور فارغ البالی کی دیوی اور مالکہ ہیں یعنی انھیں کے وجود سے دولت اور ثروت ملتی ہے

---

[۱] ایک مصنف نے سوال کیا کہ اگر یہ وجہ صحیح ہے تو جن لوگوں کے اولاد پیدا نہیں ہوتی وہ برھما جی کی پرستش کیوں نہیں کرتے لیکن کسی کے یہاں لڑکا پیدا ہونا ابتدائے آفرینش نہیں۔ ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ قاعدہ تناسخ کے بموجب بچہ کے پیدا ہونے پر اس کی روح صرف نیا جسم اختیار کر لیتی ہے پیدا نہیں ہوتی برھما جی کا کام دنیا کی ابتداء میں مخلوق پیدا کرنا اور چار ویدوں کا اظہار کر دینا ہے اسکے بعد ہر جاندار اپنے اعمال کے بموجب نیا جسم اختیار کر کے جزا اور سزا پاتا ہے برھما جی کو اُسے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔

برھما جی کی پرستش نہ کرنا قانون قدرت کے مطابق ہے جس کا اثر حشرات الارض تک پہنچتا ہے۔ گائے۔ بھینس۔ بکری۔ گھوڑے وغیرہ کے بچے صرف اپنی ماں کے ساتھ رہتے ہیں جو ان کو پرورش کرتی ہے۔ باپ کو جانتے بھی نہیں اور یہی حالت پرندوں کی ہے اس میں کوئی بھی اپنے پیدا کرنے والے (یعنی باپ) سے واقف نہیں ہوتا۔ ٹڈھی۔ سانپ مچھلی مینڈک۔ تتلی۔ ریشم کے کیڑے وغیرہ اپنی ماں کو بھی نہیں پہچانتے۔ کیونکہ وہ انکی پرورش نہیں کرتی۔

وشنو بھگوان کی ناف سے ایک کنول کا پھول کھلا ہے جس پر برھما جی بیٹھے ہیں، اُن کے چار مُنہ ہیں[له] جن سے وہ ہندوؤں کی چار آسمانی کتابیں (یعنی رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھرو وید) پڑھ رہے ہیں۔ شیش ناگ جی کی جسامت کا اندازہ کسی قدر اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اُن کے کسی ایک سر پر زمین رکھی ہوئی ہے جو اس کے مقابل رائی کے چھوٹے دانہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

مہیش یعنی مہادیو جی کی شکل کا مفصل ذکر مہا شیو راتری کے ضمن میں کیا جائے گا۔ ہمارے تعلیم یافتہ احباب اگر مذکورۂ بالا عنوان کو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ اس نہایت مختصر صورت میں نظامِ عالم کا مکمل اظہار ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کے واسطے اسکی مختصر تشریح کی جاتی ہے۔ بہ ظاہر ہے کہ زمانۂ حال ہی بدل کر ماضی ہو جاتا ہے یا یوں کہئے کہ حال سے ماضی پیدا ہوتا ہے لیکن ماضی کے واقعات سے مستقبل کا اندازہ کیا جاتا ہے مثلاً

له (لطیفہ) ایک تعلیم یافتہ جنٹلمین نے برھما جی کے مہ مُنہ ہونے پر یہ اعتراض کہ سوتے وقت اُن کی کوئی نہ کوئی ناک ضرور دب جاتی ہو گی، اور دم گھٹتا ہو گا پھر وہ زندہ کیسے رہتے ہیں؟ اسکے کچھ عرصہ بعد میری ذہین لیکن کم عمر پوتی نے ایک بار دریافت کیا کہ "ماں کے پیٹ کے اندر اندھیرے میں بچہ کا دل بڑا گھبراتا ہو گا، وہ سانس کیسے لیتا ہو گا؟ پھر مرتا کیوں نہیں؟ اور دودھ کے بغیر کیا کھاتا ہے؟ کیا اسی وجہ سے وہ روتا ہوا پیدا ہوتا ہے؟ وہ پیٹ میں بھی ضرور بھوکا روتا ہو گا" یہ سُن کر مجھ کو تعلیم یافتہ جنٹلمین کا اعتراض یاد آگیا۔ میں نے خیال کیا کہ درحقیقت یہ دونوں بچے ہیں۔ لیکن جنٹلمین کا جواب میرے بچے نے ضرور دیدیا۔

(مصنّف)

زمانہ ماضی میں آفتاب کو ہمیشہ مشرق سے نکلتا دیکھکر یقین ہوتا ہے کہ وہ آیندہ بھی مشرق سے نکلے گا گویا کہ مستقبل ماضی سے پیدا ہوتا ہے۔ ہماری پیدائش کا زمانہ ماضی ہے اور برھماجی پیدائش کا باعث ہیں اس لئے ان کو زمانۂ ماضی کا مظہر سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح پرورش کرنے والے وشنو بھگوان زمانۂ حال کے اور فنا کرنیوالے مہادیوجی زمانہ مستقبل کے مظہر ہیں۔ دودھ دنیاوی لذات کا نمونہ اور دودھ کا سمندر تمام لذات کا مظہر ہے اور شیش ناگ آفات ارضی وسماوی کا، اسکے ہزار سر آفات وبلاکی لاتعداد صورتیں ظاہر کرتے ہیں شیش ناگ کی جسامت اسقدر ہے کہ زمین اسکے کسی سر پر رائی کے دانہ کے برابر رکھی ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہئے کہ آفات اس قدر وسیع ہیں کہ دنیاوی مخلوقات ان کے مقابل کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ اور ہر جانب مشکلات سے گھرے ہوئے ہیں لکشمی جی دولت اور مسرت کی مظہر ہیں اور چار وید قدرت کے تمام اصول وقوانین کے، اسی طرح برھماجی کے چار سر قدرت کے مکمل مشاہدہ کا اظہار کرتے ہیں

غرضکہ لذائذ دنیاوی کے بحر بے پایاں میں آفات ومشکلات ارضی وسماوی کے خوفناک مظہر شیش ناگ پر قابو پاکر اور اس سے کشتی کا کام لیکر زمانہ حال کے مظہر وشنو بھگوان نہایت مسرت واطمینان کے ساتھ اس پر آرام فرمارہے ہیں اور شیش ناگ اپنے ہزار سر سے اُن پر سایہ یعنی حفاظت کر رہا ہے اور دولت و مسرت کی دیوی لکشمی اُن کی خدمت کررہی ہیں۔ اس حالت مسرت و اطمینان میں زمانہ ماضی کے مظہر برھماجی اُن کی ناف سے پیدا ہوتے ہیں ان کے

مشاہدہ کے چار سر ہیں اور وہ ان سے قوانین قدرت کے مظہر چار وید وں کا بغور مطالعہ کرکے مخلوق کی پیدائش کا باعث ہوتے ہیں اور اُن کو قدرت کے اٹل قانون سے واقف کرتے ہیں ، اس تصویر کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ لذائذ ہلاکت کا باعث ہیں لیکن شدائد و مشکلات پر باستقلال تمام قابو کرنے پر نہ صرف ہلاکت سے نجات ہوتی ہے بلکہ وہی آفات مزید راحت و حفاظت کا سبب ہو جاتی ہیں اور دولت و مسرت قدموں سے لگی رہتی ۔ ہے زمانہ ماضی کے تجربات اور قدرت کے اصُول و قوانین سے واقفیت ہوتی ہے اور سوسائٹی کی ترقی کا موقع ملتا ہے لیکن آفات سے دور بھاگنے پر خود لذائذ ہی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں ۔

ہم گذشتہ واقعات اور اصُول میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے ۔ لیکن اُن سے سبق حاصل کرکے اور اُن کو ہادی بنا کر زمانہ حال اور مستقبل کو کوشش و سعی سے مفید بنا سکتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ برھما جی کو سب سے بزرگ و برتر خیال کیا جاتا ہے مگر اُن کی پوجا کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی ۔ لیکن وشنو بھگوان اور مہادیو جی کی پوجا ہوتی ہے اب چونکہ پرورش میں نہ صرف سامان مہیا کرنا ضروری ہے بلکہ ان خرابیوں کا رفع کرنا بھی لازمی ہے جو اس انتظام میں حائل ہوں مثلاً درختوں کو نہ صرف پانی دینا ضروری ہے بلکہ خراب پودوں کی نرائی بھی شامل ہے جس سے کھیت صاف ہو کر درختوں کی نشو و نما میں آسانی ہو ۔ اسلئے جب خدا کی نیک مخلوق پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے یا ایسی مخلوقات پیدا ہو جاتی ہیں جو لوگوں کے عذاب کا باعث ہوں اور ترقی میں حائل یا

عبادت میں حارج ہوں تو خود وشنو بھگوان ایک مجسم شکل میں نمودار ہو کر اور
تمام دقتیں رفع فرما کر ترقی میں آسانی پیدا کر دیتے ہیں اسی مجسم شکل کو اوتار کہتے ہیں۔
اوتار کا مسئلہ زیادہ دقیق ہے مگر یہاں صرف یہ کہنا کافی ہے کہ اس حالت میں
وشنو بھگوان کی اصلی صورت بھی مفقود نہیں ہوتی اور مجسم صورت بھی ظاہر ہو
جاتی ہے۔ غرضکہ یہ دونوں شکلیں اور اُسکے ساتھ ہی خدا کے تمام صفات مثل
محیط کل وغیرہ من وعن قائم رہتے ہیں اور قادر مطلق جا بجا موجود رہتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر میں کوئی بات زبان سے کہوں تو سننے والے اسکے
تمام الفاظ بالکل اُسیطرح سنیں گے جس طرح میں نے اپنی زبان سے ادا کئے
تھے گویا یہ فقرہ نہ صرف میری زبان پر بلکہ سننے والوں کے کانوں میں علٰحدہ
علٰحدہ من وعن موجود ہوگا یہ نہیں کہ اس کا پہلا لفظ پہلا شخص سنے اور دوسرا
لفظ دوسرا شخص، گویا کہ زبان سے نکلتے ہی فقرہ اپنے کل صفات کے ساتھ ہر
سننے والے کے دماغ میں آ موجود ہوتا ہے اور اگر کوئی نیا شخص اتفاقیہ
آکھڑا ہو تو اُسکے سامنے بھی جا پہنچتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ زیادہ لوگوں کی موجودگی
میں فقرہ کے صفات کم و بیش ہو جائیں۔

اسی طرح اگر کوئی عمارت پچاس یا سو آدمیوں کو دکھائی جاوے تو ہر ایک
شخص کی آنکھوں کے سامنے علٰحدہ علٰحدہ لیکن ہو بہو موجود ہوگی اور اُسکے ساتھ ہی
اصلی چیز بھی علٰحدہ قائم رہے گی۔ یہی حالت اوتار کی ہے اور ہندوؤں کا اعتقاد
ہے کہ اوتار ہونے پر بھی خدائے تعالیٰ اسی طرح موجود رہتا ہے جس طرح اس سے
پہلے تھا۔ اوتار دُنیا کو گندگی سے صاف کر کے ترقی کی شاہ راہ پر پہنچا دیتا ہے

اسکے بعد جب ضرورت نہیں رہتی تو قاعدہ قدرت کے بموجب غائب ہو جاتا ہے۔ اس تحریر کے بعد اُمید ہے کہ ناظرین مندرجۂ ذیل دیوتاؤں اور اوتاروں کے مختصر حالات جن کا ذکر اس کتاب میں آئیگا بخوبی سمجھ سکیں گے۔

(۱) سری کرشن مہاراج

یہ ہندوؤں کے اعتقاد کے بموجب ایشور کا کامل اوتار ہیں جو کنس وغیرہ ظالموں کو قتل کر کے مخلوق کو عذاب سے نجات دینے کیواسطے بھادوں میں جنم اشٹمی کے روز متھرا میں پیدا ہوئے اور چار میل فاصلہ پر بمقام گوکل نند جی اور اُن کی بیوی جسودھا جی کی گود میں پرورش پائی اور اپنے ہم عمر چھوٹے چھوٹے بچوں کے ہمراہ بندرابن وغیرہ میں کھیل کر بہت سے معجزے دکھائے۔ گو یہ شاہی خاندان میں پیدا ہوئے تھے لیکن باقی مذاہب کے بزرگوں کی طرح کم از کم ابتدائی زندگی معمولی حیثیت کے لوگوں میں صرف کی۔ ان کے بھائی بلدیو جی جو ان سے عمر میں کچھ ہی زیادہ تھے ان کے ہمراہ تھے اور ساتھ کھیلنے والے بچوں میں ایک لڑکی پانچ یا چھ سال کی تھی جسکو رادھا یا رادھکا کہتے تھے۔ رادھکا جی کی پیدائش بھی بھادوں میں ہوئی تھی اور اس تیوہار کا نام رادھا اشٹمی ہے۔ سری کرشن جی کے والد کا نام بسدیو جی اور والدہ کا دیوکی تھا لیکن نند جی کے یہاں پرورش پانے کے باعث ان کو نندلال بھی کہتے ہیں۔ اسکے علاوہ اِن کے سینکڑوں صفاتی نام ہیں۔

واضح ہو کہ کنس جس کو سری کرشن مہاراج نے قتل کیا اُن کا حقیقی ماموں تھا۔ ہندو سوسائٹی میں منکر یا منقر مذہب کا خیال نہیں کیا جاتا لیکن مکار اور

ظالم کو خواہ وہ اپنا ہم مذہب یا عزیز ہی کیوں نہو سخت سزا دی جاتی ہے ۔
بلدیو جی کے دو ہتھیار ہیں ایک ہل دوسرا موسل اور دو ہی تیوہار ہوتے ہیں ایک " بلدیو چھٹہ " بھادوں میں اور دوسرا " بلدیو پورن ماشی " اگھن میں ۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بازاروں میں جو سری کرشن اور رادھکا جی کی تصویریں بکتی ہیں وہ سخت گمراہ کرنے والی اور غلط ہیں کھیل اور محبت کے زمانہ میں اُن کی عمر پانچ پانچ سات سات سال کی تھی لیکن مصور لوگ اُن کی شکلیں نوجوان مرد اور عورت کی بنا کر اپنے مذہب پر نہایت ظلم کرتے ہیں اور اسطرح بدعت پیدا کرکے نہ صرف خود گنہگار بنتے ہیں بلکہ بھولے بھالے بے وقوف خریداروں کو بھی گنہکار بناتے ہیں ۔

(۲) وامن جی

کسی زمانہ میں ایک راجہ بل نامی کی خیرات اور داد دہش کا شہرہ چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا ۔ راجہ کی خیرات اسراف کے حد تک پہنچ گئی تھی اور اُس کو خود اس کا بہت غرور تھا ۔ لہذا غرور کا سر نیچا کرنے اور راجہ بل اور اُسکے ساتھ ہی تمام دُنیا کے مخیروں کو تنبیہ کرنے کیواسطے یہ اوتار پستہ قد انسان کی شکل میں ادتیہ عورت کے بطن سے نمودار ہوا جس کا تیوہار بھادوں میں باون دوادشی کے روز منایا جاتا ہے ۔ راجہ بل نے دریائے نربدا کے کنارے بمقام بھرورچ جگیہ کیا تھا اُسی وقت یہ اوتار ہوا ہے[1]

(۳) اننت بھگوان

یہ خدائے قادر مطلق کا نام ہے جسکی ذات وصفات

---

[1] مسودہ منشی جانکی پرشاد ۔

لازوال و لاانتہا ہیں اس کے متعلق بھادوں ہیں اننت چودس کو تیوہار کرکے اور بغرض حفاظت مزید تعویذ بناکر ستعمال کیا جاتا ہے۔

(۴) مہادیوجی ان کو مہیش بشنکر اور شیو بھی کہتے ہیں۔ ان کا کچھ ذکر اوپر کیا گیا اور باقی مہاشیوراتری کے ضمن میں آئے گا جو پھاگن میں منایا جاتا ہے۔ فنا یا قیامت کے وقت خدا کا جلوہ مہادیوجی کی جلالی شکل میں ہوتا ہے اور چونکہ وہ فنا کے بعد بھی قائم رہتے ہیں اس لئے اُن کی بیوی پاربتی جی کا سہاگ لازوال ہے۔ پاربتی جی کا دوسرا نام "گور" ہے اور عورتیں اُن کے جمالی رُخ کی پوجا سال میں پانچ بار یعنی چیت جیٹھ۔ ساون کاتک اور ماگھ کے مہینوں میں مختلف تیوہاروں پر کرتی ہیں جس کا مفصل ذکر کھانا بنانے کے پانچ سبقوں کے ضمن میں آئے گا۔

(۵) فتح کی دیبی یا دُرگا یہ پاربتی جی کا جلالی رُخ ہے جو فنا اور فتح کا باعث ہے ان کے تیوہار کنوار اور چیت کے مہینوں میں ہوتے ہیں جن کو نو درگا یا نوراتر کہتے ہیں۔

(۶) سری رامچندر مہاراج یہ ہندوؤں کے اعتقاد کے بموجب خدائے تعالیٰ کا نہایت زبردست اور مشہور اوتار ہے چیت کے مہینے میں رام نومی کے روز بمقام اجودھیا راجہ دشرتھ کے یہاں پیدا ہوئے۔ بہار کے قریب متھلا دیش کے راجہ جنک کی صاحبزادی سیتاجی سے ان کی شادی ہوئی۔ اسکے بعد اپنی دوسری والدہ کے لڑکے بھرت جی کو سلطنت دلانیکے خاطر بحالت فقیری صحرانوردی اختیار کی اور ان کی بیوی سیتا جی اور تیسری

والدہ کے بڑے لڑکے لچھمن جی بھی بضد ہو کر انکے ہمراہ گئے جب یہ دکن بن پہنچے تو لنکا کے راجہ راون کی آوارہ گرد بہن سوپ نکھا نے شری رامچندر جی سے اپنا عشق جتایا۔ اور سیتا جی کو کھا جانے کو دوڑی اس پر لچھمن جی نے اسکی ناک کاٹ لی۔ سوپ نکھا نے راون سے فریاد کی اور سیتا جی کے حسن وجمال کا تذکرہ کرکے حملہ کی ترغیب دی۔ راون سیتا جی کو چرا لایا لیکن بد دعا کے خوف سے اپنی بیوی نہ بنا سکا۔ سری رامچندر جی نے دکن کے راجہ سگریو سے دوستی کرکے ہنومان جی کی معرفت جو سگریو کی فوج کے افسر اعلیٰ اور شری رامچندر جی کے خاص معتقد اور پرم بھگت تھے سیتا جی کی تلاش کی اور پتہ لگنے پر راون پر فوج کشی کرکے اسکو قتل کیا۔ جہان کو عذاب سے نجات دی اور سیتا جی کو واپس لائے۔ اُسوقت چونکہ چودہ سال ختم ہو گئے تھے اسلئے فوراً اجودھیا کو واپس ہوئے یہاں بھرت جی نے تخت سلطنت سے صاف انکار کر دیا تھا اور سری رامچندر جی کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے تھے اُن کی تشریف آوری پر تاج و تخت حوالہ کیا اور خود بطور خدمتگذار کام کرنے لگے۔

سری رامچندر جی کی فتح کا تیوہار کنوار میں دسہرہ کے روز منایا جاتا ہے اور جیٹھ کا دسہرہ بھی اسی کے متعلق ہے۔ سیتا جی چونکہ راجہ جنک کی لڑکی تھیں اسلئے اُن کو جانکی۔ جنک دلاری اور جنک نندنی وغیرہ بھی کہتے ہیں اور ان کی پیدائش کا تیوہار پھاگن میں جانکی جنم کے روز ہوتا ہے شری رامچندر جی وشنو بھگوان کا اوتار ہیں۔ جانکی جی اُن کی بیوی لکشمی کا۔ اور لچھمن جی شیش ناگ کا۔

(۷) لکشمی جی

یہ وشنو بھگوان کی بیوی اور دولت و ثروت کی دیوی ہیں۔ اِن کا کچھ ذکر اوپر کیا گیا۔ کاتک میں دیوالی کے روز اِن کی پرستش کیجاتی ہے۔ مہالکشمی اشٹک اور لکشمی پوجن کے ضمن میں لکشمی جی کا ذکر کیا جاوے گا۔

(۸) گنیش جی

یہ مہادیو جی اور پاربتی جی کے لڑکے ہیں جن کا سر ہاتھی کا ہے۔ ہندو ہر کام کی بسم اللہ انھیں سے کرتے ہیں اور اول انھیں کی پرستش کرتے ہیں گنیش خدا کا بھی ایک نام ہے اس کا ذکر ہندوؤں کی آسمانی کتب وید وں میں بھی ہے۔

مذہبی قصص میں یہ روایت تحریر ہے کہ ایک بار تمام دیوتاؤں میں یہ مباحثہ ہوا کہ کسکی پوجا سب سے پہلے ہونی چاہیئے چونکہ ہر دیوتا کسی نہ کسی خاص صفت سے موصوف ہے۔ لہذا یہ قرار پایا کہ جو تمام جہان کا چکر لگا کر سب سے پہلے واپس آجاوے وہی پرستش کے قابل ہے۔ اس پر سب دیوتا نہایت تیزی سے روانہ ہوئے لیکن گنیش جی کا جسم بھاری تھا اور سواری صرف چوہے کی اسلیئے تیز چلنا ممکن نہ تھا۔ مگر ان کی عقل نہایت زبردست تھی انھوں نے سوچا کہ خداے تعالی کی ذات ہر جگہ حاضر و ناظر اور محیط کل ہے پس اسی اعتقاد کے بموجب زمین پر لفظ "رام" (یعنی اللہ) لکھ کر اسکے گرد پرکرما یعنی طواف کیا اور فوراً وہیں بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ بعد تیز رفتار دیوتا بھی آپہونچے اور گنیش جی کو موجود دیکھکر متعجب ہوئے یہ معاملہ برھما جی وغیرہ کے روبرو پیش ہوا جو جج مقرر ہوئے تھے انھوں نے گنیش جی کی فراست اور خوش اعتقادی دیکھ کر اُن کے حق میں فیصلہ

کیا جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تمام دیوتاؤں کو راستہ میں چوہے کے پاؤں
کے نشان ملے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شخص چوہے پر سوار ہو کر اُن سے آگے نکل گیا
ہے گنیش جی بیساکھ کی پورن ماشی کو پیدا ہوئے تھے اُن کو مُوشک واہن
بھی کہتے ہیں۔ مُوشک چوہے اور چور کو کہتے ہیں۔ چوہا کھیت کا چور سمجھا جاتا ہے
جو تمام فصل خراب کر دیتا ہے اور گنیش جی اُس پر سوار ہیں گویا کہ چوہا اُن کے قبضہ
میں ہے۔

گنیش جی کے نام سے ہر مہینہ میں ایکبار "گنیش چوتھ" ہوتی ہے۔ اور ماگھ
میں "سکٹ چوتھ" کا تیوہار منایا جاتا ہے گنیش جی کا ذکر "مہا شیو راتری"
کے ضمن میں کسیقدر تفصیل کے ساتھ کیا جائے گا۔

یہاں یہ امر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ قدیم اہل روما (اٹلی) اپنی ہر رسم کی
بسم اللہ جینس (Janus) دیوتا کے نام پر کرتے تھے اور اسی کا نام لیکر
ہلائی اور کھیتی کا کام شروع کرتے تھے۔ یہ نام گنیش سے بہت مشابہت رکھتا ہے
اسی دیوتا کے نام پر انگریزی سال کا پہلا مہینہ جنوری نامزد کیا گیا ہے۔ اور ۴۵ئہ
قبل مسیح سے سال کی ابتدا اسی مہینہ سے ہوتی ہے۔ اس دیوتا کا عالیشان
مندر پرانے زمانہ میں شہر روما میں موجود تھا۔

(۹) **جمراج** یہ دیوتا دوزخ کا مالک ہے۔ ہندوؤں میں
ایک ہی دیوتا اپنی جمالی اور جلالی صورت سے
بہشت اور دوزخ کا انتظام کرتا ہے۔ بہشت میں وہ دھرم راج کہلاتا ہے

ل۱ - ہندو ہالی ڈیز (Hindu Holi days) صفحہ ۵۵-۷۱

اور دوزخ میں جمراج ۔ ہندو ہر قسم کی غلاظت اور تکلیف کو دوزخ کی علامت بتاتے ہیں اور صفائی اور آرام کو بہشت کی۔

جمراج کے دوزخی انتظام (یعنی غلاظت اور تکلیف) سے نجات کا تیوہار دیوالی کے کرسمس ویک میں منایا جاتا ہے اور مکانات کو صاف اور ڈس انفکیٹ کیا جاتا ہے۔

(۱۰) سیتلا یہ بھی پاربتی یا دیوی کی ایک جمالی شکل ہے۔ جو ٹھنڈک یا سُرور پہنچانے والی ہے چونکہ چیچک کے مریض کو سخت گرمی محسوس ہوتی ہے اس لئے اس دیبی کی پرستش کر کے مریض کی صحت اور ٹھنڈک کی دعا کیجاتی ہے۔ مگر عوام اب چیچک ہی کو سیتلا کہنے لگے ہیں۔

(۱۱) نرسنگھ جی یہ ہندوؤں کا چوتھا اوتار ہے جس کا ذکر نرسنگھ چودس کے ضمن میں کیا جاوے گا۔

ہندو تیوہاروں کی دِلچسپ اصلیت

زبردست پیٹی

ہندو تیوہاروں کے سمجھنے کے واسطے پہلے آنکھ بند کرکے زمین کے نقشہ کا خیال کیجئے۔ اسکی کمر پر منطقہ حارّہ کی زبردست پیٹی مشرق سے مغرب کو بندھی ہوئی ہے جس کے وسط میں خطِ استوا ہے اور کناروں پر خطوط سرطان وجدی۔ آفتاب اس پر سیدھی کرنیں ڈال کر ہمیشہ گرم رکھتا ہے ذرا دیکھئے اس پیٹی میں کون کون نقشے نظر آتے ہیں۔ افریقہ کا بہت سا حصہ۔ عرب۔ ہندوستان۔ ملایا کے جزیرے اور جزیرہ نما آسٹریلیا کا شمالی حصہ اور اُسکے مشرق کے چھوٹے چھوٹے جزیرے۔ وسطی اور جنوبی امریکہ کا بہت سا حصہ۔ بحر الکاہل۔ بحر ہند اور بحر اطلانطک کے معتدبہ حصے۔

منطقہ حارّہ کا نظارہ

خطِ استوا پر ہمیشہ بارش ہوتی رہتی ہے اور وہ جن ملکوں میں ہوکر گذرتا ہے وہاں اسقدر گھنے جنگل ہیں کہ اکثر ان کا صاف کرنا ناممکن ہے۔ ان میں ہزار ہا قسم کے جانور اور کیڑے مکوڑے اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ مگر جسقدر شمال یا جنوب کیطرف سفر کیجئے اُسی قدر بارش کم اور درخت چھوٹے اور علیحدہ علیحدہ ملیں گے۔ یہاں تک کہ خطوط سرطان وجدی کے قریب لمبے اور گنجان درختوں کے بجائے چھوٹی گھاس نظر آوے گی اور وہ بھی بتدریج کم ہوتے ہوتے لق ودق میدان اور لمبے چوڑے ریگستان کا نظارہ دکھائی دینے لگے گا۔ مگر لطف یہ ہے کہ جہاں پہاڑوں کا سلسلہ ہے یا دریا بہتے ہیں یا مانسون ہوائیں ٹکراتی ہیں وہاں یہی ریگستان سبزہ زار میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ہزاروں میل لمبا ریگستان

چنانچہ خطِ سرطان پر افریقہ میں سہارا (صحارا) کا ہزارہا میل لمبا ریگستان پھیلا ہوا ہے جو ہندوستان سے تقریبًا دوگنا بڑا ہے یہ ریگستان آگے بڑھ کر مصر میں دریائے نیل کے باعث اور اُسکے مشرق میں بحرِ احمر کے سبب سے غائب ہوگیا ہے۔ لیکن بحرِ احمر کے مشرق یعنی عرب میں دوبارہ نمودار ہوگیا ہے۔ پھر بحرِ عرب و فارس میں غائب ہوکر جنوبی ایران اور بلوچستان میں کہیں کہیں نظر آتا ہے گو پہاڑوں میں اس کا نظارہ صاف نہیں دکھائی دیتا مگر مشرق میں چل کر سندھ

اور راجپوتانہ میں صاف نظر آنے لگتا ہے اور پنجاب کے مختلف دوآبوں میں بھی اسکی جھلک نظر آتی ہے اِس کے مشرق میں گنگا اور اُسکے بیشمار باجگذار ندیوں کے باعث ممالک متحدہ بہار اور بنگالہ میں پھر بالکل غائب ہوجاتا ہے لیکن آگے بڑھ کر مشرقی ملکوں میں کہیں کہیں صورت نظر آجاتی ہے اسکے بعد بھی ریگستان بحر پیفاک (الکاہل) میں غوطہ زن ہوکر میکسیکو واقع امریکہ میں کہیں کہیں سر اُبھارتا ہے۔ وہاں سے بحر اطلانطک میں غائب ہوکر اور مغربی افریقہ میں پہنچ کر زمین کا دورہ ختم کرتا ہے۔ گو کچھ دور تک سینیگل اور گیمبیا وغیرہ دریا اور مختلف پہاڑوں کے باعث اسکی صورت صاف نظر نہیں آتی۔

ریگستان کا سمندر میں سفر

اسی طرح خط جدی پر اول افریقہ میں کلہاری ریگستان ملتا ہے۔ مگر اس کا سفر زیادہ تر سمندر ہی میں ہوتا ہے گو آسٹریلیا میں اسکی مہیب اور خوفناک صورت سینکڑوں میل تک صاف نظر آتی ہے اور جنوبی امریکہ اور راستہ کے جزیروں میں بھی کہیں کہیں جھلک دکھائی دیتی ہے

ریگستان کی بے بسی

یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے کہ جن ملکوں میں پہاڑوں کا سلسلہ مشرق سے مغرب کو ہے یا دریا مشرق یا مغرب کو بہتے ہیں وہاں ریگستان کا حملہ نہیں ہونے پاتا۔ یورپ کا جنوبی حصہ سب سے زیادہ زرخیز ہے اور وہاں کے ملکوں میں پہاڑ اور دریا مشرق یا مغرب کو رُخ کئے ہوئے ہیں۔ ایشیا

ہیں چین کے دریا بھی مشرق کیجانب بہتے ہیں۔ اور وہ بہت زرخیز ملک ہے۔

ہندوستان کی صورت

اب خاص ہندوستان کو لیجئے یہاں کے نہ صرف بڑے بڑے پہاڑ، مثلاً ہمالیہ اور وندھیا چل کا سلسلہ مشرق و مغرب کیجانب پھیلا ہوا ہے۔ بلکہ پنجاب اور بنگالہ کے سواسب دریا مشرق یا مغرب کو جاتے ہیں۔ برہما جغرافیائی صورت میں ہندوستان سے علحدہ ہے۔ دریائے گنگا، جمنا، مہاندی، گوداوری، کرشنا، کاویری وغیرہ مشرق کو اور نربدا، تاپتی مغرب کو بہتے ہیں۔ بنگالہ اور پنجاب میں دریاؤں کا رُخ جنوب کو ہے گرد ہاں اُن کی تعداد بہت کافی ہے اور خاص کر بنگالہ میں مانسون ہوا تمام کمی پوری کردیتی ہے بدقسمتی سے راجپوتانہ میں دریا نظر نہیں آتے اور چھوٹے چھوٹے چشمے عموماً شمال یا جنوب کو رُخ کئے ہوئے ہیں اسکے ساتھ ہی اراولی پہاڑ کا رُخ بھی اسی جانب ہے جس سے ریگستان کو قبضہ جمانے کا پورا موقع مل گیا ہے اور وہ دریائے واہندہ کو خشک بھی کرچکا ہے۔ یہ دریا دوسو (۲۰۰) سال پیشتر یعنی اورنگ زیب کے زمانہ تک موجود تھا۔ اور اس کا دوسرا نام ہکرا (Hakra) تھا[۹]۔

۹ؔ اگر ہندوستان اور چین کے دریا اور پہاڑ مشرق اور مغرب کیجانب رُخ نہ کئے ہوتے تو ایشیا میں راجپوتانہ سے ریگستان گوبی دارتع منگولیا تک ایک زبردست ریگستان ہوتا جو افریقہ کے ریگستان صحارا سے بہت بڑا ہوتا ۱۲

ہندوستان کی خوش قسمتی

خوش قسمتی سے ہندوستان اسقدر بڑا نہیں ہے کہ اس پر خط جدی اپنا ہاتھ صاف کر سکے ورنہ اسکے جنوب میں بھی افریقہ کی طرح دوسرا ریگستان ہوتا۔ موجودہ حالت کے باعث اس ملک میں نباتات کی پیدائش بکثرت ہوتی ہے اور باشندوں کو تھوڑی سی محنت پر کھانے پینے کا سامان میسر ہو جاتا ہے۔

تیوہاروں کا باعث

لیکن یہ سدا بہار سبزہ زار تاریک پہلو بھی رکھتا ہے جس سے باشندوں کو کسی طرح مفر نہیں۔ نباتات کی کثرت کے باعث ہزارہا قسم کے حیوانات اور کیڑے مکوڑوں کو مسکن مل جاتا ہے اور متواتر بارش سے نباتات اور حیوانات کی نعشیں سڑنے لگتی ہیں جن کی عفونت سخت وبا اور امراض کا باعث ہوتی ہے اور ملیریا، ہیضہ اور بہت سی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں زمین کے ہر حصہ پر جہاں نباتات کی کثرت ہے اسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فرانس کے مشہور انجینیر لیسپس کو جس نے نہر سویز جاری کر کے تمام دنیا پر احسان کیا ہے اور یورپ کے چھ مہینے کے راستہ کو صرف پندرہ سولہ روز کا بنا کر جنوبی ایشیا خاص کر ہندوستان میں یوروپین تہذیب کو بآسانی اور تیزی سے پہنچنے کا موقع دیا ہے نہر پناما واقع امریکہ بنانے میں ایسی ہی دقت ہوئی تھی جس کے باعث آخر کار اس کو چھوڑنا نہ چاہ کر مرنا پڑا۔ وہاں بھی نباتات کی کثرت نے وبائی امراض کو اسقدر عام کر دیا تھا کہ ہم کے صدہا لوگ مر گئے۔ غرضکہ نباتات کی

کثرت اور اسکے تاریک نتیجہ سے ہندوستانیوں کو مختلف تیوہاروں کے منانے اور اپنی جان بچانے کی ضرورت کیطرف خاص توجہ دلائی۔

تنزل ترقی کا دور

اسکے واسطے انھوں نے آفتاب و ماہتاب کی گردش کا مشاہدہ کرکے معلوم کیا کہ سال کے خاص موسموں میں بارش ہوتی ہے اور اسی زمانہ میں وباؤں کا زور ہوتا ہے۔ اسکے بعد خوشگوار موسم شروع ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ جاڑا پڑنے لگتا ہے چار مہینے تک جاڑا پڑکر خزاں کے بعد درختوں پر نئے پتے آنے لگتے ہیں اور اسکے بعد گرمی شروع ہوجاتی ہے۔ انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ گرمی کے شروع ہی میں دن رات برابر ہوجاتے ہیں اور اسکے بعد دن بڑھنا شروع ہوتا ہے اور تین ماہ تک بڑھ کر دوبارہ گھٹنے لگتا ہے تین ماہ بعد پھر دن اور رات برابر ہوجاتے ہیں اور رات بڑھنی شروع ہوتی ہے اور دن کیطرح تین ماہ تک بڑھ کر دوبارہ گھٹنے لگتی ہے اور اسی طرح دن اور رات دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔

ہندوؤں کا زبردست انتظام

اس دور کا مشاہدہ کرکے ہندوؤں نے سال کو تین موسم جاڑا۔ گرمی۔ اور برسات میں تقسیم کیا۔ ہر موسم کی ۲ دو دو رِتو بنائیں اور ہر رتو کے دو دو مہینے۔ اس طرح ایک سال کی تقسیم بارہ ۱۲ مہینوں میں ہوئی۔ چاند کی گردش کے بموجب مہینے کو تیس ۳۰

دن میں تقسیم کیا۔ دن اور رات کی ساٹھ گھڑیاں بنائیں، ہر گھڑی کو ساٹھ پل میں تقسیم کیا اور ہر پل کو ساٹھ بپل ہیں۔ زمانہ کی تقسیم بھی ہندوؤں نے ساٹھ سال میں کی ہے اور ہر سال کا علیحدہ نام رکھا ہے۔ اس کا ذکر کئی سال بعد آنیوالے تیوہاروں کے ضمن میں کیا جاوے گا۔ شاید ناظرین دریافت کرنا چاہیں کہ سال کو بارہ ۱۲ مہینوں میں کیوں تقسیم کیا گیا یا دن اور رات کی ساٹھ گھڑیاں اور ہر گھڑی کے ساٹھ ہی پل اور ہر پل کے ساٹھ ہی بپل کیوں بنائے گئے اسکے واسطے مختصراً عرض ہے کہ ہندوؤں نے قدرت کے نظارہ کا بغور مشاہدہ کرکے گنتی ایجاد کی ہے اور بالکل معمولی چیزوں سے یہ جواہرات پیدا کرلئے ہیں جن کے اوپر دنیا کی تمام شائستگی کا دارومدار ہے۔ چھ اور دس کے ہندسے نہایت مفید ہیں یعنی کسی اکائی کے پورے ہندسوں میں اسقدر ٹکڑے نہیں ہوسکتے جس قدر چھ ۶ کے۔

پھر دیکھئے ہمارے ہاتھوں میں دس انگلیاں ہیں جنسے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر دم کام رہتا ہے۔ اور دہائی کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کا حاصل بنکر قدم قدم پر کام دیتا ہے اور ریاضی کو کارآمد بناتا ہے دس اور چھ کی ضرب سے ساٹھ کا ہندسہ پیدا ہوتا ہے جو دہائی میں سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ جس قدر ساٹھ کے پورے ہندسوں میں ٹکڑے ہوسکتے ہیں کسی دوسری دہائی کے نہیں۔ چھ کو دو بار ملانے سے بارہ کا ہندسہ پیدا ہوتا ہے تین بار ملانے سے

اٹھارہ ۱۸ اور پانچ بار ملانے سے تیئس ۲۳۔ بارہ کے ہندسہ میں ایک آسانی
یہ بھی ہے کہ انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں میں بارہ پوریں ہیں جو
بآسانی گنی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ اس آسانی کے لحاظ سے ہندوؤں نے
سال کو چھ رتو اور بارہ مہینوں میں تقسیم کیا اور مہینہ کو تیس دن میں
دن کو ساٹھ گھڑی میں، گھڑی کو ساٹھ پل میں اور پل کو ساٹھ بیل میں
پھر تمام علوم و فنون کو بھی چھ شاستروں میں تقسیم کیا اور اُن سے تجربہ
کرنے والوں اور نفع اُٹھانے والوں کی تاریخ اور حالات کو
اٹھارہ پُران میں

سال کو بارہ مہینے اور ۳۶۰ دن میں تقسیم کی خاص وجہ یہ تھی
کہ آفتاب کے منطقۃ البروج پر ایک پورے دورے میں ماہتاب
بدر و ہلال کی صورت میں ہمیشہ بارہ بار نظر آتا تھا اور اس کی تمام
بڑی چھوٹی شکلیں تیس دن میں نظر آجاتی تھیں۔ اس طرح ۳۶۰ دن
میں یہ دورہ ختم ہوتا تھا۔ یا یوں کہئے کہ آسمان کے دائرہ کا چکر
۳۶۰ دن میں پورا ہوتا تھا۔ اسی بنیاد پر دائرہ کو تین سو ساٹھ ڈگری
میں تقسیم کیا گیا ہے۔ لیکن مزید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ آفتاب
کے دورہ میں تین سو پینسٹھ دن اور کچھ گھنٹے لگتے ہیں۔ مگر چونکہ تین سو ساٹھ
ڈگری سے حساب میں آسانی تھی اسلئے اہل یورپ نے اسمیں
کوئی تبدیلی نہیں کی۔

اِس کے بعد بابل والوں کو بھی یہی بارہ اور ساٹھ کے ہندسے

اختیار کرنے پڑے اور انھوں نے دن اور رات کو بارہ بارہ گھنٹوں میں تقسیم کر کے ہر گھنٹے کے ساٹھ منٹ اور ہر منٹ کے ساٹھ سکنڈ بنائے۔ اگر آپ ہندی ہندسوں کی شکلیں بغور دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ بھی انگلیوں اور انگوٹھوں ہی کی شکلیں ہیں میں نے ہندسوں کے نام اور شکلوں کے متعلق اپنی دو کتابوں (اول) ابتدائی تعلیم کی رام کہانی (دوم) نئی تعلیم کا آئینہ میں مفصل ذکر کیا ہے۔

بکرمی اور فصلی سنہ

اس قدر انتظام کے بعد آفتاب کی گردش کے لحاظ سے ہندوؤں نے دو سنہ مقرر کئے ایک بکرمی اور دوسرا فصلی۔ بکرمی سمبت مہاراجہ بکرماجیت کی تخت نشینی سے صدہا سال پیشتر کسی اور نام سے جاری تھا۔ یہ زیادہ تعجب انگیز نہیں کیونکہ اس قسم کی مثالیں ہم کو روزانہ ملتی رہتی ہیں حال ہی میں ضلع ایٹہ میں صاحب کلکٹر بہادر مسٹر این۔ سی۔ مہتا کے نام سے مہتا لائبریری قائم ہوئی ہے اور تحصیلی مدرسہ کی عمارت اسکے لئے وقف کر دی گئی ہے۔ عمارت کی دیوار پر ایک پتھر لگا دیا گیا ہے جسمیں لائبریری کا نام اور سنہ کندہ ہے حالانکہ یہ عمارت اس سے بہت پہلے کی بنی ہوئی ہے۔

بکرمی سمبت چیت کے مہینے میں قریب قریب اسی زمانہ میں شروع ہوتا ہے جب دن رات برابر ہوتے ہیں۔ اسی طرح فصلی سمبت بھی کنوار میں اسی زمانہ میں شروع ہوتا ہے جب دن رات دوبارہ برابر ہوجاتے

ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ یہ تاریخیں قمری حساب اور لونڈ کے باعث ہمیشہ انگریزی ایکوی ناکس (Equinox) کے مطابق نہیں ہو سکتی ہیں جس کا ذکر آیندہ کروں گا لیکن یہاں یہ تحریر کرنا ضروری ہے کہ کسی زمانہ میں یورپ میں بھی قریب قریب بکرمی سمت کے مطابق ہی سال شروع ہوا کرتا تھا۔ ۴۵ سنہ قبل عیسوی میں آخر کے دو مہینے یعنی جنوری اور فروری سال کے شروع میں لگا دیے گئے اور یکم جنوری کو سال شروع ہونے لگا ۱۷۵۲ء تک انگلینڈ وغیرہ میں کسی جگہ نیا سال جنوری کی ایک تاریخ کو شروع ہوتا تھا کہیں کسی دوسری تاریخ کو اور کہیں ۲۵ مارچ کو (دیکھئے انسائیکلو پیڈیا برٹینکا) موخر الذکر وہی وقت ہے جب ہندوؤں کا بھی نیا سال شروع ہوتا ہے۔ مگر انگریزی مہینوں کے پرانے نام اب بھی قائم ہیں۔ چنانچہ لاطینی زبان میں لفظ "سیپٹم" سات کے معنی دیتا ہے جس سے ستمبر کا لفظ بنا ہے اور اسکے معنی ساتواں مہینہ ہوتے ہیں گو اب وہ نواں مہینہ ہو گیا ہے اسی طرح اکٹو۔ نوویم۔ ڈیسیم کے معنی سلسلہ وار آٹھ۔ نو اور دس ہوتے ہیں اور ان سے اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر کے نام بنے ہیں جو اس حساب سے درحقیقت آٹھویں۔ نویں اور دسویں مہینے تھے۔ یہ لاطینی الفاظ سنسکرت الفاظ[۱] سے بنائے گئے ہیں جو ان سب کی مادری زبان ہے۔ موسموں کے لحاظ سے درحقیقت یہی تقسیم مناسب ہے اور آج کل ہندوستان میں

---

[۱] سپتم بمعنی ساتواں۔ اشٹم بمعنی آٹھواں۔ نودم بمعنی نواں۔ دشم بمعنی دسواں

انتظامی و مالی سال اسی زمانہ سے شروع ہوتا ہے۔

ہجری اور عیسوی سنہ کی خوبیاں

ہجری سنہ جو ہم کو مسلمانوں سے ملا ہے نہایت مفید اور دلچسپ ہے یہ مہینہ کی ہر تاریخ کو چاند کی قدرتی شکل میں ظاہر کرتا ہے۔ یعنی چاند کی صورت دیکھکر ہر وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ آج فلاں تاریخ ہے۔ اسی کے ساتھ وقت کا بھی پتہ لگ سکتا ہے جس سے دنیاوی کاروبار اور انتظام میں بہت آسانی ہوتی ہے اسی طرح عیسوی سنہ بھی نہایت دلچسپ ہے گو یہ روزانہ تاریخوں کا پتہ نہیں دے سکتا لیکن آفتاب کے ذریعہ سے مہینوں اور موسموں کا حال بتا دیتا ہے۔

ہندوستانی انتظام

ہندوؤں نے اِن دونوں خوبیوں کو پہلے ہی یکجا کرلیا ہے بلکہ چاند کی گردش کے بموجب تاریخیں مقرر کرکے اِن میں یہ خوبی اور بڑھا دی ہے کہ ہر مہینے کے دو پاکھ کر دیئے ہیں۔ چونکہ چاند کا ہر حصہ مہینہ میں بڑا یا چھوٹا ہو کر دو بار نظر آتا ہے اسلئے ہر روشن اور تاریک حصہ کا یکساں نام رکھکر اُس کی ایک تِتھ یعنی تاریخ مقرر کردی ہے۔ چاند کی روشنی بڑھنے کا زمانہ جب اُسکی شکل سیدھے حرف (D) کے مشابہ ہوتی ہے " سُدی پاکھ " کہلاتا ہے اور تاریکی بڑھنے کا زمانہ جب وہ اُلٹی ڈی (ڈی[1] D) کی صورت اختیار کرتا ہے " بَدی پاکھ "

---

[1] ہنڈو رلیچیس پر۔

"سُدی پاکھ" میں چاند کے روشن حصہ اور "بدی پاکھ" میں چاند کے تاریک حصہ کے بموجب تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ چونکہ تاریخوں کی تقسیم چاند کی گردش کے بموجب کی گئی اسلئے موسموں کی تبدیلی کا پتہ لگانے کے واسطے ہر تیسرے سال ایک ماہ کبیسہ یعنی لونڈ کا مہینہ (جس کو ادھک یا دوتیک ماس یا دکھن میں دھونڈ ماس کہتے ہیں) اس خوبصورتی سے ملا دیا جاتا ہے کہ چاند کی تاریخوں میں کوئی فرق نہیں ہونے پاتا اور شمسی حساب بھی ٹھیک ہوجاتا ہے۔ چیت سے کنوار تک سات مہینوں میں لونڈ ہوتا ہے باقی پانچ مہینے یعنی کاتک سے پھاگن تک کبھی لونڈ کے نہیں ہوتے جسکی وجہ آیندہ تحریر کیجائے گی۔ لونڈ کے ہر مہینہ کا نمبر عموماً انیسویں سال آتا ہے اور جس مہینہ میں ایکبار لونڈ پڑجاتا ہے اس میں اٹھارہ برس تک نہیں ہوتا کیونکہ چاند کی سالانہ گردش بھی قریب قریب اسی عرصہ میں ختم ہوتی ہے۔ اسلئے اگر تین یا انیس سال کا اوسط نکالا جاوے تو دن رات برابر اور بڑے چھوٹے ہونے کی تاریخیں یکساں ملیں گی

عرب میں بھی اسلام سے دو سو سال قبل لونڈ کا مہینہ رائج تھا یعنی ہر تیسرے سال ایک مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا اور ایک دن کی کسر پوری کرنے کیواسطے ذی الحجہ تیس دن کا ہوتا تھا لیکن ۱۰ھ میں یہ رواج بند ہوگیا (دیکھئے زمانہ بابت جولائی ۱۹۲۹ء)

یہ بات عام طور پر معلوم نہیں ہے کہ کم و بیش دو سو پچھتر سال بعد

ہندو تقویم میں ایک برس صرف گیارہ مہینے کا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ سمت ۲۰۳۰ بکرمی (مطابق ۱۹۷۴ء و ۱۹۷۵ء) میں صرف گیارہ مہینے ہوں گے اور ماگھ کا مہینہ کم کرکے پوس کے دو پاکھ میں دو مہینے مان لئے جاویں گے۔ لیکن بمبئی گزیٹر باب ۱۸ صفحہ ۲۴۱ میں ۱۹۶۳ء کیواسطے یہی پیشینگوئی کی گئی ہے (دیکھئے ہندو ریلیجس ریصفحہ ۲۱)

بڑی جنتری فرخ آباد بابتہ ۱۹۳۶ء میں صفحہ ۱۰۵ پر تحریر ہے۔ کہ

"سمت ۲۰۲۰ میں غالباً ایک مہینہ کم ہوگا۔ لیکن اگلے سال دو لونڈ ہوں گے۔ سمت ۱۹۵۹ بکرمی میں بھی ایک مہینہ کم ہوجاتا لیکن ایک گھڑی کے فرق کے باعث نہ ہوسکا (ایضاً ۱۹۰۹ء صفحہ ۴۷ کالم ۲) اس قسم کا چھوٹا مہینہ صرف کاتک سے پھاگن تک ہوسکتا ہے باقی سات ماہ میں نہیں۔ بکرمی اور فصلی سنہ ایک ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور جو مہینہ ایک سنہ کا ہے وہی دوسرے کا۔"

گرگیورین اصول

آفتاب کی گردش کے متعلق انگریزی اور ہندوستانی حساب میں پندرہ بیس دن کا فرق ہے ۱۷۵۲ء تک اسقدر فرق نہ تھا۔ لیکن اس سنہ میں انگریزوں نے گوریگورین اصول قبول کرکے ۲ ستمبر کو گیارہ تاریخیں کم کردیں اور اگلی تاریخ ۳ ستمبر کے بجائے ۱۴ ستمبر ۱۷۵۲ء مقرر ہوئی۔

گر گیورین حساب کو تمام یورپ نے اب تک قبول نہیں کیا تھا۔ روس اور یونان میں ہمارے یکم ستمبر کو اٹھارہ اگست ہوتی تھی ۱۹۱۸ء میں روس نے اور ۱۹۲۳ء میں یونان نے تیرہ تاریخیں کم کر کے یہ فرق دور کیا ہے۔

چونکہ ہندوستانی حساب سے ہمارے فصلوں کے زمانہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور جو کمی یا بیشی ہوتی ہے وہ لونڈ کے باعث خود بخود پوری ہوجاتی ہے۔ اس لئے ہم کو نئے اصول اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہاں ایک دلچسپ نکتہ قابل غور ہے۔ ہندوؤں کی قدیم تحقیقات کے بموجب زمین کی سالانہ گردش کا دائرہ چھوٹا ہوتا جارہا ہے۔ اور سال کی عمر جو کسی زمانہ میں ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۵۰ منٹ اور ۳۵ سکنڈ تھی رفتہ رفتہ گھٹتی جاتی ہے۔ چونکہ یہ فرق اُنچاس صدی میں ۲۳$\frac{1}{2}$ سکنڈ ہوجاتا ہے اور گر گیورین اصول کے بموجب ایک برس کے اب ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۹ منٹ اور ۱۲ سکنڈ ہوتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ سال کی عمر پہلے سے ایک منٹ ۲۳ سکنڈ کم ہوگئی ہے جس کیواسطے کم از کم ۱۷۲ صدیوں کی ضرورت ہے اس سے ثابت ہوا کہ ہندوؤں کی تحقیقات کو ۱۷۳ صدی یا ۱۷۳۰۰ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا۔ کتاب گرہناولی مطبوعہ ۱۸۷۴ء مطبع خورشید ہند مراد آباد کے صفحہ ۳ پر سال کی عمر ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے ۱۲ منٹ ۱۴ سکنڈ تحریر ہے اگر

---

۵۱ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا، دستانہ جوگی سی ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۴

اس کا اعتبار کیا جاوے تو تحقیقات کی مدت کروڑوں سال تک پہنچتی ہے

چیت سُدی پڑوا کو ہمیشہ نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اس تاریخ کا

نام "سموت سرپت پدا" ہے

تیوہارُوں کی تقسیم اس تمہید کے بعد ہندو تیوہاروں کی اصلیت اور اُن کی جغرافیائی کیفیت

بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ ہندوؤں نے تیوہاروں کے لحاظ سے سال

کے دو حصے کردئے ہیں جن میں پہلا تقریباً چار مہینے کا ہے اور دوسرا

آٹھ مہینے کا۔ پہلا حصہ اساڑھ سے کنوار تک دوسرا کاتک سے اگلے جیٹھ

تک رہتا ہے اور ہر حصہ کے آخر میں نودُرگا اور دسہرہ کا تیوہار ہوتا ہے

ہماری فصلوں کی تقسیم بھی انھیں دو حصوں کے مطابق ہے

تیوہارُوں کے بنیادی اُصُول ہر جاندار کو دو چیزوں کی ہر وقت ضرورت ہے۔ اول جان کی

حفاظت دوم آرام اسی لحاظ سے اِن تیوہاروں کا سلسلہ بھی قائم کیا گیا ہے

یعنی پہلے حصہ میں جان کی حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے اور دوسرے

میں آرام کا۔ اور ہر دسہرہ پر اگلے حصۂ سال کے تیوہاروں کی بنیاد

قائم کردی جاتی ہے۔

خدا کی عجیب حکمت عموماً اساڑھ میں آفتاب خط سرطان میں پہنچ کر دکشائین (جنوب رُخ) ہو جاتا ہے

یعنی جنوب کو خط جدی کی جانب جانے لگتا ہے۔ یہ زمانہ ابتدا میں نہایت

تفریح کا ہوتا ہے۔ مگر جب کچھ عرصہ تک بارش کے باعث نباتات بکثرت
پیدا ہو جاتے ہیں تو مختلف وبائی امراض ہزارہا مخلوق کی ہلاکت کا باعث
ہوتے ہیں اور جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ خوش قسمتی سے
بچ جاتے ہیں اُن کے واسطے یہی برسات آب حیات کا کام دیتی ہے
اور فصل کی تیاری کا خاص باعث ہوتی ہے۔ برسات کے چار مہینوں میں
ہندوؤں کے قریب قریب اتنے ہی تیوہار ہو جاتے ہیں جتنے جاڑے اور
گرمیوں کے آٹھ مہینے میں۔ چونکہ اب جنگل کاٹ کر آبادیاں قائم کر دی گئی
ہیں اسلئے ہم برسات کی مصیبتوں کو بخوبی محسوس نہیں کر سکتے۔ ہاں
ترائی کے باشندے بیشک ان کا کسیقدر اندازہ کر سکتے ہیں۔

ایشیائی قوموں کے اصول عام

یہاں ایک خاص بات یاد رکھنے کے قابل ہے
کہ ایشیائی قومیں دو کاموں کو نہایت مفید اور ضروری سمجھتی ہیں اول
متواتر دعاے خیر کرنا، دوم پرماتما یا اسکے کسی اوتار یا دیوتا یا بزرگ کا
نام لینا۔ ان قوموں کو یقین ہے کہ انکے متواتر ورد سے نہ صرف صفائے
قلب اور روحانی ترقی ہوتی ہے بلکہ انسان ہر قسم کے آفات و بلیات
سے محفوظ رہتا ہے۔ اب مغربی تہذیب بھی اسکی حامی ہونے لگی ہے
اور جنرل "لارڈ بیڈن پاول" نے اسکاؤٹس کو دعائے خیر کی ہدایت
کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ

"اگر آپ کسی ریلوے ٹرین کو جاتے ہوئے دیکھیں تو دل میں دعا

کریں کہ اس کے سب مسافر بہ آرام تمام اپنی اپنی منزل پر
پہنچ جائیں وغیرہ وغیرہ "

اسی طرح ہمارے بادشاہ معظم کے حکم سے ہر سال ۱۱ر نومبر کو تمام رعایا
ہر جگہ ملکر دو منٹ مقتولین جنگ کے حق میں دعائے خیر کرتی ہے۔ اور جابجا
گرجا مسجد اور مندروں میں فتح کی دعا کیجاتی ہے۔

دعا کرنا درحقیقت ایک قسم کی خالص اور کامل نیکی کرنا ہے جس میں ہمارا
کچھ خرچ نہیں ہوتا اور اسکی قوت کا اندازہ خود مشق کرنے سے ہوتا ہے۔ جو
صاحب چاہیں خاموشی سے ایک ماہ تک اس کو آزما کر دیکھ لیں اور دل
میں برابر ہر دوست و دشمن کے حق میں دعائے خیر کرتے رہیں تو آخر میں
خود معلوم ہوجائے گا کہ انکے قلب کیحالت کس قدر عمدہ ہوگئی ہے یہی خوبی
پاک ناموں کے ورد میں بھی ہے۔

مُسلمان اور انگریزوں کے عام اُصُول

اسیوجہ سے ایشیائی قوموں نے سوسائٹی
کو اِن دونوں اصول سے جکڑ دیا ہے تاکہ ہر شخص اِن سے مجبوراً کچھ نہ کچھ
فائدہ حاصل کر سکے۔ چنانچہ اگر دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو ایک کہتا ہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ " یعنی آپ پر سلامتی ہو، یا آپ کا بھلا ہو۔ اور
دوسرا جواب دیتا ہے " وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ " یعنی اور آپ پر
بھی سلامتی ہو" یا "آپ کا بھی بھلا ہو" غرضکہ دونوں ایک دوسرے کو
دعا دیتے ہیں اور جو شخص پہلے سلام کرتا ہے وہی ثواب کا مستحق ہے

اور جواب دینے والا اگر جواب نہ دے تو گنہگار ہے

اسی طرح انگریزوں میں دو شخص ملنے پر "گڈ مارننگ" "گڈ ایوننگ" یا "گڈ ڈے" وغیرہ کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ "یہ صبح" یا شام کا وقت یا یہ دن آپ کے واسطے مبارک ہو یا آپ کا بھلا ہو۔ اسی طرح باقی ہر سلام کی حالت ہے۔ اب نام دیکھئے۔

مسلمانوں میں نام کے ساتھ "محمد" کا لفظ جو پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے نہایت ضروری ہے اور ہر مسلمان اپنے نام کے شروع میں لفظ محمدؐ استعمال کرسکتا ہے اسی طرح عبداللہ۔ عبدالحق۔ محمد علی۔ محمد احمد۔ باقر حسین وغیرہ وغیرہ نام رکھے جاتے ہیں۔ انگریزوں میں بھی "جیمس" "جان" وغیرہ خواہ خاندانی نام ہوتے ہیں یا ذاتی۔ چنانچہ ملحد کو بھی بات چیت کرنے یا کتاب وغیرہ پڑھنے میں روزانہ کوئی نہ کوئی پاک نام بار بار لینا پڑتا ہے اور ملاقات کیوقت دعائے خیر کرنا پڑتا ہے جو ایک درجہ تک اسکی صفائے قلب کا باعث ہے۔

اسی طرح بات بات پر۔ بسم اللہ۔ سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ انشاء اللہ۔ استغفر اللہ یا نعوذ باللہ بولا جاتا ہے اور انگریزی میں بھی "گڈ گاڈ" وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے

رام رام رام | ہندوؤں نے پاک نام اور دعائے خیر کو بات بات پر ملانے کی کوشش کی ہے

مثلاً دو شخص ملکر " جے رام جی " یا " جے سری کرشن " کرتے ہیں یعنی فتح یا بھلائی کی دعا کرکے بے غرضانہ طور پر اس کو رام یا کرشن ارپن کر دیتے ہیں اور ذاتی نفع کی خواہش معیوب سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ صرف رام رام ہی کہہ دیتے ہیں جس میں اس بیغرضی کا ذکر بھی نہیں ہونے پاتا۔ اگر تکلیف ہوتی ہے تو " ہائے رام " اگر خوشی ہوئی تو رام نے سُن لی) یا رام نے دَیا کی " کہتے ہیں۔ بلکہ نفرت کیوقت بھی " رام رام رام " کہنے لگتے ہیں۔ اور ان کے نام بھی رام کرشن را دھا کرشن۔ شیو پرشاد۔ شو شنکر۔ کشن نرائن۔ سیتا رام وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں

خیرات کی ضرورت اور چار ورنوں کی کیفیت

ہندوؤں نے دعاے خیر اور پاک نام کے علاوہ دو امور کو نہایت ضروری سمجھا ہے یعنی اول حتی المقدور خیرات دوئم روزہ (یا برت) وہ خیرات کرنا لازمی سمجھتے ہیں اور کھانا کھانے سے پہلے ایک لقمہ علیحدہ رکھ دیتے ہیں مگر آجکل تعلیم یافتہ ہندو اپنے واسطے اس رسم سے مستثنیٰ سمجھنے لگے ہیں۔ لیکن دیہات اور قصبہ جات میں اب بھی لاکھوں آدمی اس قاعدہ کی پابندی کرتے ہیں۔ اِن کے بزرگوں نے سعدی کے شعر

نیم نانے گر خورد مرد خدا بذل درویشاں کند نیمے دگر

پر ہزارہا سال پیشتر سے عمل کیا ہے۔

ہندوؤں نے خیرات ہی پر سو سائٹی کی بنیاد قائم کرکے تہذیب کو اعلیٰ درجہ پر پہونچایا ہے اور ہمیشہ خیرات کرکے برہمنوں کو ہر قسم کی فکر سے آزاد رکھا ہے جس سے اُن کو علمی تحقیقات کرنے اور علوم وفنون کے اصول معلوم کرکے شاستر بنانے کا موقع ملا۔ دنیا کے تمام فاضلوں کے موافق برہمن لوگ صرف علمی تحقیقات کرنے اور اُصول بنانے والے ہیں اور کشتری اور ویش اُن اُصول کے بموجب انتظامات کرنے والے اور شودر اس زبردست قومی کارخانہ کی مشین ہیں جن کے ذریعہ سے اُن اصول پر عمل کرکے تہذیب کو ترقی دیجاتی ہے اور پورا فائدہ اٹھایا جاتا ہے اب بھی بعض ریاستوں میں علما کو وظیفے دیکر علمی تحقیقات پر مامور کیا جاتا ہے اور وہ پُرانے زمانہ کے برہمنوں کی طرح فکر معاش سے آزاد ہوکر بہ آرام تمام اپنے فرض منصبی میں مشغول رہتے ہیں عوام اُن کی قدر و منزلت اور حفاظت کرتے ہیں اور علمی تحقیقات سے ہر طرح فائدہ اٹھاتے اور تہذیب کو ترقی دیتے ہیں۔ عالموں کی زندگی ہمیشہ نہایت سادہ ہوتی ہے اور وہ اپنے خیالات میں اسقدر ڈوبے رہتے ہیں کہ دُنیا کی عزت و شان کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی اسی وجہ سے وہ اسقدر بھولے اور سیدھے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو بے وقوف سمجھکر ہنستے ہیں لیکن انکی قابلیت کا اندازہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کو

انکی تحریر یا تقریر دیکھنے یا سننے کا موقع ملا ہے۔ یہ لوگ اصول بنا کر سوسائٹی کے زبردست کارخانہ میں موجد اور رہنما کا کام دیتے ہیں۔ اور ہندو سوسائٹی میں برہمن کہلاتے ہیں کیشتری اور ویش ان اصول پر شودروں کی مدد سے عمل کرکے ملک کو مہذب۔ فارغ البال اور مالامال کر دیتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یہ کہئے کہ برہمن سوسائٹی کے دماغ کا کام دیتے ہیں جو صرف غور کرتا ہے۔ دوسرا کام نہیں کشتری اور ویش بازو اور ٹانگوں کا کام دیتے ہیں جو اپنے ہاتھ اور پاؤں یعنی شودروں کی مدد سے سب کام سرانجام دیکر ترقی اور تہذیب کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کا مفصل حال ضمیمہ میں تحریر ہے۔ لیکن ہر عالم و فاضل یا اہل فن یکساں قابلیت نہیں رکھتا اور اسی کے بموجب کمی و بیشی کے ساتھ اسکی قدر و منزلت ہوتی ہے بالکل یہی حالت برہمنوں اور باقی قوموں کی رہی ہے اور ہر ایک کی تعظیم کے مختلف مدارج قائم کرد یے گئے ہیں

برت یعنی روزہ کی ضرورت

خیرات کے ساتھ برت یعنی روزہ بھی سوسائٹی کے قیام کا ضروری وسیلہ ہے نئے تعلیم یافتہ نوجوان اس کا فلسفہ نہیں جانتے اور اسکو غیر ضروری اور تکلیف دہ سمجھتے ہیں لیکن روزہ ایک قسم کی احتیاط ہے جس سے بیسیوں مرض خود بخود جاتے رہتے ہیں اور عرصہ تک زندگی اور تندرستی قائم رہتی ہے اس سے قبض رفع ہوتا ہے بدہضمی دور ہو جاتی ہے سر کا درد جاتا رہتا ہے۔ اگر بخار معلوم ہو

تو وہ بھی نہیں رہتا۔ اگر منہ سے جھاگ نکلتے ہوں۔ دِل گھبراتا ہو یا بیٹھا جاتا ہو یا کسی صدمہ کا سخت اثر ہو یا نہایت خوشی سے شادی مرگ کا خوف ہو تو یہ سب تکالیف رفع ہو جاتی ہیں۔

مغربی ممالک میں بھی اب روزہ کی اہمیت قبول کی جاتی ہے اور علاج کا ایک جدید طریقہ ایجاد کیا گیا ہے جس میں مریض کو صرف روزہ رکھنا پڑتا ہے اور اسی سے وہ تندرست ہو جاتا ہے۔ تھیوسافیکل سوسائٹی کی مشہور کتاب سدرشن میں برت کے متعلق حسب ذیل تحریر ہے۔

"چونکہ ہمیشہ پورا اعتدال نہیں ہوتا گا ہے گاہے بے اعتدالی ہو ہی جاتی ہے جیسے بعض وقت رات کو زیادہ جاگنے کا اتفاق ہو جاتا ہے بعض وقت نادانستہ ایسے کھانے کھائے جاتے ہیں جو بے میل ہوتے ہیں مثلاً دودھ کے ساتھ نمک یا کھٹائی وغیرہ وغیرہ اسلئے ایسی بے اعتدالیوں کی اصلاح برتؔ اور دواؔ کے ذریعہ سے ہونی چاہیئے۔ جو رطوبات کثافت اور گرانی جسم میں بلاناغہ کھانے سے جمع ہو جاتی ہیں اور آخر کار بیماری کا باعث ہوتی ہیں وہ برت سے تحلیل ہو جاتی ہیں اور جسم ہلکا اور بھلا چنگا ہو جاتا ہے صفرا جو ہضم طعام کا جزوِ اعظم ہے وہ بلاناغہ کھانے سے اجتماع رطوبات ناقصہ کی وجہ سے دھیما ہو جاتا ہے۔ برت سے وہ درست ہو کر اپنا کام ٹھیک کرتا ہے۔ گویا برت ایک قسم کا مادالجبن ہے جس سے جسم نیا ہو جاتا ہے۔ ہفتہ میں کم از کم ایک برت رکھنا ہی چاہیئے برت میں نِراہار یعنی فاقہ اوّل درجہ کا ہے۔ ایک وقت تھوڑا گائے کا

دودھ پی کر رہنا دوسرے درجہ کا اور پھلاہار یعنی تازے سریع الہضم پھل کھاکر رہنا تیسرے درجہ کا۔ یہ بھی معمولی غذا سے بقدر چہارم اور دن میں ایک بار اس سے زیادہ کھانا برت میں شامل نہیں ہے۔ برت سے محض جسم ہی کی درستی نہیں ہوتی بلکہ اُس سے ستوگن (یعنی نیک خیالات) کی زیادتی ہوتی ہے جس سے خداپرستی کی طرف رجحان ہوتا ہے اور عبادت میں جی لگتا ہے۔ برت کا دن عبادت کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے نہ کہ کھانے کیلئے جب نتائج بے اعتدالی اس حد کو پہنچ جائیں کہ اُن کی اصلاح برت سے نہ ہوسکے تو دوا کا استعمال کرنا چاہیئے"

برت سے نہ صرف بیماریوں کا انسداد ہوتا ہے بلکہ نیکی کی قابلیت بھی پیدا ہوتی ہے اور انسان بہت جلد ٹرینڈ ہوکر ترقی کی شاہراہ پر پہنچ جاتا ہے اہل اسلام بھی رمضان المبارک میں تیس دن متواتر روزہ رکھ کر نیکی کی ٹریننگ حاصل کرتے ہیں اور بعض خداپرست بزرگ جن کو صائم الدھر کہتے ہیں ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں۔ اِن کی روحانی ترقی بہت تیزی اور آسانی سے ہوتی ہے۔

ہندوؤں نے تیوہاروں کی رسوم کا سلسلہ اس طرح قائم کیا ہے کہ خدا کے نام اور دعا کے ساتھ اوّل کسی موسمی پھل یا ضروری چیز کو خیرات کرتے ہیں اور زیادہ تر برت یعنی روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اُس کو خود استعمال کرتے ہیں اور بار بار خیرات کرتے رہتے ہیں۔

آمدم برسرِ مطلب۔ آپ ہندو تیوہاروں کے مسئلہ کو سمجھنے کے واسطے

اِن چار اُصول یعنی (۱) خدا کا نام (۲) دعائے خیر (۳) خیرات اور (۴) برت یا روزہ کو ذہن نشین کر لیجئے۔

مُصیبت کا اِنسداد اور نجات

تیوہاروں کے پہلے حصّے یعنی اساڑھ سے کنوار تک زمانہ کو سمجھنے کے لئے یہ بھی عرض کرنا مناسب ہے کہ جب کوئی عام مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو لوگ اپنا موجودہ کام فوراً ملتوی کر کے پہلے جان و مال بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اس پر بھی اگر کوئی مصیبت میں پھنس کر مر جائے تو اُس کی آخری خدمت یعنی تجہیز و تکفین یا کریا کرم کر کے حتی المقدور یادگار قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو خوش قسمت وبا سے بچ جاتے ہیں وہ اپنی نجات پر نہایت خوشی منا کر آئندہ بہ آرام زندگی کا انتظام کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے تیوہار اسی سلسلہ سے زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم ملے ہوئے ہیں

سیتاجی کی تلاش

یہاں کسی زمانہ میں جنگلوں کی کثرت کے باعث برسات میں بستیوں سے باہر نکلنے کو مشکل راستہ ملتا تھا اور گھاس وغیرہ اسی تیزی سے بڑھتی تھی جس طرح اب بھی مکانوں کی چھتوں پر بار بار پیدا ہو کر چین نہیں لینے دیتی۔ وباؤں کا اُس زمانہ میں ہر دم خوف رہتا تھا اور شادی وغیرہ بڑے ضروری کام ملتوی کرنے پڑتے تھے۔ چنانچہ شری رام چندر جی نے بھی پمپا پور پہنچ کر برسات آجانے پر سیتاجی کی تلاش سا ضروری کام ملتوی کر دیا حالانکہ اُن کو اپنی محترم بیوی کی جدائی ہر گھڑی شاق تھی۔

دیو شینی ایکادشی

اسلئے ہندوؤں نے آخر اساڑھ میں جب آفتاب خط سرطان سے جنوب کو جانے لگتا ہے کام ملتوی کرنے کی ایک تاریخ مقرر کرکے اس کا نام " دیو شینی ایکادشی" رکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دیوتا لوگ جو صفات حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں اور جن کو پیش نظر رکھکر ہم شادی کی رسمیں اور ضروری دنیاوی کام شروع کرتے ہیں اس تاریخ کو سو گئے یا معطل ہو گئے۔ چنانچہ اس روز سے تمام ضروری کام مثلاً شادی وغیرہ بند ہو جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ دیوتا چار ماہ بعد جب کسی وبائی مرض کا خوف نہیں رہتا (یعنی کاتک میں دیوالی کے دس گیارہ روز بعد) جاگتے ہیں اور اوس وقت ہندوؤں کے مبارک کام یعنی شادی وغیرہ شروع ہوتے ہیں۔ اسکا ذکر آئندہ کیا جاوے گا۔

ہندوؤں کی مذہبی کتب میں تحریر ہے کہ اس روز وشنو بھگوان راجہ بَل کے یہاں پاتال لوک جاتے ہیں اور چار مہینے یعنی دیو اٹھان ایکادشی تک رہتے ہیں۔ اس کے بعد جاڑوں میں چار ماہ کے واسطے مہا دیو جی پاتال لوک جاکر راجہ بَل کی حفاظت کرتے ہیں اور گرمیوں میں چار ماہ کے واسطے برہما جی کی باری آتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ برہما وشنو اور مہادیو جی کے باری باری جانے کے باعث ہمارے ملک میں گرمیوں میں پیدائش کی کمی رہتی ہے برسات میں پرورش اور قیام زندگی کی اور جاڑوں میں موت کی کیونکہ یہی دیوتا پیدائش پرورش اور فنا کے مالک ہیں جس کا ذکر شروع کتاب میں کیا گیا۔

بیاس پوجا دیوشینی ایکادشی کے چار روز بعد بیاس پوجا کا تیوہار ہوتا ہے اس روز اُستاد یعنی گرو کی گدّی کی پوجا ہوتی ہے تعلیمی سیشن ختم ہو جاتا ہے مدرسے بند کئے جاتے ہیں اور لڑکوں کو ایام تعطیل میں برسات کی دل خوش کن ہوا اور سبزہ زار سے مسرت حاصل کرنے اور آنیوالے مہلک امراض سے نجات پانے کا موقع دیا جاتا ہے۔

اس روز بعض تعلیم یافتہ اقوام میں عورتیں دیوار پر اُستاد کی چوکی اور شاگردوں کی چٹائیوں کی تصویر بناتی ہیں اور پندرہ روز بعد اماوس کو اُن کی تکمیل کرتی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اس روز تعلیمی سیشن ختم ہو گیا اور زمانہ برسات میں مدرسے بند کر دیئے گئے۔ آج کل مسلم یونیورسٹی علیگڈھ بھی موسم برسات ہی میں سالانہ تعطیل کرتی ہے اور دیو اُٹھان ایکادشی سے کچھ روز پہلے اپنے کالج کھولتی ہے۔ ۱۸۸۷ء سے پہلے علیگڈھ کالج گرمیوں میں بند ہوتا تھا لیکن موسمی ضروریات نے سرسید احمد مرحوم کو تبدیلی تاریخ پر مجبور کیا۔ اسی طرح عدالہائے ہائی کورٹ وغیرہ بھی اکثر برسات میں بند رہتی ہیں۔ اس روز سنیاس مستحق شخصوں کو ملتا ہے۔

ہریالی تیج چونکہ دیوشینی ایکادشی پر سبزہ پیدا ہو کر دس پندرہ روز میں نہایت سرور کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے ساون کے مہینہ میں عورتیں "ہریالی تیج" کا تیوہار مناتی ہیں اور جھولا جھول کر حمد خدا یعنی پرماتما کی اُستتی کے راگ گاتی ہیں۔ اس سوال کا جواب کہ "یہ تیوہار صرف عورتیں کیوں مناتی ہیں؟" یہ ہے کہ ہندوستان میں فنون لطیفہ

مثلاً گانا ۔ تصویر کھینچنا ۔ نقشہ کشی ۔ بیل بوٹہ بنانا ۔ کشیدہ کاڑھنا وغیرہ وغیرہ
خاص عورتوں کا حصّہ رہا ہے اور وہی ان میں مہارت پیدا کرتی تھیں ۔
ظاہر ہے کہ جو شخص تصویر بنانے میں کامل ہے وہی نظارہ کی اصلی خوبی پہچانکر
سرور حاصل کر سکتا ہے ۔ اس لئے اس سبزہ زار کا نظارہ عورتوں کے سرور کا
خاص باعث ہوتا تھا اور جھولا سُرور کو دو بالا کر دیتا تھا ۔ جھولے کی ورزش
نہ صرف تندرستی کے واسطے مفید ہے بلکہ اس سے بغیر کسی نشہ کے خود بخود
لطف و سرور محسوس ہوتا ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ چھوٹے بچوں کو جب گود
میں لے کر ادھر اُدھر ہلاتے ہیں یا پالنے میں لٹا کر ہلکی جنبش دیتے ہیں تو
روتے ہوئے بچے خاموش ہو کر تھوڑی دیر بعد اسی سرور میں سو جاتے ہیں ۔
دیسی مکاتب کے لڑکے اسی سرور کی غرض سے پڑھتے وقت ہلنے لگتے ہیں ۔
میلوں میں لوگ اسی وجہ سے چرخ پر جھولتے اور گھومتے ہیں ۔ چلتی ریل میں
ہمارے جسم کو جنبش ہوتی ہے اور اسی سرور کے باعث اکثر نیند آجاتی ہے ۔
غرض کہ اوّل سبزہ زار کا سرور ۔ اس پر جھولے کا سُرور اور ان سب سے بڑھکر
خدا کی حمد و ثنا کا سرور عورتوں کو محو کر دیتا ہے ۔ اور وہ آٹھ دس دن نہایت خوشی
سے گذارتی ہیں اور اس تیوہار کو مناکر اور سہاگ کی دیبی یعنی پاربتی جی کا پوجن
کر کے دعا کرتی ہیں کہ پرماتما اس سُرور سے ہمیشہ سب کو فیضیاب کریں ۔ لڑکیاں
یہ تیوہار زیادہ تر اپنے والدین کے یہاں مناتی ہیں کیونکہ وہاں اُن کو سُسرال
سے زیادہ آزادی نصیب ہوتی ہے اور مشاہدہ قدرت کا کافی موقع ملنے پر
سُرور دو بالا ہو جاتا ہے ۔ اس برت کا حال سری کرشن مہاراج نے اپنی بہن

سبھدرا کو بتایا تھا یہ اُس روز جاری ہوا ہے۔

ناگ پنچمی مگر سبزہ زار کا سرور دیرپا نہیں ہے کیونکہ خدا کی ہزارہا مخلوق یعنی سانپ وغیرہ بھی اس کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے دو چار روز بعد ہی ناگ پنچمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ جس میں سانپوں سے حفاظت کی دعا کی جاتی ہے۔ اس ملک میں سانپ نہایت خوفناک دشمن ہے۔ درندے اور زہریلے جانور ہمارے مکانوں سے عموماً باہر رہتے ہیں اور اکثر ان کے کاٹنے پر فوراً تکلیف محسوس ہوتی ہے جس سے ہم کو اپنی حفاظت کا موقع مل جاتا ہے۔ بخلاف اس کے سانپ ہمارے گھر کے کسی گوشہ میں آکر چھپ جاتا ہے اور خبر نہیں ہوتی۔ پھر اس کے کاٹنے کے بعد بھی کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کا سرور پیدا ہو کر نیند آنے لگتی ہے۔ اسی وجہ سے بعض اوقات سوتے ہوئے آدمیوں کو پتہ بھی نہیں چلتا اور وہ صبح چارپائی پر مرے ہوئے ملتے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ عموماً ہر جاندار اُسی وقت ستاتا ہے جب وہ بھوکا ہو یا دب جائے اسی لئے ناگ پنچمی پر بعض لوگ سانپوں کو دودھ پلا دیتے ہیں تاکہ وہ سیر ہو کر اپنا راستہ لیں اور کسی کو نہ ستائیں اسکے علاوہ عام طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ سانپوں کی صرف چند قسم زہریلی ہوتی ہیں باقی سب قسم انسانوں کے واسطے عموماً اور کسان کے واسطے خصوصاً بہت مفید ہیں کیونکہ یہ چوہوں کو جو مکانات کے سامان اور کھیتوں کے اناج کو تباہ کر ڈالتے ہیں اون کے بل کے اندر جا کر کھا جاتے ہیں اور سامان اور اناج کی حفاظت کا باعث ہوتے ہیں۔

لیکن اور کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔ یہاں مختصراً یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ ناگ ایک قوم کا بھی نام تھا اور ستھیا والوں کے قومی نشان پر سانپ کی تصویر ہوتی تھی ہندوؤں کے عقیدہ کے بموجب سانپ دشمن انسان اور باعث موت ہے میں نے شروع کتاب میں ذکر کیا کہ بشنو بھگوان مخلوق کی پرورش کا مظہر ہیں اور مہادیو جی موت اور فنا کا۔ اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی ضرور باعث دلچسپی ہوگا کہ مہادیو جی کے جسم پر سانپ لپٹے ہوئے فنا کی علامت ظاہر کرتے ہیں اور بشنو بھگوان کی سواری گرڑ پرندہ ہے جو سانپوں کو کھا جاتا ہے۔ بعض قوموں میں ناگ پنچمی کے روز بھی تصاویر بنائی جاتی ہیں ان میں زیادہ تر حشرات الارض کی شکلیں ہوتی ہیں۔ یہ لڑکیوں کا بھی تیوہار ہے اور وہ اس روز اپنی گڑیوں سے کھیلتی ہیں اور بعض جگہ لڑکے گڑیوں کو پیٹتے ہیں اب ناگ پنچمی کے متعلق خیالات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس روز سری کرشن مہاراج نے کالی ناگ کو جمنا جی میں ناتھا تھا اور چونکہ اس نے انھیں نہیں کاٹا اسلیئے ہندو شکریہ کے طور پر سانپوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ (۲) بعض کہتے ہیں کہ چونکہ سمندر منتھن کے وقت سانپ کی رسی بنائی گئی تھی جس کے باعث چودہ جواہرات سمندر سے نکلے اور مہادیو جی نے زہر پینے کے بعد اپنے جسم پر سانپ لپٹنے کے باعث زہر کی گرمی سے کسی قدر نجات حاصل کی تھی۔ اس لئے یہ تیوہار بطور یادگار منایا جاتا ہے۔ (۳) سانپ کا نصف جسم ٹھنڈا ہوتا ہے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ سانپ زہریلی ہوا کھینچکر اپنے

جسم میں جذب کر لیتے ہیں۔ جہاں کالے ناگ رہتے ہیں وہاں کبھی کبھی خزانے بھی ملتے ہیں (۴) سری متی راج دلاری رسالہ مان سرور میں لکھتی ہیں کہ یہ تیوہار شیش ناگ کی بہن منسا دیوی کے نام پر ہوتا ہے یہ دیوی سنہری رنگت والی نہایت خوبصورت ہے اور کمل کے پھول پر پالتی مارے بیٹھی ہے اس کے تمام بدن پر سانپ لپٹے ہیں کہتے ہیں اسکو سانپ کا زہر دور کرنے میں خاص دسترس ہے۔ ممالک متوسط میں اس دیوی کو کوئی نہیں جانتا۔

شمالی ہند کے بعض مقامات میں یہ تیوہار اساڑھ میں منایا جاتا ہے[۵۱]۔

(۵) بعض لوگوں کی رائے ہے کہ یہ تیوہار اسوجہ سے منایا جاتا ہے کہ اس روز ستی جی مہادیو جی سے عرصہ کی مہاجرت کے بعد ملی تھیں اس خوشی میں انھوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص اس روز دعا مانگے گا وہ قبول ہو گی۔ مہاراشٹر میں اسکو سُوَرن گوری پوجا کہتے ہیں۔

اس روز اجودھیا اور مرزاپور میں جھولا جھولنا شروع ہوتا ہے اور گیارہ دن تک رہتا ہے۔

سُلونو اور اُسکی وجہ تسمیہ

اب رفتہ رفتہ جس قدر زمانہ گذرتا ہے برسات کا تاریک چہرہ سامنے آتا جاتا ہے چنانچہ دور اندیشی کے لحاظ سے ساون کی پورنماشی کو سلونو کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ لفظ سلونو فارسی الفاظ سال نو سے

---

[۵۱] امنگ دی ہنڈ ز صفحہ ۱۲۱۔

بنالیا گیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ فصلی سنہ بلحاظ زراعت سلونو کو شروع ہوتا ہے اور مشہور ہے کہ اکبر کے زمانہ میں اس تیوہار کا نام "سال نو" رکھا گیا۔ لیکن چونکہ تحصیل وصول کا کام کنوار میں شروع ہوتا ہے اس لئے کاغذات میں بعض اوقات سلونو کے بجائے کنوار کے مہینہ میں سنہ کی تبدیلی تحریر کی جاتی ہے۔ سلونو کو ہندی میں "شراونی" اور "رکشا بندھن" کہتے ہیں۔ ہندو ناظرین کو اسکے فارسی نام پر تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ بعض دوسرے تیوہاروں کے نام بھی فارسی زبان کے ہیں۔ مثلاً ہولی کی دوادشی کو رنگ پاشی کہتے ہیں اور یہ فارسی نام ہے۔

سلونو کا دوسرا نام رشی ترپنی ہے لیکن پرانے زمانہ میں رگ ویدی۔ یجر ویدی اور سام ویدی برہمن مختلف دنوں میں علیحدہ نکشتروں کے بموجب علیحدہ علیحدہ روز شراونی کا تیوہار مناتے تھے اور اسکو علیحدہ تیوہار سمجھتے تھے[۱]

رکشا بندھن

سلونو کے روز برہمن یگیہ (ریاضت) کر کے خلق خدا کی حفاظت کے لئے راکھی یعنی تعویذ بناتے ہیں جو بطور حفظ ماتقدم دعا کے ساتھ کلائی پر باندھ دیا جاتا ہے اس محنت کے صلہ میں ہر شخص ان کو تھوڑی سی دکشنا یا نذرانہ پیش کر دیتا ہے۔ کیونکہ کسی بزرگ کی خدمت میں خالی ہاتھ جانا معیوب ہے

[۱] ہندوؤں کے تیوہار صفحہ ۳۴۔

بدقسمتی سے اب اس تعویذ کے بجائے خالی ڈورا رہ گیا ہے اور برہمنوں کی خدمت میں ہم خود نہیں جاتے ان کی حاضری کا انتظار کرتے ہیں جاہلوں نے لالچ کے باعث اس کو بھیک مانگنے اور دربدر مارے پھرنے کا وسیلہ بنالیا ہے لیکن راکھی درحقیقت حفاظت کا تعویذ ہے آج بھی ہندو اور مسلمان مائیں اپنے بچّوں کے گلے میں اسی طرح تعویذ ڈال دیا کرتی ہیں۔ اس روز برہمن اپنا پرانا جنیؤ بدلتے ہیں راجپوتوں میں راکھی کی بہت اہمیت ہے۔ اور یہ تیوہار کمزور شخص خاص کر عورت کی حفاظت کا خاص وسیلہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جو مشکلات کسی اور طرح حل نہیں ہو سکتی تھیں رکشا بندھن کے بدولت ایسی طے ہوئیں کہ کسی کو وہم و گمان نہ تھا۔ قدیمی اور خاندانی دشمنوں میں جہاں ایک دوسرے کو مٹانے پر تلا ہوتا اور ایک فریق کا نیست و نابود ہوجانا یقینی امر تھا کمزور طرف کی لڑکی حفاظت کی صورت نہ پاکر دشمن کے پاس رکشا بندھن کے لئے گئی تو اُسکی مجال نہ ہوئی کہ اُسے واپس کردے بلکہ لڑکی کی عزت اور بات کا لحاظ اس طرح کرنا پڑا کہ گویا اُس کی ماں جائی بہن تھی اس طرح دو دشمنوں میں از سر نو یگانگت پیدا ہوگئی اور عمر بھر قائم رہی۔

ایک بار ریاست اودے پور پر بہادر شاہ والئی گجرات نے حملہ کیا رانی نے ہمایوں بادشاہ کے پاس راکھی بھیجکر مدد چاہی۔

---

[۱] آریہ جاتی کے تیوہار صفحہ ۳۹ — ۴۰

ہمایوں حالانکہ مسلمان تھا اور اُسوقت بنگالہ کی مہم میں مشغول تھا راکھی پاتے ہی مہم چھوڑکر اودے پور کو روانہ ہوا۔ بدقسمتی سے اُسکے پہنچنے سے پیشتر بہادر شاہ نے اودے پور فتح کر لیا اور رانی جوہر کر کے ستی ہو گئی۔ ہمایوں نے فوراً گجرات پر حملہ کیا اور بہادر شاہ کو سخت سزا دی جس سے وہ جاں بر نہ ہو سکا۔ غرضیکہ مسلمان بادشاہ بھی اپنی بے تعصبی سے راکھی کی بہت عزت کرتے تھے اور اسکو پاکر مدد کرنا باعث فخر سمجھتے تھے۔

دیوار کی تصویریں

سلونو پر فصل خریف کے سبز پودے بھی نظر آنے لگتے ہیں اور برسات کا دلکش نظارہ صاف نمایاں ہوتا ہے۔ اس کو وہی لوگ اچھی طرح جان سکتے ہیں جنھوں نے پورنماشی کے روز آفتاب یا ماہتاب کی روشنی کو بادلوں کے اندر بار بار دُھندلی اور چمکیلی ہونے کا سبزہ زار میں نظارہ کیا ہو۔ اس زمانہ میں چڑیاں جا بجا چہچہاتی ہیں مور بولتے اور مختلف پرند حالتِ سرور میں اِدھر اُدھر اُڑتے پھرتے ہیں عورتیں اس نظارہ کی تصویر دیواروں پر سُرخ گیرو سے بناتی ہیں جو برسات کے موسم میں اُنگلیوں پر لگنے سے پتی اور بہت سے جلدی امراض سے حفاظت کرتا ہے۔ اگر آپ ان تصویروں کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو اُن میں زیادہ تر پرند ملیں گے۔ ان کے وسط میں تصویرکشی کا کانٹا ہوتا ہے

ہندو بائی دیز صفحہ ۱۷۔ برہمن جنیؤ بدلتے ہیں ۱۲

جو ایک مقررہ سلسلے میں نقطے رکھکر بنایا جاتا ہے۔ اُن کے ملانے میں اگر کہیں ذرا بھی غلطی ہو جائے تو حساب کے سوال کی طرح جواب بھی غلط ہو جاتا ہے اور تصویر صحیح نہیں بن سکتی افسوس ہے زمانہ نے اِن تصویروں کو بھدّا کر دیا ہے۔

غیر خاندان میں شادی کے فائدے اور لڑکیوں کی دُعائے خیر

ہندو اپنی لڑکیوں کی شادی غیر خاندان میں کرتے ہیں جس سے نہ صرف خاندانی امراض وعادات کی سختی کم ہو جاتی ہے بلکہ غیر لوگوں سے رشتہ پیدا ہو کر محبت واتحاد بڑھتا ہے اور اُن کی اولاد آپس میں بھائی بھائی ہو جاتی ہے اس طرح ہر لڑکی کی شادی پر نئے رشتہ داروں کی تعداد میں ترقی ہو کر ایک دوسرے کے مددگار اور خیر خواہ نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ سلونو کے روز لڑکیاں نہ صرف اپنی سسرال میں تیوہار مناتی ہیں بلکہ اپنے بھائیوں عزیزوں اور بزرگوں کی پیشانی پر قشقہ یعنی ٹیکا لگا کر سب کی جان و مال کی حفاظت اور تندرستی کی دعا کرتی ہیں۔

سیوئیں کا چگا

اس تیوہار پر نئے اناج کی چھوٹی چھوٹی سیوئیاں جو کے برابر یقیناً ہاتھ سے بنائی جاتی تھیں اور اب بھی بعض اوقات عورتیں ایسی ہی بناتی ہیں۔

یہ درحقیقت خوبصورت پرندوں کا جُگّا ہے جو فصل خریف کے پودوں پر حملہ کرکے تازہ اناج کو ضایع کرنے کے بجائے اس طریقہ سے ہمارے مکانوں پر آجاتے ہیں اور اس کو کھاکر ہم سے ہل جاتے ہیں اور برسات میں مکانوں پر بار بار آکر ہمکو نہ صرف اپنی سُہاونی بولی اور خوبصورت شکلوں سے محظوظ کرتے ہیں بلکہ جُگّے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور کھانے کے ذروں سے بھی جنکا ہمکو مطلق پتہ نہیں ہوتا مکان صاف کردیتے ہیں اور وہ سڑ گل کر بیماری اور وبا کا باعث نہیں ہونے پاتے۔ اس روز ہندو پوجن کرکے دعا کرتے ہیں کہ اے پرماتما ہماری جانوں کی حفاظت یا رکشا کیجئے۔ اس زمانہ کی تصویر کشی میں جسکا ذکر اوپر کیا گیا عورتیں پرندوں کی چونچ پر سیویاں ضرور لگا دیتی ہیں۔ یہ پرندوں کی ہمارے مکان پر آکر سیوئیں کھانے کی پُرانی یادگار ہے۔ قدیم زمانہ میں سیویاں عرصہ تک پرندوں کو کھلائی جاتی تھیں۔

سلونو اور علاء الدّین خلجی

سلونو کی ابتدا سمجھنے کے لئے علاء الدین خلجی اور چتور کی رانی پدمنی کی مشہور روایت ملاحظہ کیجئے۔ کہتے ہیں کہ علاء الدین قلعہ چتور میں پدمنی کی شکل آئینہ میں دیکھکر اپنے لشکر کو واپس آیا۔ لیکن جب پدمنی کا خاوند راجہ بھیم سنگھ اُس کو پہنچانے کے واسطے قلعہ سے باہر نکلا تو علاء الدین نے دھوکے سے گرفتار کر لیا۔ اس پر رانی نے دھوکے کا

جواب دھوکے سے دیا اور علاء الدین کو خبر کی کہ میں آپ کے حرم میں داخل ہونے کے واسطے اپنی سہیلیوں کے ہمراہ آتی ہوں۔ راجہ سے آخری ملاقات کی اجازت دیجئے۔ چنانچہ سات سو ڈولیوں میں سپاہیوں کو سہیلی بناکر سوار کیا اور ہزاروں سپاہی ڈولی اُٹھانے والوں کی شکل میں ساتھ لئے اُنھوں نے علاء الدین کے لشکر میں پہنچکر راجہ کو قید سے آزاد کردیا اور لڑتے بھڑتے قلعہ چتوڑ میں واپس لے آئے۔ سلونو کے ابتدائی قصہ میں بھی ایک مہارانی نے اسی قابلیت کا اظہار کیا ہے گو اُس میں چالاکی کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ روایت یہ ہے کہ راجہ اندر دئیت قوم سے بارہ برس تک لڑتا رہا لیکن بالآخر زبردست شکست پائی اس پر اُس نے اپنے گرد برسپتی سے فتح کی تدبیر پوچھی مگر وہ کچھ نہ بتاسکے آخرکار اندرانی مدد کو تیار ہوئی۔ اُس نے رشیوں کی مدد سے ایک تعویذ تیار کیا اور سلونو کے روز اندر کو پہنا دیا جس کے اثر سے دیت شکست کھاکر بھاگ گئے۔ اب بھی اُسی کی یادگار میں سلونو کے دن عورتیں راکھی بناتی ہیں اور مرد اُنکو پوجن کے وقت پہنتے ہیں بعض جگہ بیویاں خود پہناتی ہیں یہ واقعہ ترتیا جگ کا ہے اور اس کا حال دواپر کے آخر میں سری کرشن مہاراج نے بتایا ہے۔

ہل چھٹہ

سلونو کے بعد دس پندرہ دن کے اندر بھادوں کے مہینہ میں دو تیوہار اور ہوتے ہیں۔ ایک ہل چھٹہ۔ دوسرا اوگ دوادشی۔ ہل چھٹہ جنم اشٹمی سے پہلے اور

اوگ دو ادشی اُس کے بعد منائی جاتی ہے۔ ہل چھٹھ کا دوسرا نام جیون ششٹھی بھی ہے اس روز دیہات میں ہل کی پوجا ہوتی ہے کیونکہ وہ فصل خریف میں کار آمد ثابت ہو چکا۔ اس پر خدا کا شکریہ ادا کر کے دعا کی جاتی ہے کہ یہ آیندہ فصل میں بھی اسی طرح مفید ثابت ہو۔ اس کے بعد نو عمر لڑکے خوشی کے ساتھ فصلی پھل اور بھنا ہوا اناج برگد یا ڈھاک کے درخت کے نیچے بیٹھکر اسی طرح کھاتے رہیں جس طرح ہم اب بھی برسات میں دوستوں کے ساتھ آم کے باغوں میں جاکر تفریح کرتے ہیں اور (PICNIC) پکنک سے محظوظ ہوتے ہیں۔ یہ تیوہار ویش لوگوں میں خاص اہمیت رکھتا ہے اور اکثر قومیں اناج سے پرہیز کرتی ہیں اور ہل جوتنے پر جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں اُن کو نہیں کھاتی ہیں۔ اس روز بھی دیواروں پر تصاویر بنائی جاتی ہیں۔

جنم اشٹمی

اب بھادوں کا مہینہ یعنی وبا کا زمانہ سر پر آگیا خاص اُسی وقت ہندوؤں کے پورن برہم اوتار سری کرشن مہاراج کا جنم ہوا ہے جو ہمیشہ مصیبت کے وقت رکشا یعنی حفاظت کرتے ہیں ہندوؤں میں دو اوتار بڑے مانے جاتے ہیں ایک سری کرشن مہاراج۔ دوسرے سری رام چندر جی مہاراج۔ سری کرشن مہاراج کا اوتار عین مصیبت کے زمانہ میں اور سری رامچندر جی مہاراج کا عین راحت کے زمانہ میں ہوتا ہے۔

اس میں جغرافیائی دلچسپی یہ ہے کہ دونوں اوتار دن رات برابر ہونے کے زمانہ میں ہوتے ہیں جو لونڈ کے باعث عموماً قریب چھ ماہ کے فاصلہ سے ہوا کرتا ہے یعنی ایک آخر مارچ کے قریب اور دوسرا ستمبر کے۔
جنم اشٹمی پر سری کرشن مہاراج کی جنم کی خوشی تمام ہندوستان میں منائی جاتی ہے اور حفاظت کی دعا اور بھجن ہوتے ہیں۔ اب چونکہ وبائی زمانہ قریب آگیا اس لئے قریب قریب ہر تیوہار پر برت رکھے جاتے ہیں جو برسات میں تندرستی کے واسطے خاص طور پر مفید ہیں۔ کہتے ہیں کہ سری کرشن جی کی پیدائش پر تمام فرشتے اُن کی زیارت کے واسطے اپنے اپنے بمان یعنی ہوائی جہاز پر سوار ہو کر آئے تھے اسی کی یادگار میں ددھ کانڈوں کا میلہ ہوتا ہے۔
بعض لوگ کرشن مہاراج کے جنم کا تیوہار نو دن تک مناتے ہیں۔

اوگ دوادشی اوگ دوادشی کے روز گائے اور اُس کے بچوں کی حفاظت کی دعا کی جاتی ہے کیونکہ ان ہی کی بدولت ہل مفید ثابت ہوا اور ہندوستان میں یہی اصلی دولت ہے۔ دوسرا جانور ہماری فصل پیدا نہیں کر سکتا۔ اس تیوہار پر پہلے عورتیں گائے اور اُسکے بچوں کو بھیگے ہوئے چنے کھلاتی ہیں اور اُسکے بعد خود بھی استعمال کرتی ہیں کیونکہ برسات کے باعث نئے چنے کی گرمی جاتی رہتی ہے اور وہ استعمال کے قابل ہو جاتا ہے۔

ہرتالکا تیج

اوگ دوادشی کے پانچ یا چھ روز بعد ہرتالکا تیج ہوتی ہے یہ گنگور تیج کی طرح گوری یعنی پاربتی جی کا تیوہار ہے اس روز عورتیں روزہ رکھ کر اپنے خاوند اور بچوں کی حفاظت جان کی دعا کرتی ہیں اور کھانے کی لذیذ چیزیں بناکر "بیا" تیار کرتی ہیں اور بزرگ عورتوں کو نذر کرتی ہیں۔ چونکہ اس زمانہ میں فصل خریف بھی بارآور ہوتی ہے اسلئے بعض قوموں میں ہاتھی کی پوجا کی جاتی ہے اور دولت کی دیوی یعنی لکشمی سے کامیابی کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اس روز عورتیں شب بیداری کرکے خدا کی حمد و ثنا کے راگ گاتی ہیں۔ بعض مقامات پر یہ تیوہار بہت شان سے منایا جاتا ہے اور پاربتی جی کی پوجا ہوتی ہے جو سہاگ کی دیوی ہیں۔

ہرتالکا تیج پاربتی جی کے استقلال اور کامیابی کا تیوہار ہے بالغ ہونے پر پاربتی جی نے مہادیو جی سے شادی کا عہد کیا۔ مہادیو جی ریاضت میں مشغول تھے اُن کے ایما سے رشیوں نے پاربتی جی کے والد کو فہمائش کی کہ مہادیو جی دنیا سے بے تعلق اور آزاد ہیں اس لئے اُن سے شادی کرنا مناسب نہیں۔ اس پر پاربتی جی مایوس ہوکر قریب مرگ ہوگئیں لیکن ایک سہیلی اُن کو چپ چاپ جنگل میں لے گئی اور ریاضت اور دعا کا طریقہ بتایا۔ بالآخر مہادیو جی شادی پر راضی ہوگئے۔ ہرتالکا تیج کے دن پاربتی جی کی سہیلی نے اُن کو ریاضت کی تدبیر بتائی تھی۔ ہرتالکا سنسکرت الفاظ ہرتھ "آلبھی" یا "آلکا" سے مل کر بنا ہے۔

یعنی وہ دن جب آئی یعنی سہیلی ہر کر یعنی چھپا کر لے گئی۔ اس کی کتھا بھوشیوتر پُران میں ہے اس[1] روز بارہ اوتار ہوا ہے اور ہرن ناکچھ قتل کیا گیا ہے

پتھر چوتھ

اس کے بعد وبا کا عین وقت آجاتا ہے اور اس کی آمد کی اطلاع کے واسطے پتھر چوتھ کا تیوہار منایا جاتا ہے جس کو گنیش چوتھ اور چوک چکھنی بھی کہتے ہیں۔ جن صاحبوں نے وبائی امراض کا ابتدائی زمانہ دیہات یا قصبات میں دیکھا ہے وہ ضرور جانتے ہیں کہ وبا دور کرنے کے واسطے ہندو اور مسلمان شگون کے طور پر مٹی کے گھڑے وغیرہ پھینکتے ہیں اور شور مچاتے ہیں کہ وہ گیا وہ بھاگا۔ یہ وبا کو بھگانے کا علاج سمجھا جاتا ہے۔ گو یہ رسم بظاہر بدنما معلوم ہوتی ہے لیکن بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس بہانے سے ہر گھر مٹی کے میلے برتنوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ بیماریاں اکثر پانی کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہیں اور میلے برتنوں میں پانی رکھنے سے وبا کا آنا لازمی ہے۔ دوم شور مچانے اور گھڑے پھینکنے سے تمام بستی کو وبا کا پتہ لگ جاتا ہے اور ہر شخص حتی المقدور تیار ہو جاتا ہے۔ سوم سب لوگوں کے خیال کی قوت یکجائی اثر کرتی ہے۔ چنانچہ پتھر چوتھ درحقیقت گھڑے پھینکنے اور سب کو اطلاع کرنے اور پھر تمام بستی کے اپنے اپنے گھر میں حفاظت کی دعا کرنے کا تیوہار ہے گو اس کی صورت اب مسخ ہو کر ایک دوسرے کے گھر میں اینٹیں پھینکنا رہ گیا ہے۔

---

[1] مسودہ منشی جانکی پرشاد۔

اینٹ پتھر پھینکنے کی وجہ

لیکن جب تک کسی رسم کی ضرورت ثابت نہ ہو وہ تمام قوم میں رائج نہیں ہو سکتی

اینٹ پتھر پھینکنا گو بظاہر جہالت کا اظہار ہے لیکن اس میں نیک نیتی ضرور ہے اس کے واسطے ہم کو غور کرنا چاہئے کہ چاند کے وجود سے انسان پر کیا اثر ہوتا ہے۔

(۱) ارسطو۔ افلاطون اور فرانسس بیکن نے چاند کی روشنی کا حیوانات اور انسان کی تندرستی پر خاص اثر قبول کیا ہے۔

(۲) لاطینی زبان میں چاند کو لیونا کہتے ہیں اور اس سے انگریزی لفظ لیونیسی (LUNACY) بنا ہے جس کے معنی پاگل پن کے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی تندرستی پر قدیم خیال کے بموجب چاند کا خراب اثر ہوتا تھا۔

(۳) ہندوستان میں چاند کا نام اوشدھ پتی یعنی دواؤں کا مالک بھی ہے اور بہت سے حکیم بعض امراض مثلاً گٹھیا۔ درد وغیرہ میں ایکادشی کا برت باقاعدہ رکھا بتاتے ہیں۔

(۴) کتاب علاج الغربا میں تحریر ہے کہ چاندنی میں بیٹھ کر بال کاڑھنے سے سر میں جوں پڑ جاتی ہیں۔

(۵) ایڈنبرا کے ایک سول سرجن کسی مریض کا ذکر کرتے تھے کہ اسکی ٹانگ پر ایک بڑی رسولی تھی جو ہر اماوش اور پورنماشی کو پھول کر بہت بڑی ہو جاتی اور اس کے بعد پھر معمولی حالت پر آجاتی تھی۔

(۶) میرے ایک عزیز کی حاملہ بی بی چندر گرہن میں اپنے شیر خوار بچے کو پاؤں پر بٹھا کر پاخانہ کراتی رہی۔ چنانچہ جب نیا بچہ پیدا ہوا تو اُس کی ٹانگیں اسی طرح ٹیڑھی تھیں جس طرح اوس کی والدہ کی پاخانہ کراتے وقت۔ یہ بچہ ابھی زندہ ہے۔

(۷) ایک عیسائی پادری نے کتاب "ایمنگ دی ہنڈوز" کے صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے کہ ممالک متوسط میں سورج یا چاند گرہن سے پہلے ایک موسل ڈھائی فٹ لمبا اور قریب چار انچ قطر کا موٹا جسکے دونوں کنارے اس قدر گول ہوتے ہیں کہ وہ چپٹی جگہ پر کسی طرح کھڑا نہیں رہ سکتا تانبے کی تھالی یا برتن میں پانی بھر کر گرہن سے پہلے سیدھا کھڑا کیا جاتا ہے اور گرہن شروع ہوتے ہی اس پر سے ہاتھ ہٹا لیا جاتا ہے۔ جب تک گرہن ختم نہیں ہوتا موسل خود بخود کھڑا رہتا ہے اور لوگوں کو گرہن کا ٹھیک وقت معلوم ہو جاتا ہے۔

(۸) مقام کوٹ ہار ریاست کشمیر میں ایک تالاب گیارہ سال تک خشک رہتا ہے مگر بارہویں سال جب سنگھ کے برہسپت ہوتے ہیں (یعنی تحویل مشتری در برج اسد) اُس وقت اُس میں پانی آجاتا ہے۔ (دیکھئے ہند و ہالیڈیز صفحہ ۲۲۴) اس کا ذکر کئی سال بعد آنے والے تیوہاروں کے ضمن میں ہوگا۔

(۹) نیمسار میں ایک کنواں ہے جس کی بابت یہ مشہور ہے کہ بارُنی کے وقت یعنی چیت سُدی تر ودشی کو جب ست بکھا نکشتر اور

سنیچر کا دن ہو اس کا پانی دودھ کے مانند ہو جاتا ہے۔
غرضکہ پتھر چوتھ کو چاند دیکھنا حکمتاً ممنوع ہے۔ اس کا حال لایق حکیم یا وید عمدہ طور پر بتا سکیں گے لیکن اُس کی تاریخی وجہ یہ مشہور ہے کہ اس شبکو چندرماں دیکھنے کے باعث سری کرشن مہاراج پر ہیرا چرانے کا الزام لگا تھا۔ اس لئے جو شخص اس کو دیکھے گا وہ بھی کسی سخت الزام میں مبتلا ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص اتفاقیہ چندرماں کو دیکھ لیتا ہے وہ محض نیک نیتی سے یہ خیال کر کے کہ اُس کے ہمسائے تھوڑی دیر کے واسطے اپنے مکانات کے باہر نہ نکلیں اور چاند کو نہ دیکھیں چاروں طرف اینٹیں پھینک دیتا ہے تھوڑی دیر بعد چاند غروب ہو جاتا ہے اور اینٹیں پھینکنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کے واسطے پنجاب میں جلیٹھ اور بنارس میں دو مہینے یعنی بھادوں اور ماگھ مخصوص ہیں اور ہر جگہ چوتھ کو ہی اینٹ پتھر پھینکے جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ دل آزاری کے واسطے تیوہار کا بہانہ کر کے شوقیہ پتھر پھینکتے ہیں وہ بہت بُرا کرتے ہیں یہ اُنکی مذہبی رسم کا تاریک رُخ ہے۔ قدرت میں اجتماع ضدین ہر جگہ موجود ہے۔ بُرائی میں بھلائی اور بھلائی میں بُرائی شامل ہے اور ایک ہی کام کا اثر کسی صورت میں عمدہ اور کسی میں خراب ہوتا ہے مثلاً بیماری سے جسم کی صفائی ہو کر تندرستی پیدا ہوتی ہے اور وہ بیماری ہلاکت کا باعث بھی ہے۔ اناج کے درختوں کے ساتھ گھاس پیدا ہو کر اُن کی خوراک چھین لیتی ہے لیکن خود کھاد بن کر اُن کی نشو و نما

اور زندگی کا باعث ہوتی ہے۔ یہی حالت تیوہاروں کی رسمیات کی بھی ہے اور اُن میں خرابی پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ رفارمروں کا فرض ہے کہ اس خرابی کو دور کرکے تیوہاروں کی پاکیزگی قایم رکھیں
اسکندھ پوران میں اس تیوہار کی اصلیت بطور قصہ کے تحریر ہے اور برھمانڈ پران میں بھی اس کا ذکر ہے۔ سری کرشن مہاراج نے سدا ماں کو غریبی کی حالت میں اس روز گنیش جی کے پوجن کی ہدایت کی تھی۔ بسوامتر رشی نے برھم رشی کا درجہ حاصل کرنے کو یہی برت کیا تھا۔
جنوبی ہند میں یہ تیوہار بہت ضروری سمجھا جاتا ہے اور پندرہ دن تک روزانہ گنیش جی کا پوجن ہوتا ہے جا بجا بھجن ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض ہندو ریاستوں میں نو دن تک سرکاری حکم سے بھجن منڈلیاں باری باری سے ہر وقت بھجن گاتی ہیں اور کوئی لمحہ خالی نہیں جانے پاتا۔ اس تیوہار کا دوسرا نام چٹا چوتھ ہے۔ بعض قوموں میں اس روز لکڑی کے چٹوں کی پوجا ہوتی ہے لڑکے اپنے گرو کی زیر نگرانی چٹے بجاکر دعا و حمد و ثنا کے راگ گاتے ہیں طلبا کا جلوس نکلتا ہے اور اُستاد تعلیمی سیشن ختم ہونے پر طلبا کی قابلیت کا پبلک میں اظہار کرتا ہے۔ گویا کہ یہ لڑکوں کے امتحان کا دن ہے۔ رسالہ کلیان جولائی ۱۹۳۳ء میں تحریر ہے کہ بھادوں سدی چوتھ کو گنیش جینتی ہوتی ہے اس روز سیتا جی کی تلاش کی غرض سے ہنومان جی نے برت یعنی روزہ رکھا تھا۔

رکھ پنچمی کثیف برتنوں کی صفائی کے بعد دوسرے روز رکھ پنچمی کا برت ہوتا ہے جس سے جسم کی اندرونی کثافت دور کی جاتی ہے۔ یہ روزہ حائضہ عورت نہیں رکھ سکتی بلکہ جوان عورت بھی اسی حالت میں رکھ سکتی ہے جب وہ حیض شروع ہونے سے پہلے لڑکپن ہی میں پہلی بار روزہ رکھ چکی ہو۔ ورنہ صرف اس وقت رکھ سکتی ہے جب بڑھاپے میں حیض بند ہو جائے۔

اس برت میں یہ دلچسپی ہے کہ برت کرنے والے کو صرف ان اشیاء کا استعمال کرنا چاہیئے جو ہل چلانے یا باقاعدہ بیج بونے کے بغیر خود بخود زمین سے پیدا ہوتی ہیں برسات میں ہزاروں نباتات خودرو پیدا ہوتے ہیں اس لئے ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھانے اور جسمانی اور روحانی کثافت دور کرنے کی غرض سے یہ تیوہار منایا جاتا ہے رشی اور مہاتما ہمیشہ جنگلوں میں تنہا رہ کر عبادت کرتے ہیں اور خودرو پھل کھاتے ہیں جن سے ان کی روحانی ترقی ہوتی ہے۔ عام ہندوؤں کے واسطے یہ تیوہار بھی اسی غرض سے مقرر کیا گیا ہے کہ کفایت شعاری سے ان پودوں اور درختوں سے جو انسان کی ناواقفیت کے باعث بیکار پڑے ہیں فائدہ اٹھایا جائے اور نئے تجربے کر کے نباتات کے افعال اور خواص سے واقفیت حاصل کی جائے۔ مغربی قوموں نے بھی اسی طرح تجربے کیے ہیں اور آلو کو جو کسی زمانہ میں زہریلا پھل سمجھا جاتا تھا یورپ میں پہنچایا ہے

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا استعمال اب تمام مہذب دنیا میں جاری ہو گیا اور ہندو بھی اس کو بھوگ کی چیزوں میں شامل کر کے مندروں میں استعمال کرنے لگے۔

اس تیوہار کی ابتدائی کہانی سری کرشن مہاراج نے یہ بتائی ہے کہ ست جگ میں ایک برہمن سومتر نامی کی بیوی جے سری حالت حیض میں اپنے خاوند سے ہمبستر ہوئی اور پھر ناپاک حالت میں گھر کا کام کرتی اور مٹی کے برتن چھوتی رہی۔ اس گناہ کے باعث یہ اگلے جنم میں کتیا ہوئی اور برہمن کو اپنے اعمال کے بموجب بیل کا جسم ملا۔ اتفاقاً یہ دونوں اپنے لڑکے ہی کے یہاں رہے۔ کچھ عرصہ بعد جب لڑکے کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے مہاتماؤں سے ان کی نجات کا طریقہ دریافت کیا۔ اور سرو تپا رشی نے اس کو رکھ پنچمی کا برت بتایا۔ لڑکے نے سات برس روزہ رکھ کر اپنے والدین کو نجات دلائی۔

اس روایت سے نہ صرف برت کی قدامت ظاہر ہوتی ہے بلکہ ثابت ہے کہ ہندوؤں نے ابتدا ہی سے مٹی کے برتنوں کو صاف رکھنے کے واسطے کس قدر احتیاط ضروری سمجھی ہے اور نباتات کی تحقیقات کے واسطے کیا انتظام کیا ہے۔

بلدیو چھٹھ اب وبائی امراض سر پر آ گئے اور ہر شخص اپنی اپنی جان و مال کی حفاظت کی فکر میں پڑ گیا چنانچہ بھادوں چوتھ کے دو روز بعد بلدیو چھٹھ کا تیوہار ہوتا ہے۔ بلدیو جی سری کرشن

مہاراج کے بڑے بھائی موسل سے جان کی حفاظت کرتے ہیں اور اُن کے دوسرے ہاتھ میں ہل ہے جو ہمارا اصلی مال ہے۔ چنانچہ اس روز بھی جان و مال کی حفاظت کی دعا کی جاتی ہے۔ اسی روز بلدیوجی کا جنم ہوا ہے۔

رادھا اشٹمی

اس کے دو روز بعد رادھا جی کا جنم ہوکر عین پریشانی کے زمانہ میں تسکین کا باعث ہوتا ہے اور رادھا اشٹمی منائی جاتی ہے۔ اس تیوہار کو پورب میں دوبری بھی کہتے ہیں اور عورتیں مٹی کی گائے اور بچھڑا بناکر اور پٹے پر رکھ کر پوجتی ہیں اور بھیگے ہوئے موٹھ چاول اور لڈو وغیرہ کھاتی ہیں[1]۔

وامن دوادشی

پھر تین چار روز بعد وامن دوادشی کا تیوہار ہوتا ہے۔ اس روز وامن اوتار ہوا ہے۔

اس طرح عین ایام مصیبت میں پرماتما مختلف طرز سے جلوے دکھاکر ہمارے آئندہ اطمینان اور شانتی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس تیوہار پر بھی پوجن اور دعا کی جاتی ہے۔ اور چونکہ وامن مہاراج پستہ قد انسان کی شکل میں نمودار ہوئے تھے اس لئے لڑکے چٹے بجاتے ہیں اور حمد خدا اور دعا کے بھجن گاکر تیوہار مناتے ہیں۔ چونکہ بچے باجا بجانا نہیں جانتے اس لئے موسیقی کی ابتدائی تعلیم لکڑی کے ڈنڈوں یعنی چٹوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ معصوم بچوں کی دعا عموماً پُر اثر ہوتی ہے جس کی اس

---

[1] ہندوؤں کے تیوہار صفحہ ۴۸-۴۹

مصیبت کے زمانہ میں نہایت ضرورت ہے۔ اس روز دہی خیرات کیا جاتا ہے اور چار مہینہ کے واسطے اس کا استعمال ترک کیا جاتا ہے[1] اور روزہ رکھا جاتا ہے۔ اس تیوہار کی ابتداء کا ذکر بھوشوتر پران اور وامن پُران میں تحریر ہے[2] اور وامن جی کا ذکر وید کی سنگھتاؤں میں ہے[3]۔

فیروز تغلق۔ ڈاکٹر ہملٹن اور راجہ بل

وامن دوادشی کی ابتدار سمجھنے کے واسطے

ناظرین کو فیروز تغلق اور ڈاکٹر ہملٹن کے حالات پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ فیروز تغلق دہلی کا نہایت نیک۔ رحمدل اور فیاض بادشاہ تھا مگر اُسکی رحمدلی صرف مسلمان رعیت پر محدود تھی ہندو اُس سے بہت ناخوش تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ اُن پر بہت ظلم کرتا ہے۔ ڈاکٹر ہملٹن کے بارے میں تاریخ ہندوستان سے ظاہر ہے کہ اُس نے فرخ سیر کو شفایاب کیا اور بادشاہ نے اُس کی درخواست پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے واسطے کئی ضروری رعایت منظور کر دیں اور کچھ زمین عطا کی۔ زمین ملتے ہی کمپنی کی حکومت بڑھنے لگی اور انگریزی سلطنت بڑھتے بڑھتے تمام ہندوستان میں پھیل گئی اور سلطنتِ مغلیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

اِن دونوں واقعات پر یکجا نظر کرنے سے راجہ بل اور وامن جی کے حالات بخوبی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ راجہ بل بھی بہت نیک اور فیاض تھا لیکن اُس کی سخاوت اسراف کے درجہ تک پہنچ گئی تھی اور

[1] مسودہ منشی جانکی پرشاد صاحب [2] ہندو بانی ڈیز صفحہ ۱۲۲ [3] کلیان جولائی ۱۹۲۳ء۔

اس کا اوسے بہت غرور تھا اور نیکی صرف اپنی ہم قوم رعایا اور برہمنوں تک محدود تھی جن کو دیت کہتے تھے۔ دوسری قوم جس کا نام دیوتا لکھا ہے بہت نالاں تھی اور اسی سبب سے وامن جی کا اوتار ہوا۔ وامن جی نے راجہ بل کے پاس پہنچ کر تین قدم زمین مانگی اور منظوری لے کر اپنا جسم بڑھادیا بڑھتے بڑھتے وہ تین قدم تمام دنیا میں پھیل گئے اور راجہ بل کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ چونکہ راجہ بل ضرورت سے زیادہ خرچ کرتا تھا جو عوام کے واسطے تباہی کی علامت ہے اس لئے وامن اوتار مسرف کی زندگی کا قدرتی نتیجہ ظاہر کرتا ہے۔

وامن دوادشی کا دوسرا نام اندر دوادشی ہے۔ اس روز بھی استاد لڑکوں کا جلوس لے کر والدین کے مکان پر جاتے ہیں اور اپنی سال بھر کی تعلیمی محنت کی جانچ کراتے ہیں۔ لڑکے چٹے بجاکر اپنے یاد کئے ہوئے اشلوک یا نظم سناتے ہیں اور والدین خوش ہوکر استاد کی قدر افزائی کرتے رہیں اور حسب حیثیت کچھ نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ دیوتا اور دیت قوموں کے متعلق اس کتاب کے آخر میں مفصل تحریر کیا جاوے گا۔

اننت چودس

اس کے دو روز بعد دبا کے عین شباب میں اننت چودس ہوتی ہے۔ اور عورتیں اپنی اور اپنے خاوندوں اور بچوں کی نئی زندگی کے واسطے اننت بھگوان سے دعا مانگتی ہیں اور اپنی روحانی قوت سے اننت تعویذ بناکر خود استعمال کرتی ہیں اور مرد بھی پہنتے ہیں۔ یہ تیوہار بھادوں سدی کے آخر ہفتہ میں ہوتا ہے۔

انت چودس کی ابتدا اور جہالت کا تہذیب پر اثر

انت چودس کی ابتدا کا

قصّہ نوجوان جنٹلمینوں کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ ہندوؤں نے جہالت کو گناہ عظیم بتایا ہے۔ جہالت سے یہ مطلب ہے کہ کسی امر سے نہ صرف ناواقف ہونا بلکہ اپنی غلطی قبول نہ کرنا اور اُس امر ہی کو واہیات اور فضول بتانا۔ بعض حضرات پرانی رسمیات کو نہایت بیہودہ اور بے معنی خیال کرتے ہیں اور اُن کی حکمت سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی شخص سمجھانا چاہے تو اُسے بیوقوف اور دقیانوسی خیال کرتے ہیں اور مطلق پرواہ نہیں کرتے اسی کا نام جہالت ہے اور اسی کو ہندو گناہ عظیم کہتے ہیں کیونکہ یہ ہمیشہ سویلیزیشن کا خاتمہ کرتی رہی ہے آجکل بھی ہزاروں قیمتی کاغذات اور اشیا اسی کے باعث ردّیوں میں ضایع ہوتے رہتے ہیں اور مہذب زندگی اُن سے ہمیشہ کے واسطے محروم ہو جاتی ہے ایک بار مجھ کو خود ردّیوں میں چند پرانے کاغذات ملے۔ ان میں ایک لارڈ اہرسٹ کا حکم تھا اور ایک لارڈ لیک کا دستخطی اعلان۔ اسی طرح یہ روایت مشہور ہے کہ انگلینڈ میں ایک درزی کاغذ پھیلا کر کوٹ کا نمونہ تراشتا تھا۔ اتفاقیہ وہاں ایک فاضل کھڑا تھا۔ اُس نے کاغذ پر عجیب سب تحریر دیکھ کر اُسے درزی سے لے لیا بغور دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ جان کا چارٹر دفرمان) تھا۔ ممکن ہے یہ روائت تصدیق طلب ہو لیکن مانٹ ضلع متھرا میں ایک پتھر زمین میں دفن تھا جس کا صرف

تھوڑا سا حصہ اوپر نظر آتا تھا۔ اُس پر سالہا سال سے دیہاتی کلہاڑی اور کُھرپی وغیرہ گھس کر تیز کیا کرتے تھے اور جہالت کے باعث کسی کو وہ پتھر کھود کر دیکھنے نہیں دیتے تھے۔ بالآخر گورنمنٹ کے حکم سے پتھر کھودا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مہاراجہ کنشک کا قریب دو ہزار سال پرانا ثابت ہے۔ اس کے سر کا اب تک پتہ نہیں لگا ہے۔

اننت چودس کی ابتدا کا قصہ مختصراً یہ ہے کہ ایک برہمن کونڈنا می کی بیوی نے چند عورتوں سے اس کا حال معلوم کر کے برت کیا اور تعویذ بنا کر پہنا۔ کچھ عرصہ بعد جب برہمن نے یہ تعویذ دیکھا تو باوجود علم و فضل یہ سمجھا کہ عورت نے اُس کے واسطے جادو کیا ہے اور تعویذ چھین کر آگ میں پھینک دیا۔ مگر اس کے بعد جب برہمن کے گھر میں ہمیشہ لڑائی جھگڑا رہنے لگا اور اسی باعث دولت برباد ہو کر تنگدستی نے ستانا شروع کیا اور نہایت تکلیف ہوئی تو وہ گھبرایا اور اِدھر اُدھر علاج ڈھونڈنے لگا۔ ایک روز اُس کی بیوی نے اننت بھگوان کے تعویذ کی یاد دلائی اور بتایا کہ تعویذ کی بے حرمتی کے باعث یہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے اس لئے برہمن گھبرا کر اننت بھگوان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور جنگل میں پہنچا وہاں اُس نے اول ایک آم کا درخت دیکھا جس کے پھلوں میں کیڑے پڑے ہوئے تھے پھر ایک بیل دیکھا جو ہری گھاس چر رہا تھا۔ پھر دو خوبصورت جھیل دیکھیں جنکا پانی ایک دوسرے میں لہریں مار رہا تھا۔ پھر ایک گدھا اور اُس کے بعد ایک

مست ہاتھی دیکھا۔ برہمن پاگلوں کی طرح سب سے انت بھگوان کا پتہ پوچھتا تھا لیکن یہ کیا بتاتے۔ مایوس ہوکر وہ خودکشی پر آمادہ ہوا اس وقت انت بھگوان نے درشن دئے اور انت چودس کا برت رکھنے اور تعویذ باندھنے کی ہدایت کی اور برہمن کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ وید کا فاضل برہمن جو شاگردوں کو علم سے محروم رکھتا ہے آم کا درخت ہے جس میں کیڑے پڑ گئے ہیں اور اُس کے پھل سے کسی کو فائدہ نہیں۔ اسطرح فرائض دینی و دنیاوی کا واقف کار عالم اگر دوسروں کو فیض نہیں پہنچاتا نہ تعلیم دیتا ہے تو وہ بیل (حیوان) ہے۔ دو بہن یا بھائی جو باوجود دولتمندی باہم صلاح کرکے غریبوں کو خیرات سے محروم کرتے ہیں جنگل کی جھیل ہیں جن میں کنول کھلے ہیں مگر اُن سے کسی کو فائدہ نہیں اور ان کا پانی ایک دوسرے میں بہہ کر خشک ہوتا رہتا ہے کسی خشک زمین کو سیراب نہیں کرسکتا۔ غصّہ کی شکل گدھے کی ہے اور غرور کی ہاتھی کی یا دوسرے الفاظ میں یہ سمجھئے کہ غصّہ میں آدمی بیوقوف ہوجاتا ہے اور غرور میں مست۔ بیوقوفی یا مستی کی حالت میں اُس کی حیثیت جانوروں سے کم نہیں رہتی۔ برہمن یہ نصیحت سُن کر اپنے گھر واپس آیا اور اپنی پچھلی جاہلانہ حرکت پر بہت نادِم ہوا گھر پہنچ کر اُس نے انت تعویذ بنایا اور استعمال کیا جس سے اُس کی تکالیف رفع ہوگئیں۔

اس قِصّہ سے ظاہر ہے کہ علم یا احکام مذہب یا دولت سے

دوسروں کو محروم کرنا۔ یا غصہ۔ یا غرور کا اظہار جہالت کی مختلف صورتیں ہیں جو بالآخر تہذیب کا خاتمہ کر کے انسان کو وحشی بنا دیتی ہیں۔ اننت چودس کو بعض مصنفوں نے شیش ناگ کا تیوہار بتایا ہے[1]۔ اننت کی تصویر اژدھے کی شکل دائرہ میں بنائی جاتی ہے جو اپنی دم کو نگلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس تیوہار کے متعلق کچھ حال شیوراتری کے ضمن میں کیا جائے گا۔

مہالکشمی اشٹک میں نے پتھر چوتھ کے ضمن میں قدرت کے اجتماع ضدین کا ذکر کیا ہے اس کا نہایت دلچسپ رُخ بھادوں کے مہینہ میں ظاہر ہوتا ہے یعنی اِدھر وبائی امراض کے باعث ہلاکت کا سخت خوف اُدھر فصل خریف کی تیاری کے باعث زندگی کی قوی اُمید اسلئے ایک طرف موت سے بچنے کے لئے متواتر تیوہار منائے جاتے ہیں اور مختلف انتظامات کئے جاتے ہیں اور دوسری طرف فصل کی کامیابی کی خوشی میں ہندوستان کے بعض صوبوں میں دولت کی دیوی کا ہفتہ یعنی مہالکشمی اشٹک منانے کی تیاریاں ہوتی ہیں یہ "ہفتہ" درحقیقت دو ہفتہ کا زمانہ ہے اور اس میں بھادوں کا آخری اور کنوار کا شروع ہفتہ دونوں شامل ہیں۔ ان ایام میں لکشمی جی کی پوجا ہوتی ہے اور بعض لوگ ہاتھی کو بھی پوجتے ہیں اور فصل کی کامیابی پر مختلف طرز سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی زمانہ میں دو ضروری تیوہار ہوتے ہیں ایک دولتمندی کے نقصانات

---

[1] دیکھئے فیرز اینڈ فیس ٹیولز مصنفہ میجر بک۔

دور کرنے کے واسطے اور دوسرا جہالت کا اثر زائل کرنے کے لئے۔
دولتمندی کے نقصانات یعنی غرور، تعصب، کمزور پر ظلم وغیرہ وغیرہ کو رفع کرنے کی غرض سے وامن جی کا اوتار ہوا ہے اور وامن دوادشی منائی جاتی ہے اور جہالت کا اثر دور کرنے کے واسطے اننت چودس کا تیوہار ہوتا ہے، دونوں کا ذکر اوپر کیا گیا۔

لکشمی جی کے بہت نام ہیں۔ ایک نام سری ہے جو رومن دیوتا سیریز (Ceres) کے نام سے ملتا ہے، سیریز زمین کی زرخیزی کا مالک ہے اور ضلع بیلگام صوبہ بمبئی میں مہالکشمی کو بھی زرخیزی کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ راجپوتانہ اور صوبہ بمبئی میں کسان لکشمی کو اناج کی شکل میں پوجتے ہیں۔ بنگالہ میں اس کو لکھمی کہتے ہیں اور دھان کی صورت میں پوجتے ہیں۔ لکشمی کے قدم کی تصویر بنا کر بھی پوجا کی جاتی ہے جس کے دونوں جانب اُلّو کی تصویر ہے مگر صوبہ بمبئی میں اُلّو کے بجائے سفید ہاتھی بناتے ہیں۔ لکشمی کا علیحدہ مندر نہیں ہوتا اور صوبہ بمبئی میں لکشمی جی کا تنہا نام نہیں لیا جاتا بلکہ ان کے ساتھ نارائن کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ ایلورا کی گپھاؤں میں گج لکشمی کی تصویریں ہیں جن کے ہاتھ میں کنول ہے اور ہمراہ ہاتھی بھی موجود ہیں۔ ممالک متحدہ میں لکشمی کے ساتھ ہاتھی کی تصویر ہوتی ہے۔ لکشمی پوجا کا حال برہم وئی ورتس پران۔ وشنو پران اور تنتر سار میں لکھا ہے۔

جنوبی ہند میں چونکہ مہینہ اُجیالے پاکھ سے شروع ہوتا ہے

اسلئے مہالکشمی اشٹک کا زمانہ صرف بھادروں کے مہینے میں آتا ہے۔

پتر پکش اور پتر وسرجنی اماوش

لیکن ان تیوہاروں سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وبائی امراض میں دوا کا استعمال نہیں ہوتا تھا یا ہر شخص اِن تیوہاروں کو پورے طور پر مانتا رہا ہے مختلف الخیال لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور اس وجہ سے ہر شخص کو مختلف نتیجہ ملتا رہا ہے۔ چنانچہ جب اس زمانہ میں موتیں واقع ہونے لگیں تو ہندوؤں نے نہایت کفایت شعاری سے اننت چودس کے بعد چاند کی سولہ شکلوں کے بموجب مُردوں کے واسطے سولہ دن وقف کر دئے۔ ان میں نہ صرف ان کی تجہیز و تکفین (یعنی کریا کرم) وغیرہ ہوتی تھی بلکہ مرحوم بزرگوں کی یادگار میں چند رسمیات ادا کی جاتی تھیں۔ اب بھی ان ایام میں ہندو مختلف رسموں کو ادا کر کے اُن کی یادگار سینہ بہ سینہ قائم رکھتے ہیں دعائے خیر کرتے ہیں اور بغرض اظہار غم نئے کپڑے بدلنا اور حجامت بنوانا یا نیا کام شروع کرنا ملتوی رکھتے ہیں۔ پتر پکش کی ہر تاریخ سال کے تمام مہینوں کی سُدی اور بدی تتھ کا یکجائی کام دیتی ہے اور جس تاریخ کو کوئی موت واقع ہوئی ہے وہی تتھ اُس کے واسطے مخصوص کر دی جاتی ہے۔ پتر پکش کا آخر روز پتر وسرجنی اماوش تمام بزرگوں کے واسطے (خاص کر جن کی موت کی تاریخ معلوم نہیں ہے) وقف ہوتا ہے اور اُس روز سب کے حق میں دعائے خیر کر کے خیرات

کی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ سال میں موت کی اصلی تاریخ بھی اُن کے نام پر وقف کی جاتی ہے اور اُس روز تمام ضروری کام بند رہتے ہیں میں نے اپنی کتاب "نئی تعلیم کا آئینہ" میں صفحہ ۸۸ پر ایک نقشہ دیا ہے جس سے انگریزی تاریخ اور ہندی تتھ کی مطابقت ہوتی ہے اور فوراً پتہ لگ جاتا ہے کہ فلاں سنہ کی فلاں تاریخ کو کون تتھ تھی یا آیندہ ہوگی۔

قبر بنانے اور مُردے جلانے کی ضرورت

بزرگوں کی یادگار قائم کرنیکا مختلف ملکوں میں مختلف طریقہ ہے۔ ایران۔ عرب مصر۔ وغیرہ میں جہاں بارش کی کمی کے باعث نباتات کی نشوونما کافی نہیں ہونے پاتی اور بہت سی زمین غیر مزروعہ پڑی رہتی ہے قبریں بنائی جاتی ہیں۔ اس طرح ہر بزرگ کی قبر بناکر نہ صرف اُسکی یادگار قائم کی جاتی ہے جس کی مستقل اور ہزارہا برس کی زندہ مثال اہرام مصر (Pyramids) ہیں بلکہ زمین کو زرخیز بنانے کا ذریعہ پیدا کر دیا جاتا ہے مسلمان زیادہ تر قبریں کچی رکھتے ہیں تاکہ اُن پر گھاس پیدا ہو اور اُس سے زبردست آکسیجن نکل کر خلق خدا کی زندگی کا باعث ہو۔ گو یا کہ ہر شخص مرنے کے بعد بھی اپنا جسم دوسروں کی بھلائی کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اِن ملکوں میں نباتات کی کمی کے باعث لکڑی بھی مختصر ہی مل سکتی ہے اور وہ روزانہ ضروریات (مثلاً کھانا پکانا۔ عمارت بنانا وغیرہ) میں کام آجاتی ہے۔ اس لئے اگر وہاں کے باشندے مُردوں کو جلانے

لگیں تو خوراک اور مکان کے بغیر اُن کو خود مُردوں میں شامل ہونا پڑے۔ بخلاف اسکے ہندوستان میں نباتات کی کثرت ہے لکڑی بہ افراط ملتی ہے اور حیوانات بکثرت پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں اور زمین ہمیشہ زرخیز رہتی ہے۔ اگر تمام ہندو قبریں بنانے لگیں تو چونکہ اوسط طور پر ساٹھ سال میں آبادی تبدیل ہو جاتی ہے اس لئے پانچ چھ سو برس میں تمام ہندوستان گورستان بن جائے اور زندوں کو نہ کھانے کی جگہ ملے نہ رہنے کی۔ اسی وجہ سے ہندو اپنے بزرگوں کی یادگار نہایت کفایت شعاری سے اسی طرح سینہ بہ سینہ قائم رکھتے ہیں جس طرح اُنھوں نے ہزاروں سال تک اپنی متبرک کتب یعنی وید اور اُپنشد وغیرہ کو زبانی یاد رکھا۔ گو خاص خاص صورتوں میں نعش کو پانی میں بہانے یا سمادھ یا قبر بنانے کی بھی اجازت ہے لیکن عموماً اُن کو جلاکر دبائی امراض سے ہڈیوں کو صاف کر دیا جاتا ہے اور کسی دریا میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ پانی بھی صاف ہوکر دبائی امراض کو روکے اور زمین کو زرخیز کرے اور سب کا بھلا ہو۔ پلیگ کے مریضوں کی لاشیں اسی وجہ سے اب بھی جلائی جاتی ہیں۔

ہندو دفن کرنے کی خوبیوں سے بھی ضرور واقف تھے اور اب بھی کسی مہاتما کی موت پر سمادھ یا قبر کے واسطے مختصر زمین دقف کر دیتے ہیں تاکہ اُسکی یادگار آیندہ نسلوں کی دینی اور دنیاوی ترقی کا باعث ہو۔ سادھوؤں اور راجاؤں کی اب بھی سمادھ بنائی جاتی ہیں اور اُنکی خاک

دفن کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ قبر بنانے پر زمین کھیتی کے قابل نہیں رہتی اسلئے ہمارے ملک میں ہندوؤں میں اسکا عام رواج نہیں ہے۔ اور بدقسمتی سے جن قوموں میں قبر بنانے کا رواج ہے وہ بھی قبرستان کی تھوڑی سی جگہ ہی بار بار استعمال کرتے ہیں جس سے اصلی منشاء فوت ہو جاتا ہے اور زمین زرخیز نہیں ہونے پاتی۔

اس سولہ روز کے عرصہ کو پتر پکش کہتے ہیں اور اسکا دوسرا نام کناگت ہے۔ لفظ کناگت دو سنسکرت الفاظ کنیاں۔ آگت سے بنا ہے کنیاں برج سنبلہ کا نام ہے اور آگت پہنچنے کو کہتے ہیں ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں آفتاب کنیاں راس میں پہنچتا ہے یعنی اُسکی تحویل بُرج سنبلہ میں ہوتی ہے پتر پکش کے خاتمہ پر وبائی زمانہ بھی قریب قریب ختم ہو جاتا ہے اور اگلے پندرہ دن کے زمانہ کو دیو پکش کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں کئی تیوہار ہوتے ہیں۔

نودرگا یا نوراتر چونکہ آندھی طوفان اور وبا کا تھوڑا بہت اثر بعد بھی قائم رہتا ہے اس لئے اس کو بالکل زائل کرنے کے واسطے شروع کنوار میں نو دن تک نودرگا کا برت کیا جاتا ہے اور ہندو اپنی جان بچنے کی خوشی میں فتح کے شادیانے ڈھول وغیرہ بجاتے ہیں اور مرد اور عورتیں حمد و ثنا کے راگ گاتے ہیں اور درگا یعنی فتح اور فنا کی دیوی یا اعلیٰ نمونہ کا ہر روز دھیان کر کے پرماتما سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ اسی طرح ہمیشہ ان کی جان بخشی کریا

اور وباؤں پر فتح نصیب کریں۔ اسی زمانہ میں فصل خریف تیار ہوجاتی ہے اور اسکا اناج گھروں میں آنے لگتا ہے اور لوگ دولتمند بن کر بے فکر ہوجاتے ہیں یہ اُن کی خوشی اور اظہار شکریہ کا دوسرا اصلی باعث ہے۔ چونکہ نودرگا کے زمانہ میں زندگی کی کشمکش کا خاتمہ ہونے لگتا ہے۔ اسلئے نو دن تک برت رکھنے کے علاوہ مکان کی صفائی شروع کی جاتی ہے لیکن میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ ہندو ہر ضروری کام کی ابتدا خیرات سے کرتے ہیں تاکہ حاجتمندوں کو مدد ملے اور ہر ایک کا بھلا ہو اسلئے مذہبی ہدایت یہ ہے کہ اس زمانہ میں چراغ خیرات کرنے چاہئیں۔ کیونکہ وبائی امراض کا اثر دور کرنے کے واسطے چراغ جلانا نہایت مفید ہے۔ واضح ہو کہ فصل خریف کا اناج کنوار کا تک اور اگھن میں آہستہ آہستہ آتا رہتا ہے۔

دسہرہ جب بیماریاں جاتی رہیں اور اناج کی دولت گھر میں آگئی تو غسل صحت اور حصول دولت کا آخری بڑا تیوہار دسہرہ کے نام سے کنوار میں منایا جاتا ہے۔ دسہرہ سنسکرت الفاظ "دس پاپ ہر" سے بنا ہے جس کے معنی تمام تکلیف رفع کرنیوالا ہیں۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے بموجب دس گناہ زبردست ہیں ان میں تین جسم کے متعلق ہیں یعنی چوری۔ قتل اور زنا۔ چار زبان کے متعلق ہیں یعنی جھوٹ بولنا۔ گالی دینا۔ چغلی کرنا اور بیہودہ بک بک اور تین دل کے متعلق ہیں۔ یعنی حسد۔ نفرت

اور جہالت[۱]۔

جہالت کے متعلق میں نے اننت چودس کے ضمن میں ذکر کر دیا ہے۔
باقی گناہوں کی تشریح محتاج بیان نہیں ہے۔ چونکہ متواتر روزہ رکھنے
سے جسم کی صفائی ہوتی ہے اسلئے گناہ کی خواہش بہت کمزور ہو جاتی ہے۔
یہ ہندوؤں کا سب سے بڑا خوشی کا تیوہار ہے اور اسی وجہ سے
اس زمانہ میں رام لیلا کی جاتی ہے کیونکہ موسم خوشگوار ہے اور سال کا
پہلا حصہ ختم ہو جانے پر لوگوں کو ذرا سی فرصت بھی ملجاتی ہے۔ چونکہ
سری رامچندر جی مہاراج نے برسات میں سیتا جی کی تلاش ملتوی
کر دی تھی اسلئے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ دسہرہ کے روز تلاش کیواسطے
مہم روانہ کی گئی[۲]۔

دسہرہ کی ضرورت اور انتظام

دسہرہ تیوہاروں کے پہلے سلسلہ کو دوسرے سلسلہ سے
ملا دیتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ برسات کے بعد لوگ اپنا اپنا سامان
نکال کر ہوا میں ڈالتے ہیں اور جو چیز مرمت کے قابل ہو اسکو درست
کرتے ہیں۔ کچہریوں میں ناظر خیمہ جات کو باہر کھڑا کر کے اور دورہ کے
کل سامان کو ملاحظہ کرا کر درستی کراتے ہیں۔ اسی طرح اس تیوہار پر

---

[۱] بعض کتابوں میں گناہ نمبر ۲ و ۸ و ۹ کے بجائے دوسرے کو نقصان پہنچانا۔
گندے خیالات اور لالچ تحریر ہے۔

[۲] چنانچہ اس روز ہندو سفر کرنا مبارک سمجھتے ہیں۔

اگلے آٹھ مہینوں کی کشمکش کیواسطے تیاری کی جاتی ہے۔ کشتری اپنی تلوار کو پوجتے ہیں اور کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔ ریاستوں میں فوجوں کا جلوس نکلتا ہے اور اُن کے اِنتظام وقوت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ کسان ہَل کو اور کایستھ قلم دوات کو درست کرکے پوجتے ہیں۔ اور ہر شخص اپنے ضروری اسباب وآلات کی جن پر اُسکی گذر ہے درستی اور دیکھ بھال کرتا ہے اور پرماتما سے باقاعدہ دعا مانگ کر عرض کرتا ہے کہ وہ اُسکے آرام وآسایش کا وسیلہ ہوں۔ اسکے ساتھ ہی ہر گھر میں سال بھر کے اخراجات کا بجٹ تیار ہوکر عرضی کی صورت میں سری رامچندر جی مہاراج کے نام پیش کیا جاتا ہے۔ یہ عرضی پرانے طرز پر ہلدی اور روئی سے خوبصورت افشاں کرکے تیار کی جاتی ہے اور اُس میں بیل۔ پانی۔ گھوڑے۔ اور کپڑے[1] کی درخواست ہوتی ہے اور جس قدر نقد روپیہ کی ضرورت ہو اُس کی تعداد لکھی جاتی ہے مگر افسوس ہے کہ آجکل یہ تعداد کروروں تک پہنچ جاتی ہے۔ اس روز بھی لڑکیاں اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے ٹیکہ (قشقہ) لگاکر دوغیر خاندانوں میں یگانگت کی تجدید کرتی ہیں اور مصیبت سے نجات پانے پر

---

[1] کاشتکاری میں کامیابی کے واسطے بیل اور پانی کی نہایت ضرورت ہے کیونکہ ان کے بغیر اس ملک میں کھیتی نہیں ہوسکتی۔ کھانا اور پانی کے بعد ہمارے جسم کی حفاظت کے واسطے کپڑا چاہیئے اور دشمنوں پر فتح پانے کے لئے گھوڑا۔ اس کے ساتھ ہی تھوڑا سا نقد روپیہ بھی ضروری ہے تاکہ خرید وفروخت میں آسانی ہو۔

خوش ہوکر اور مبارکباد دے کر پرماتما سے دعا کرتی ہیں کہ اسی طرح دونوں خاندان بلا سے محفوظ رہیں اور آرام و آسایش سے زندگی بسر کریں۔
دسہرہ کا سنسکرت نام "پراجیتہ یگیہ" ہے یعنی وہ انتظام جو آئندہ فتحمندی کا باعث ہو اسکا دوسرا نام بجے دسمی ہے۔ ضلع بندیل کھنڈ اور قرب وجوار میں لوگ اس روز بھی ہولی کی طرح باہم بغلگیر ہوتے ہیں۔
کہتے ہیں کہ جب راجہ درجودھن نے پانڈووں کو بن باس یعنی جنگل میں خفیہ رہنے کا حکم دیا تو انھوں نے اپنے ہتھیار شامی درخت پر باندھ دئے تھے اور بارہ یا چودہ سال ختم ہونے پر دسہرہ کے روز وہ ہتھیار واپس لئے تھے۔ اسی خوشی میں اس درخت کی پوجا کی جاتی ہے۔

سروپونو اور اسکی دلچسپی

دسہرہ کے پانچ چھ روز بعد برسات کی پیداوار یعنی چاول کوٹ کر ٹھاکر جی کا پہلا بھوگ لگایا جاتا ہے اور لوگ گنگا اشنان کرکے زندگی کی پہلی کشمکش سے گنگا نہاتے یعنی فارغ ہوجاتے ہیں۔ چونکہ برسات میں دریا گدلے پانی سے لبالب بھرے ہوتے ہیں اور بعض اوقات رَو آجاتی ہے اسلئے اس زمانہ میں کوئی پرب اشنان نہیں ہوتا۔ مگر آخر کنوار تک زاید پانی بہہ جاتا ہے اور دریا صاف ہوجاتے ہیں اسلئے اس وقت سب لوگ اشنان کرکے صفائی جسم و قلب حاصل کرتے ہیں۔ سروپونو ایک دلچسپ تیوہار ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ برسات کے زمانہ میں جب آسمان صاف ہوتا ہے تو ستارے

روشنی میں معمول سے زیادہ جگمگاتے ہیں اور چاند بھی نہایت روشن اور صاف نظر آتا ہے اگر پورنماشی ہوئی تو اُسکی خوبصورتی اور روشنی قابل دید ہوتی ہے۔ میں نے سلونو پر چاند کے نظارہ کا ذکر اوپر کر دیا ہے بھادوں میں بھی وہی نظارہ ہوتا ہے لیکن وباؤں کے باعث اس سے لطف اور فائدہ اُٹھانے کا موقع نہیں ملتا اور اگر پورنماشی کے شب کو بادل آ گئے تو چاند چھپ جاتا ہے۔ بخلاف اسکے کنوار کے آخر زمانہ میں آسمان گردوغبار سے بالکل پاک ہو جاتا ہے اور صاف روشنی کے باعث چاند معمولی مقدار سے زیادہ بڑا اور روشن معلوم ہوتا ہے اور یہ روشنی خاص طور پر صحت بخش ہے۔ اسلئے ہندو اس شب کو دودھ یا گھی وغیرہ چاندنی میں رکھدیتے ہیں اور اسکے بعد استعمال کرکے صحتِ مزید حاصل کرتے ہیں۔ اس دن کو اَنّ پورنما اور نوا کھی کہتے ہیں اور بعض اضلاع میں نیا اناج کھانے کی ابتدا ہوتی ہے اور چراغ خیرات کئے جاتے ہیں۔ اسی پورنماشی کی شب کو کرشن مہاراج نے بندرابن میں راس لیلا کی تھی۔

ہماری آسایش کے ذریعے

کنوار کے خاتمہ پر سال کا پہلا حصّہ اور زندگی کی کشمکش کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اب دوسرا حصّہ اور آرام وآسایش کا موسم شروع ہوتا ہے۔ مگر ہماری آسایش کے ذرایع کیا ہیں؟ کاشتکاری میں کامیابی۔ دشمنوں سے حفاظت اور ان پر فتح۔ گھر کی صفائی۔ پرماتما

کا بھجن - حتی المقدور خیرات اور سب کے حق میں دعائے خیر - اسی میں ہمکو سب کچھ ملجاتا ہے -

کاتک کا مہینہ ڈس انفیکشن یعنی وبائی اجرام کی صفائی کیواسطے مخصوص ہے اس لئے ہر تیوہار پر خیرات کرنا حصولِ کامیابی کا خاص وسیلہ ہے اور مذہبی کتب میں ہدایت ہے کہ اس مہینے میں چراغوں کی متواتر خیرات کرنی چاہیئے -

کرسمس مہینہ ہندوؤں نے سال بھر میں ایک مہینہ یورپ کے کرسمس ویک کی طرح خوشی کے انتظامات کیواسطے مخصوص کر دیا ہے لیکن یہ جنتری کا مہینہ نہیں ہے - بلکہ تیس۳۰ دن کو دو فصلوں میں تقسیم کر دیا ہے یعنی چودہ دن زندگی کی کشمکش کے خاتمہ پر کاتک میں اور سولہ دن آرام کی کشمکش کے بعد پھاگن میں خوشی منانے کے دو طریقے ہیں اول اُسکا سامان مہیا کرنا دوم تکلیف کے اسباب دور کرنا - پہلا طریقہ روشن اور دوسرا تاریک ہے - ہندوؤں نے روشن طریقہ کو دیوالی کے تاریک زمانہ (بدی پاکھ) میں اور تاریک طریقہ کو ہولی کے روشن ہفتوں (سدی پاکھ) میں استعمال کیا ہے دیوالی کا کرسمس کرواچوتھ سے شروع ہوتا ہے اور ہولی کا پھلیرا دوج سے - اور دونوں اگلی دوج پر ختم ہوتے ہیں - دونوں کرسمس کے آخری ایام اشٹک کہلاتے ہیں - دیوالی پر اہوئی اشٹک اور ہولی پر ہولکا اشٹک - اور یہی کرسمس کے ضروری حصے ہیں -

دیوالی کے کرسمس میں آٹھ تیوہار ہوتے ہیں۔

(۱) کرواچوتھ۔ کرسمس کی ابتدا۔ صفائی قلب۔ تصویر کشی۔ اور نئے مٹی کے برتنوں کے استعمال کی سری گنیشائے نمہ یعنی بسم اللہ کے واسطے۔ اس روز عورتیں اپنے خاوندوں کی زندگی اور خیریت کے واسطے پوجن اور دعا کرتی ہیں۔

(۲) اہوئی اشٹمی۔ مزید صفائی قلب اور تصویر کشی کی ابتدائی تکمیل کے لئے۔ اس دن عورتیں اپنے بیٹوں کی خیریت اور زندگی کیواسطے پوجن اور دعا کرتی ہیں۔ اور ان دونوں تیوہاروں پر روزہ رکھتی ہیں۔

(۳) چھار دوادشی۔ نئے اناج کے استعمال کے واسطے۔ اس روز گائے کی زندگی اور خیریت کا تیوہار منایا جاتا ہے کیونکہ اسکی تندرستی پر کھیتی اور انسان کی زندگی منحصر ہے۔

(۴) دھن تیرس۔ دھات کے نئے برتنوں کے استعمال کیواسطے۔ اس روز اناج کی حفاظت کا انتظام تیوہار کی صورت میں ہوتا ہے اور نئے برتن خریدے جاتے ہیں۔

(۵) نرک چودس یا روپ چودس۔ مکان کے ڈس انفیکشن کی ابتدا اور صفائی کا پہلا دن۔

(۶) دیوالی۔ مکان کے ڈس انفیکشن اور صفائی کا خاص دن۔

(۷) گوبردھن۔ نئے اناج کے بعد مویشیوں کے نئے دودھ اور گوبر وغیرہ کے استعمال اور حفاظت کا دن۔

(۸) جم دوج - ڈس انفیکشن کے خاتمہ اور تمام انتظامات کی کامیابی کا آخر دن - یہ روز عزیز واقربا کی خیریت اور زندگی کی دعا کیواسطے ہے یعنی بہن اپنے بھائی کو بلاکر اسکی پیشانی پر قشقہ کھینچتی ہے اور زندگی اور تندرستی کے واسطے دعا کرتی ہے -

ہولی کا کرسمس خوشی منانے کا تاریک طریقہ ہے اسکے سولہ دن زیادہ تر غیر ضروری سامان یعنی کوڑاکرکٹ جمع کر کے جلانے کے انتظام میں صرف ہوتے ہیں اسکے چھ تیوہار ہیں -

(۱) پھلیرا دوج - ہولی جلانے کی غرض سے تیاری کا پہلا دن -

(۲) ایکادشی - ہولی کی خوشی کا پہلا دن - اس روز مندروں میں ٹھاکر جی پر رنگ ڈالا جاتا ہے -

(۳) دوادشی - اپنے گھر میں شرکائے خاندان کا ہولی کی خوشی منانے اور رنگ ڈالنے کا دن -

(۴) ہولی غیر ضروری کوڑاکرکٹ (جو اس عرصہ میں کل جمع ہو چکا ہے) جلاکر فصل کی جانچ کا خاص دن -

(۵) پڑوا - تمام قوم کا ملکر فصل کی کامیابی پر رنگ ڈالنے اور خوشی منانے کا دن -

(۶) دوج - انتظام کی کامیابی پر باہم ملاقات کا آخر دن -

چونکہ موسم سرما کی بارش پھاگن میں ختم ہو جاتی ہے اس لئے ہولی کا کرسمس وباؤں کی روک تھام کی پیش بندی کا زمانہ ہے اور

چونکہ یہ انتظام نہایت ضروری ہے اور اسی پر زندگی کا بہت کچھ دارو مدار ہے اسلئے مشغولیت کے باعث ہولکا اشٹک میں شادی یا سفر کرنا اسی طرح معیوب سمجھا جاتا ہے جس طرح برسات کے زمانہ میں۔ بعض ریاستوں اور قوموں میں ہولی کے دن رنگ کھیلا جاتا ہے اور پانچ چھ روز تک خوشی منائی جاتی ہے دیوالی کی کرسمس میں بھنے ہوئے چاول کی کھیلیں استعمال ہوتی ہیں کیونکہ یہی فصل خریف کا خاص اناج ہے۔ ہولی کے کرسمس میں جو بھون کر پیش کئے جاتے ہیں جو فصل ربیع میں پیدا ہوتے ہیں۔

سال بھر میں تین خاص ہفتے یعنی اشٹک ہوتے ہیں۔
(۱) مہالکشمی اشٹک بھادوں میں
(۲) اہوئی اشٹک کاتک میں
(۳) ہولکا اشٹک پھاگن میں

کرواچوتھ گنگا اشنان کے بعد ہریالی تیج کی طرح عورتیں کاتک میں اول اپنا تیوہار مناتی ہیں جسکو کرواچوتھ کہتے ہیں اس روز وہ پاربتی جی کا جو سہاگ کی دیوی اور خود ہمیشہ سہاگ والی ہیں برت کرکے پرماتما سے دعا مانگتی ہیں کہ اُن کا سہاگ ہمیشہ قائم رہے یعنی ان کے خاوند زندہ رہیں۔ اسکے بعد مٹی کے نئے برتنوں کے استعمال کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ ایک سہاگن دوسری کو پانی کا بھرا ہوا کرواد یکر اُسکے سہاگ کی دعا کرتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ

ہر سہاگن اسی طرح خوش رہے۔ اس روز دیوالی کی تصویر بنانا شروع کیا جاتا ہے اور برت کی پہلی شب کو بعض عورتیں رمضان کی سحری کے طور پر صبح ہونے سے پہلے کچھ کھانا کھالیتی ہیں اس کو سرگی کہتے ہیں بعض راجپوت قوموں میں اس روز عورتیں ساس اور سسر کی پوجا کرتی ہیں اور آرتی کرکے قدموں پر سر رکھتی ہیں۔ اگر ساس اور بہو میں ناچاقی ہو تو بھی بہو ساس کی خوشامد کرکے اُسکو خوش کرتی ہے بعض ہندوؤں میں بیٹی کی شادی کے پہلے سال اُسکی سسرال میں حسب حیثیت مٹی چاندی یا سونے کا کروا بناکر بھیجا جاتا ہے[۵۱]۔ اس تیوہار کا حال اِندرانی نے ویدشرما برہمن کی عورت لیلاوتی کو اور اسکے بعد کرشن مہاراج نے دروپدی کو بتایا تھا۔ پورب میں اس کا نام کرواگور بھی ہے۔

اہوئی اشٹک کرواچوتھ کے چار دن بعد اہوئی اشٹک یعنی دیوالی کا ہفتہ دیاکرسمس ویک شروع ہوتا ہے اور چونکہ برسات ختم ہوگئی اسلئے ہر گھر کی صفائی اور آرائش کا انتظام کیا جاتا ہے اور عورتیں ایک یا دو بلکہ کبھی تین رنگین تصویریں اہوئی اور دیوالی کے واسطے بناتی ہیں جن میں جابجا سلونو کی طرح تصویر کشی کے مختلف کانٹے ہوتے ہیں اور نقطے لادینے پر کہیں چھتر بنجاتا ہے کہیں ڈولیا کہیں بیل بوٹے۔ سلونو کے بعد ابتک وبائی مصیبتوں

---

[۵۱] ہندو تیوہار پرکاش صفحہ ۶۹

کے باعث عورتوں کو تصویر کشی کا موقع نہیں ملا تھا۔ مگر اب خوشگوار موسم آجانے پر انھوں نے فنون لطیفہ سے دوبارہ سرور حاصل کرنا شروع کیا گانا بجانا تو درگا پر جاری ہو گیا تھا۔ دیوالی پر تصویر کشی بھی دوبارہ شروع ہو گئی۔ اہوئی کے روز والدہ اپنے بیٹوں کی خیریت کی دعا کرتی ہے اور برت رکھتی ہے اور کرواچوتھ کی طرح صبح ہونے سے پیشتر (ماہ رمضان کی سحری کے طور پر) کچھ کھانا کھا لیتی ہے اسکو سَرگی کہتے ہیں۔ اس رات کو چاند کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

چھار دواد شی

خاوند اور بیٹوں کی خیریت کے بعد تیسرا نمبر گائے کا ہے کیونکہ اسی پر کھیتی اور زندگی منحصر ہے اسلئے اہوئی کے چار دن بعد دیوالی کے کرسمس دیک میں ایک چھوٹا سا تیوہار چھار دوادشی کا ہوتا ہے جو غالباً چھاج دوادشی تھا۔ گویا اس روز نئے اناج کو پھٹکنے یعنی درست کرنے اور چھاج یعنی سوپ میں پھٹک کر کام کے لایق بنانے کی ابتدا ہوتی ہے۔ نئے اناج کے استعمال کی ابتدا اس طرح کی جاتی ہے کہ اوگ دوادشی کی طرح اول گائے اور اُسکے بچے کو کھلایا جاتا ہے اور پھر عورتیں نئے اناج یعنی چنے اور باجرے کا کھانا بنا کر خود کام میں لاتی ہیں۔ چھار دوادشی کو بچھ داپنچھ برت بھی کہتے ہیں یہ گائے اور اُسکے بچھڑے کے تیوہار کا نام ہے۔

دھن تیرس لگائے کے بعد ضروری چیز گھر کے برتن ہیں جن میں اناج اور سامان کی حفاظت ہوتی ہے اور انسان خوش زندگی بسر کرتا ہے اسلئے دھن تیرس کو نئے برتن اور سامان کی خرید ہوتی ہے اور تمام ہندوؤں میں جم کا " دیا " یعنی چراغ جلایا جاتا ہے گویا کہ اس روز مکان کو چراغ سے ڈس انفیکٹ (Disinfect) کرنا شروع ہوتا ہے تاکہ وہ برسات کی آلائیش سے پاک ہو جائے اور وبا کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اس روز دھن ونتر وئید پیدا ہوئے تھے جو ویدک یعنی مشرانی علاج کے بانی ہیں۔

روپ چودس اور چراغوں کی قطار اب زیادہ محنت یعنی مکان کی صفائی کا کام ختم کیا جاتا ہے چنانچہ روپ چودس سے پہلے تمام مکان لیپ پوت کر صاف کر دیا جاتا ہے اور کوڑا کرکٹ باہر پھینکنے کے بعد بغرض ڈس انفیکشن اس روز مکان کے باہر "جم کا چراغ" جلایا جاتا ہے اور لوگ خود بھی نہا دھو کر صاف ستھرے ہو جاتے ہیں۔ اسی روز چھوٹی دیوالی ہوتی ہے۔ عورتیں مختلف تصویریں تیار کرتی ہیں اور شب کو پوجا اور دعا کے بعد جا بجا چراغ جلاکر مکان کو ڈس انفیکٹ کرتی ہیں۔ واضح ہو کہ سرد یوں کو چراغوں کی خیرات ہے جبکی اس تیوہار پران کا خود استعمال کیا جاتا ہے۔ دیوالی سنسکرت کے دو الفاظ کا مجموعہ ہے جن کے معنی "چراغوں کی قطار" ہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہئے کہ دیوالی کی اندھیری

رات میں ہندؤں کی عید الضحیٰ کا نظارہ ہوتا ہے۔ ان ایام میں بھی چراغوں کی خیرات کرنا ضروری ہے۔

روپ چودس کے روز سری رامچندر جی کے لاثانی مشیر اور فوجی افسر ہنومان جی کا جنم ہوا ہے۔ اِن کی زندگی جسمانی۔ دماغی اور روحانی قوت کا اعلیٰ نمونہ ہے اور کشمکش میں کامیابی کا زبردست ذریعہ۔ اِن کی بہادری کا پیدایش کے دن ہی سے اظہار ہونے لگا تھا۔ یہ دوستِ صادق ایسے تھے کہ مصیبت کے وقت جب سگریو کا کوئی مددگار نہ تھا انھوں نے ساتھ نہ چھوڑا اور سری رامچندر جی کی بھی خدمت کی۔ رہنما ایسے زبردست تھے کہ سیتا جی کی تلاش میں سب ہمراہیوں کو سمندر کے کنارہ تک لے گئے اور جب وہ لوگ آگے نہ بڑھ سکے تو خود سمندر پار جاکر پتہ لگالائے۔ شجاع اسقدر کہ راون کی دار السلطنت میں پہنچ کر تنہا سینکڑوں راکشسوں کو راون کے فرزند اکشے کمار سمیت قتل کر دیا اور تمام شہر جلادیا۔ سراغ رساں ایسے عقیل کہ تنہا لنکا میں پہنچ کر سیتا جی کا پتہ لگالیا اور سری رامچندر جی کا پیغام اُن تک پہنچا کر جواب لائے لیکن کسی راکشس کو اس کا حال معلوم نہ ہوا۔ منتظم ایسے کہ دشمن کی تمام فوج اُن سے کانپتی تھی اور اس کے ساتھ ہی عقیدت مند اور پریم بھگت ایسے کہ اپنے مالک سری رامچندر جی کو گرویدہ کر لیا۔ اُن کو ہر جگہ اور ہر چیز میں سری رامچندر جی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ غرضیکہ ہنومان جی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی کشمکش میں کامیابی کا اعلیٰ نمونہ تھے اور

ہندو اُن کی زندگی کو پیش نظر رکھ کر کامیابی کی دعا کرتے ہیں جنوبی ہند میں ہنومان جی کی پیدایش کا تیوہار (ہنومان جینتی) چیت کی پورنماشی کو منایا جاتا ہے مگر پنجاب میں بعض چیت سدی چودس کو تیوہار کرتے ہیں۔

روپ چودس کا دوسرا نام نرک چودس بھی ہے کیونکہ اِس روز سری کرشن مہاراج نے نرکاسُر دیت پرگ جوتش یعنی آسام کے راجہ کو قتل کر کے ہزاروں بیگناہ عورتوں کو قید سے آزاد کیا تھا۔ اسکو بھوت چتردشی بھی کہتے ہیں اور عوام میں یہ چھوٹی دیوالی کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی روز بیکنٹھ ناتھ کاشی میں آئے تھے۔

ستیا یا سواستک۔ کراس یا صلیب

بعض فرقوں میں روپ چودس اور اہوئی کی تصویر اس طرح بنائی جاتی ہے اس کے اندر سلسلہ وار چوبیس چھوٹی شکلیں بالکل ایسی ہی ہوتی ہیں اور چوبیس اس صورت کی یہ سواستک یعنی ستئے کی شکل ہے جس کو انگریزی میں کراس اور عربی میں صلیب کہتے ہیں۔ روپ چودس کی تصویر مُربع بڑھا ہوا کراس ہے جو ستئیے کی بہت پرانی شکل ہے۔

ستیا یا کراس دوبارہ روحانی زندگی اور حیات ابدی کی بہت قدیم علامت ہے جسکا پتہ تابنے کے زمانہ سے پیشتر یعنی وحشیوں کے غیر تاریخی زمانہ میں بھی ملتا ہے۔ ابتدا میں شاید اسکو لِنگ روپ

یعنی اسطرح ┬ بنایا جاتا تھا لیکن یونان والوں نے اس کو دوگنا کر کے اسطرح بنالیا ┼ یہ شکل مصر اور ایران کی نہایت پرانی عمارتوں پر بھی ملتی ہے۔ ستئے کی تین پرانی شکلیں بھی یعنی (۱) ✕ (۲) ┼ (۳) ♀ نہ صرف ہندوؤں کی تصویر کشی میں جا بجا موجود ہیں بلکہ مختلف ملکوں میں ہزار ہا سال پہلے کی عمارتوں ۔ سکوں اور بتوں پر نظر آتی ہیں ۔ ان میں تیسری شکل (۳) بہت دلچسپ ہے ۔ مصر میں ایک پرانے دیوتا آئی سِس نامی کی بابت یہ یقین تھا کہ اُس نے ہی سب سے پہلے کاشتکاری ایجاد کی ۔ اس دیوتا کی پیشانی پر گائے کے سینگ ہیں ۔ سر پر کمل کا پھول اور گود میں بچہ ہے ۔ شکل نمبر (۳) غالباً اُسی بچہ کی صورت ہے جو آئی سِس کی گود میں پاؤں لٹکائے اُس کے سینہ کی طرف دونوں ہاتھ بڑھا رہا ہے ہندوؤں میں دیوالی پر بچہ کی شکل اسطرح بنائی جاتی ہے

یہ اُس سے بہت ملتی ہے اور ستئے کی پہلی اور تیسری شکل سے بنی ہے۔ سواستک یا صلیب کی اصلیت کے متعلق مشہور ناولسٹ رڈیارڈ کپلنگ (Rudyard Kipling) کہتا ہے کہ پرانے زمانہ میں کسی شخص نے گیلی زمین پر درخت کی دو ٹہنیاں ایک دوسرے پر بالمقابل رکھکر پاؤں سے دبا دیں جس سے زمین پر صلیب کا نشان بن گیا اور آدمیوں کی رہنمائی کا باعث ہوا ۔ مگر لارڈ بیڈن پاول نے عوام کے خیال کے بموجب یہ قصہ لکھا ہے کہ کسی زمانہ میں بحر اطلانطک (Atlantic Ocean)

کے بجائے ایک براعظم تھا جسکو اطلنطس کہتے تھے اس سرزمین پر چار دریا بہتے تھے جو سلسلہ وار شمال مشرق جنوب اور مغرب کی جانب رُخ کئے ہوئے تھے صلیب کا نشان اوس براعظم اور چار دریا کی یادگار ہے[۱]۔

---

[۱] مولانا نظامی نے سکندرنامہ کے چند اشعار میں صلیب کے متعلق اپنے خیالات کا حسب ذیل اظہار کیا ہے۔

چو عزم آمد آں پیکرِ پاک را ❖ کہ بخشش کند گوہرِ خاک را ❖ صلیبی خطے در جہاں برکشید
ازاں پیش کاید صلیبی پدید ❖ بران چار گوشہ خط اطلسی ❖ برانگیخت اندازۂ ہندسی
چو عزمِ جہاں گشتن آغاز کرد ❖ برشتہ زدن رستہا ساز کرد ❖ زفرسنگ واز میل واز مرحلہ
بدست زمیں رانہ کردہ بلہ ❖ رسن بستہ اندازہ پیداشدہ ❖ مقادیرِ منزل ہویدا شدہ
بخشکی بہر جاکہ زد بارگاہ ❖ زمنزل بمنزل بپیمود راہ ❖ دگر راہ بر روئے دریاش بود
طریقِ مساحل مہیاش بود ❖ میانِ دو کشتی رسن بستہ بود ❖ دو کشتی بہم باز پیوستہ بود
یکے را بہ لنگر گہِ خویش ماند ❖ دگر را بہ قدرِ رسن پیش راند ❖ بدیں گونہ سیاح منزل شناس
زساحل بہ ساحل گرفتے قیاس ❖ ہماں ربع مسکوں از و شد پدید ❖ بداں منزل از تاکہ اندر رسید

زمیں را کہ چند ست دہ تا کجاست ترازوے تدبیر او کرد راست

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب سکندر نے زمین کے حصے کرنے کا ارادہ کیا تو اس صورت کا ایک خط + کھینچا۔ اوس وقت تک صلیب کوئی نہیں جانتا تھا جب اس خط میں چار خطوط اور زاویے پیدا ہوئے تو اون پر حساب کر کے نشانات بنائے۔ اسکے بعد جب سکندر نے تمام دنیا کا سفر شروع کیا تو باہمی تعلقات قائم کرنے کی غرض سے راستے بنائے اور (اوسی خط کے ذریعہ سے) فرسنگ میل اور منزل ایجاد کئے۔ پھر زمین کا ایک ایک بالشت ناپ لیا اور رسی کی جریب بنا کر اوسی اندازہ سے منزل مقرر کیں اور منزل بہ منزل سفر کیا (بقیہ مضمون صفحہ ۱۰۲ پر ملاحظہ ہو)

سواستک یا صلیب کسی نہ کسی صورت میں ہر برِ اعظم میں ملتا ہے اور ہر ملک میں محبت اور خوش قسمتی کا مبارک نشان خیال کیا جاتا ہے۔ ناروے کی پرانی تلواروں کی نیام پر شگون کے طور پر بنا ہے۔ آئس لینڈ۔ جرمنی اور فرانس کے پرانے مٹی کے برتنوں پر موجود ہے۔ اٹلی کے قدیم شہر پام پے آئی (Pompeii) کی دیواروں پر سترہ سو برس تک زیرِ زمین دفن ہو کر پھر نظر آنے لگا ہے۔ مغربی افریقہ۔ شمالی و جنوبی امریکا۔ اری زونا۔ میکسیکو۔ تبت۔ جاپان۔ چین اور ایران میں ہر جگہ خوش قسمتی کی دعا کا اظہار کرتا ہے۔ مصر اور یونان کا ذکر اوپر کیا جا چکا۔ آجکل اسکاؤٹنگ میں بھی اسکا تمغہ مقرر ہے (دیکھئے ینگ نائٹس صفحہ ۴۴ و ۱۴۴)

ہندوؤں کی ہر قوم بلکہ ہر فرقہ کی تصویر کشی جدا ہے لیکن قریب قریب ہر ایک میں صلیب کی تمام شکلیں کسی نہ کسی صورت میں ملتی ہیں۔ سیتے کی عام شکل یہ ہے 卐 یا ☩ یہ شکل نہ صرف چار اطراف یعنی شمال۔ مشرق۔ جنوب۔ مغرب کی جانب اشارہ کرتی ہے بلکہ اطراف کے گوشے یعنی شمال و مشرق۔ شمال و مغرب وغیرہ بھی بتاتی ہے۔ اس کو بعض لوگ پر ماتما کے لفظِ اوّلین اوم کا اور بعض براٹ روپ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۰۱) اسکے بعد جب سمندر کا سفر شروع ہوا تو ادسی حساب سے دو کشتیوں کے درمیان (جریب کی) رسّی باندھ دی ایک کشتی آگے اور ایک پیچھے چلتی تھی اور بندرگاہوں کے باہمی فاصلہ کا اندازہ ہوتا جاتا تھا۔ اس طرح زمین کے چاروں حصّے (غالباً ایک حصہ خشکی اور تین حصہ پانی) ظاہر ہو گئے اور ٹھیک پتہ لگ گیا کہ زمین کتنی بڑی ہے اور کہاں سے کہاں تک راستہ ہے ۱۲

یعنی ہمہ اوست کا نشان سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر فیلن نے اپنی ڈکشنری میں اس کو کالی کا روپ بتایا ہے مگر تمام ہندو اُن کے ہمخیال نہیں مسٹر کروک اپنی کتاب "پاپولر ریلیجن" کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ "ستیا آفتاب کی آسمانی گردش کا نقشہ ہے" یعنی اس کے کنارے پر چھوٹے خطوط آفتاب کی گردش کا راستہ بتاتے ہیں جو مشرق میں جنوب کی جانب اور جنوب میں مغرب کی طرف رُخ کئے ہوئے ہیں۔ قطبین پر آفتاب مغرب سے شمال کو جاتا ہے اور شمال سے مشرق کو گویا کہ یہ شکل آسمانی ہیئت کا اظہار کرتی ہے۔ یہاں اسقدر ذکر ضرور باعث دلچسپی ہوگا کہ سنسکرت کے حروفِ ابجد بھی ستئے کے اجزا سے بنے ہیں اور کم از کم حروفِ علت آسمانی صورت کا اظہار کرتے ہیں مثلاً حرف आ مشرق کے کنارے سے طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی شکل ہے جس کی پوری صورت یہ ہے حرف ई چمکتی ہوئی بجلی کی اور उ اُٹھتے ہوئے بادل کی۔ اس کی کسی قدر تفصیل میں نے اپنی کتاب "نئی تعلیم کا آئینہ" میں کی ہے۔ لفظ سواستک دو سنسکرت الفاظ سے بنا ہے جس کے معنی "یہ اچھا ہے" ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے بموجب خدا کے ہر کام میں خوبی اور مصلحت ہے اور ہر موقع پر سواستک کی شکل بنانا اسی عقیدہ کا اظہار ہے۔

سواستک کی یہ شکل، 卐 اٹلی میں عدم تاریخی زمانہ کی پائی جاتی ہے۔ اور اسپین کے فتحمندوں نے وسطی اور جنوبی امریکہ میں یا ہندوؤں

کے دیوتا کے نشان کے طور پر اسکو پایا تھا۔ سواستک کی لاانتہا شکلیں ہیں خاص شکل اٹلی میں یہ ✝ ہے اور یونان میں ✚ انگریزی میں اس شکل ✠ کو فل فاٹ (FYL FOT) اور گیمیڈین (Gammadion) اور کرکس گیٹا (Kruxgammata) بھی کہتے ہیں۔

دیوالی روپ چودس کے دوسرے دن بڑی دیوالی ہوتی ہے اور دونوں روز مکان کی آرائیش کی جاتی ہے اور گوشہ گوشہ میں چراغ جلائے جاتے ہیں پہلے روز کم اور دوسرے روز زیادہ لیکین موری (دھری) پاخانہ اور رپھنڈی (گھڑونچی) وغیرہ پر دونوں روز چراغ رکھے جاتے ہیں۔

اسطرح مکان کے وہ حصے جن میں وبائی اثر کا خاص خوف ہے متواتر دو روز تک ڈس انفیکٹ کئے جاتے ہیں اور لوگ دولت کی دیوی یعنی لکشمی کی پوجا کرکے پرماتما سے دعا کرتے ہیں کہ تندرستی کے ساتھ انکو کافی دولت پیدا کرنے کا موقع ملے تاکہ وہ بہ آرام زندگی بسر کرسکیں[۵ ل] اسکے ساتھ ہی ہر شخص ایک دوسرے کی جفاکشی۔ استقلال محنت قابلیت انتظام وغیرہ کا طریقہ دیکھکر قدرتی طور پر طبع آزمائی کرتا ہے اور

---

۵ ل رومن قوم کی دیوی انجیرونا کا تیوہار ۲۱ دسمبر کو منایا جاتا تھا۔ اس کا نام دیوالیہ تھا۔ یہ نئے سال کی دیوی تھی جس کا منہ بندھا ہوا اور بند تھا۔ اور وہ اس پر اپنی انگلی رکھے ہوئے تھی اسکا بت والو پیا یعنی خوشی کی دیوی کے مندر میں تھا۔ اور پجاری اسکے نام پر اس روز بلدان کرتے تھے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینکا)

پیشینگوئی کے طور پر اپنی رائے قائم کرتا ہے کہ میرا فلاں عزیز اس قدر کامیاب ہوگا اور فلاں اسقدر۔ چنانچہ اب بھی ہر ملک اور قوم میں لوگ نتیجہ کا برابر اندازہ کرتے رہتے ہیں کسان بارش اور پیداوار کا سوداگر آمدنی اور آمدورفت مال کا اور حکام انتظام کا غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے کام کے متعلق اندازہ کرکے پیشینگوئی کرتا ہے کہ فلاں کام اسطرح ہوگا اور فلاں اسطرح۔ یہانتک کہ اسکولوں میں لڑکے بھی اندازہ لگاتے رہتے ہیں کہ اس سال امتحان میں فلاں لڑکا ضرور کامیاب ہوگا اور فلاں ہرگز پاس نہیں ہو سکتا۔

جوئے کی اصلیت لیکن چونکہ اختلاف رائے قدرتی امر ہے اسلئے ہمخیال نہ ہونے پر جسطرح آجکل گھوڑدوڑ میں شرطیں لگائی جاتی ہیں رہیں اسیطرح لوگ شرط لگاتے ہیں اور جسکی رائے صائب ثابت ہوتی ہے وہی بازی جیتتا ہے۔ بدقسمتی سے اس اختلاف رائے نے آجکل جوئے کی صورت اختیار کرلی ہے جو تباہی کا باعث ہے۔ مگر شرط لگانے میں نفع یہ تھا کہ لوگ اپنی رائے جلد قائم نہیں کرتے تھے اور ہر شخص حالات کو بخوبی جانچ کر غور وفکر کے بعد صحیح نتیجہ پر پہنچنے کا عادی ہو جاتا تھا۔

لکشمی پوجن دیوالی کے روز دولت کی دیوی یعنی لکشمی جی کی پوجا بھی ہر گھر میں ہوتی ہے اور بازار میں لکشمی جی کے

کھلونے بکثرت بکتے ہیں۔ کھلونے کی شکل یہ ہوتی ہے کہ سمندر کی سطح پر کمل کا پھول کھلا ہوا ہے اُس پر لکشمی جی بیٹھی ہوئی ہیں اور اِن کے ہر دو جانب دو ہاتھی سونڈ اُٹھائے ہوئے سر پر دودھ کی دھار ڈال رہے ہیں۔ اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ برسات میں دیتوں نے لکشمی جی کو کمل کے اندر قید کر دیا تھا۔ دیوالی کے دِن وشنو بھگوان نے اِن کو قید سے آزاد کیا اور لکشمی جی نے کمل سے نکل کر سب کو درشن دیے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ برسات اور وبائی امراض کے باعث ہمارے واسطے حصولِ دولت ممکن نہ تھا کیونکہ برسات کا پانی ہر طرف سمندر کی طرح پھیلا ہوا تھا اور زراعت کی زمین جس پر ہمارے مویشی کی زندگی منحصر ہے پانی کے اندر قید تھی۔ اب برسات جاتی رہی زمین دوبارہ زراعت کے قابل ہو گئی اور اُس پر سبزی کے آثار نظر آنے لگے۔

ہندوستان میں دودھ دینے والے مویشی ہی اصلی دولت سمجھے جاتے ہیں اور بہت عمدہ دعا یہ سمجھی جاتی ہے کہ "دُودھوں نہاؤ اور پُوتوں پھلو" یعنی "مویشی اس کثرت سے دودھ دیں کہ تم اُس کو پانی کی طرح نہانے کے کام میں لا سکو اور اولاد اِسقدر ہو جسقدر درخت میں پھول اور پھل لگتے ہیں"۔ غرضیکہ دودھ سے نہانا اعلیٰ درجہ کی دولتمندی کا اشارہ ہے۔ ہاتھی دولتمندی کی علامت ہے اور گنیش جی کا سر ہونے کے باعث مبارک کام کی

ابتدا ابھی ظاہر کرتا ہے اسلئے ہاتھیوں کا لکشمی جی کو دودھ سے نہلانا نہایت دولتمندی کا نیک شگون ہے۔ استقبال کرنے کا ایک مُروّج طریقہ یہ ہے کہ اصلی شئے کو جس پر ہماری ترقی کا دار و مدار ہے سر سے اونچا اُٹھاکر پیش کیا جاتا ہے۔ اسکاوٹ اپنی اپنی لکڑی کو اونچا کر کے اور اُن سے محراب کا راستہ بناکر افسر کا استقبال کرتے ہیں۔ شہنشاہ جارج پنجم کی تشریف آوری پر ۱۹۱۱ء میں بمبئی کے کارخانے والوں نے روئی کے گٹھوں کی ایک محراب سنتیس۳۷ فٹ بلند بنائی تھی جس سے بمبئی کی خاص دستکاری ظاہر ہوتی تھی۔ شاہی جلوس اِس کے نیچے ہوکر گذرا۔ اسی طرح لکشمی جی کے کمل سے نمودار ہونے پر ہاتھی اپنی سونڈ سے محراب بناکر اُن کا استقبال کرتے ہیں اور دودھ سے نہلاکر اُن کے صفاتِ حسنہ یعنی دولت و ثروت کا اظہار کرتے ہیں لیکن جہانتک مجھ کو معلوم ہے لکشمی جی کے ہمراہ ہاتھیوں کی موجودگی کا تذکرہ کسی مذہبی روایت میں نہیں ہے۔ چونکہ عام رواج میں ہاتھی کی موجودگی سے دولتمندی کا اظہار ہوتا ہے اسلئے تصویروں اور کھلونوں میں ان کو لکشمی جی کے ساتھ یکجا کر دیا ہے تاکہ اُن کے صفات بہ آسانی سمجھ میں آسکیں۔

لکشمی کی اصلی صورت

ایک مصنف[۱] نے کسان کے سر پر اناج کے خشک پودوں کے بنڈل کو جو آگے

---

[۱] رائے بہادر گپتے مصنف ہندو ہالیڈیز۔

لٹک رہا ہے گنیش جی کی سونڈ سے مشابہت دی ہے اور اس کے کندھے پر رکھے ہوئے ہل کو جسکا ایک حصہ ہنڈل کے نیچے ایک طرف نکلا ہوا نظر آتا ہے دانت سے۔ اور اِدھر اُدھر دو سوپ یا چھاج کو جن سے اناج پھٹکتے ہیں ہاتھی کے دو کان فرض کیا ہے اور اس کل کو گنیش جی کا سر بتایا ہے۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ کھیت کی کسی قدر اونچی زمین کو جس کے اِدھر اُدھر پانی بھرا ہوا ہے لکشمی سمجھنا چاہیئے۔ اور اس پر اناج کے کھڑے درختوں کو جنکی اونچی ٹہنیاں جھکی ہوئی ہیں اور اناج کی بالیاں دونوں جانب لٹکتی ہیں ہاتھی خیال کر کے ٹہنیوں کو انکی سونڈ اور بالیوں کے ریشوں کو ٹپکتے ہوئے دودھ سے مشابہت دینی چاہیئے اور کھیت میں ہل چلانے پر جو خطوط ہر طرف نظر آتے ہیں انکو کمل خیال کرنا چاہیئے۔ گویا کہ زمین کی لکشمی کمل پر بیٹھی ہے اور اوسپر اناج کے درختوں کے ہاتھی ٹہنیوں کی سونڈ دونوں جانب اُٹھائے ہوئے لٹکتی ہوئی بالیوں سے اناج کا دودھ برسا رہے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیوالی کے روز لکشمی جی کی شادی وشنو بھگوان سے ہوئی تھی۔ چونکہ وشنو بھگوان پرورش کرنے والے ہیں جسکا ذکر شروع کتاب میں کیا گیا اور زمین کے اناج کے ذریعہ سے ہماری پرورش ہوتی ہے اسلئے لہلہاتے ہوئے درختوں میں اناج نظر آنا اور اُسکے بعد کسان کے گھر پہنچنا پرورش کا یقینی رُخ ہے اور اناج اور زندگی کے باہمی تعلقات ثابت کرتا ہے۔

کتاب ہندو ریلیجس پر کے مصنف نے تحریر کیا ہے کہ دوشالہ کے گوشوں پر ترنج کی شکل درحقیقت لکشمی جی کے پاؤں کا نشان ہے یعنی

(۳) (۲) (۱)
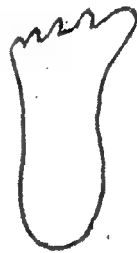
پہلی شکل بائیں پاؤں کی ہے اس سے دوسری صورت پیدا ہوئی اور دوسری سے تیسری۔ یعنی ترنج کی شکل نگینی مہاراجوں کے تاج کے اوپر بھی ترنج ہوتا ہے جسکو چندر کلا بھی کہتے ہیں۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ اونپر دولت کی دیوی یعنی لکشمی جی کا سایہ یا نظر عنایت ہے اور مہاراجہ نے اُن کا قدم اپنے سر پر رکھا ہے ایشیائی قوموں کے تاج میں بھی کہیں کہیں ترنج ملتا ہے خاص کر ہندوستان میں اکبر اور اُسکی اولاد نے ترنج کا استعمال قائم رکھا۔

دائیں جانب مُڑا ہوا ترنج لکشمی جی کے بائیں قدم کا نشان ہے اور بائیں جانب مُڑا ہوا داہنے قدم کا۔

لیکن واضح ہو کہ یہی نشان لکشمی جی کے ہاتھ کا بھی ہے اور بعض ہندو عورتیں اپنے مکان کے دروازہ پر دائیں یا اکثر بائیں ہاتھ کی آدھی کھلی ہوئی مُٹھی سے اسی قسم کے نشان گیرو کے رنگ سے

بنا دیتی ہیں گویا کہ لکشمی انکے گھر میں آتی ہے۔ اس لئے تاج شاہی یہ چندر کلا لکشمی جی کے دست شفقت کا اظہار ہے۔

دیوالی کے روز وکرمادت والیٔ اجین تخت نشین ہوا تھا۔

اسکے علاوہ یہ تیوہار کئی تاریخی واقعات کی یادگار ہے۔ مثلاً

(۱) سری کرشن مہاراج نے گوبردھن پہاڑ اٹھاکر برج باسیوں کی حفاظت کی تھی کہتے ہیں کہ اسی خوشی میں اس روز انھوں نے چراغاں کیا۔

(۲) اجودھیا جی میں سری رامچندر جی کی بعد فتح لنکا واپسی پر آئینہ بندی کی گئی تھی۔

(۳) جینیوں کے بزرگ مہابیر جی کو اس روز نیروان حاصل ہوا تھا

(۴) سیوا جی کے لکشمی پوجن کے وقت اس روز انکی والدہ نے فتحمندی کا آشیرباد دیا تھا۔

(۵) سوامی دیانند سرستی بانی آریہ سماج کا اس روز انتقال ہوا تھا۔

چترکوٹ اور کروی میں دیپ مالکا کا تیوہار ہوتا ہے اس تیوہار کی خاص شکل صلیب کے مجموعہ سے بنتی ہے۔

گوبردھن

دیوالی کے دوسرے دن گوبردھن کی پوجا ہوتی ہے۔ یہاں گوبر کے متعلق کچھ ذکر کرنا مناسب ہے کیونکہ اس تیوہار کی غالباً یہی وجہ لتسمیہ ہے۔ کاشتکار کے واسطے جاڑے کے موسم میں گوبر نعمت عظمیٰ ہے۔ اسکے اپلے بنائے جاتے

رہیں اور آرسنے اُپلوں (بنواکنڈوں) کی راکھ چیچک کے زخموں پر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ برسات کی نئی پیداوار یعنی نباتات کی لکڑی ابھی بھیگی ہے اور درختوں کا کافی نشو و نما بھی نہیں ہونے پایا ہے اسلئے اُنکو فوراً جلاکر سردی سے حفاظت کرنا گویا عطیہ قدرت کے پورے فائدہ سے محروم ہونا ہے۔ بجائے اسکے گوبر دینے والے جانور ہر دم موجود ہیں اور اُنکا گوبر جلد خشک ہوکر جلانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ گوبر کی کھاد پیداوار کی نشو و نما کے واسطے بھی نہایت مفید ہے۔

گوبردھن کا دوسرا نام بل پرتپدا یعنی (راجہ بل کی پڑوا) ہے اس روز راجہ بل پاتال بھیجے گئے تھے۔ اس روز اَن پورنا دیوی کی پوجا ہوتی ہے۔ جو اَن یعنی خوراک بہم پہنچانے والی ہے۔ اور کاشی متھرا گوبردھن جتی پورہ وغیرہ متبرک مقامات کے مندروں میں اَن کوٹ کی رسم ادا کی جاتی ہے یعنی بھوگ کے واسطے کھانیکی چیزوں کا علیحدہ علیحدہ بڑا انبار لگایا جاتا ہے۔ ناتھدوارہ کا اَن کوٹ دیکھنے کے قابل ہے اور راجہ صاحب اجودھیا کے مندر میں بھی بیسیوں چیزیں بہت خوبصورتی سے جمع کیجاتی ہیں۔ گوبردھن گائے چرانیوالی قوموں (مثلاً اہیر وغیرہ) کا سب سے بڑا تیوہار ہے اَن پورنا دیوی رومن قوم کی انا پیرینا (Anna Perenna) دیوی سے بہت مشابہ ہے۔ (دیکھئے فیرز اینڈ فیسٹیولز مصنفہ میجر تک صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷)

گوبر کا استعمال اور قدرت کی کفایت شعاری

دودھ دینے والے جانوروں کے گوبر سے ہندوؤں نے قدرت کی کفایت شعاری کا فائدہ اٹھایا ہے۔ ہمارے جسم کی غلاظت سے بعض نباتات اور جانور نفع اٹھاتے ہیں اور نباتات اور حیوانات کی غلاظت مثلاً آکسیجن یا دودھ وغیرہ ہمارے واسطے آب حیات ہے جس طرح عورت کا دودھ اسکے چھوٹے بچے کے سوا ہر انسان غلیظ سمجھتا ہے اور عموماً کوئی پینا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح گائے یا بھینس کا دودھ خاص انکے لئے غلیظ مگر انسان کی نشو و نما کا ذریعہ ہے۔ اسیطرح گوبر کو بھی سمجھنا چاہیئے۔ یہ انسان کے واسطے غلیظ نہیں ہے چنانچہ ہر قوم کے لوگ اس سے روٹی پکاتے ہیں اور دیسی حکمت کی کتابیں اسکے فائدہ بیان کرتی ہیں۔ گوبر مکانات کو ڈس انفیکٹ کرنیکا نہایت زبردست اور آسان ذریعہ ہے۔ مکھیاں انسان اور حیوانات کے پاخانہ پر جمع ہو جاتی ہیں مگر گوبر سے بھاگتی ہیں۔

جم دوج

گوبردھن کے دوسرے روز جم دوج (جم دوتیا) کا تیوہار ہوتا ہے اور تمام مکان کو صاف اور آراستہ کرکے دِلدّر یعنی افلاس و مصیبت سے نجات ہوتی ہے اور جمراج سے پناہ ملتی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ڈِس انفکشن کا کام جو نودرگا اور دسہرہ پر شروع ہوا تھا آج ختم ہوا اور وبائی امراض کا خوف

جاتا رہا۔ اس روز بہن اور بھائی کسی پاک دریا میں اشنان کر کے دعا
کے واسطے تیار ہوتے ہیں اور ہندو اپنے قلم دوات بہی کھاتہ ہل یا
تلوار وغیرہ کو پوجتے ہیں اور بعض ان سے کام لینے کا بھی شگون کرتے
ہیں۔ اسی روز لین دین اور حساب کے بہی کھاتے تبدیل کر کے نئے
سال کا حساب شروع ہوتا ہے اور بہن اپنے بھائی کی پیشانی پر ٹیکہ
یعنی قشقہ کھینچ کر آیندہ آٹھ مہینے کی مہم میں اس کی کامیابی کی دعا کرتی
ہے اور سفر بہ سفر رفتنت مبارکباد۔ کہتی ہے۔ اس لئے اس کو
بھیا دوج بھی کہتے ہیں۔ اور پنجاب میں اس کا نام ٹیکا لگانے کی وجہ
سے ٹکا مشہور ہے۔ اس کا دوسرا نام بھاؤ بیج بھی ہے اس روز
دریاؤں کے کنارے پر خاص کر برج میں جمنا کے کنارے زبردست
ہجوم ہوتا ہے بھائی اور بہن ساتھ نہاتے ہیں۔ جم دوتیا کا حال سنت
کمار سنگھتا میں مفصل تحریر ہے۔

مکانات کے ڈس انفیکشن کا کام آج ختم ہو گیا لیکن مزید احتیاط
کی غرض سے آیندہ دس روز یعنی دیو اٹھان ایکادشی تک روزانہ
شب کو آکاش دیا جلایا جاتا ہے یعنی کئی گز اونچے بانس پر قندیل
جس میں چراغ روشن ہوتا ہے لٹکائی جاتی ہے تاکہ مکان کے ہر چہار
طرف کی ہوا آلائش سے پاک ہو جاوے اور وباؤں کا اثر مطلق
باقی نہ رہے۔ بعض ریاستوں مثلاً گوالیار وغیرہ میں اساڑھ سے کاتک
تک یہ چراغ جلتا ہے۔

گوپا اشٹمی

گوبردھن کے ایک ہفتہ بعد جب ڈس انفیکشن کا کام ختم ہو جاتا ہے گائے کا خاص تیوہار جس کو گوپا اشٹمی کہتے ہیں منایا جاتا ہے۔ اس روز برت یعنی روزہ رکھ کر گائے کی پوجا کی جاتی ہے اور اس کے بعد گائے اور بچھڑوں کا جلوس نکالا جاتا ہے اور لوگ خدا کی حمد و ثنا کے راگ گاتے ہیں۔ گوپا اشٹمی گائے کی نمائش کا دن ہے اس روز سب لوگ اپنی اپنی گائے پبلک کے روبرو پیش کر کے دکھاتے ہیں کہ انھوں نے اس کی حفاظت میں کسقدر جانفشانی کی ہے اور اس طرح کاشت کی کامیابی اور ملک کی خوشحالی میں کس درجہ مدد دی ہے۔ آجکل سرکاری فوج میں گھوڑوں کی تندرستی کی جانچ بھی اسی طرح کی جاتی ہے۔ غرضیکہ یہ تیوہار گائے اور بچھڑوں کی تندرستی کی جانچ کا دن ہے۔

اکشے نومی

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ اس روز دواپر جگ شروع ہوا ہے چنانچہ برندابن اور اجودھیا جی میں چودہ کوس کی پرکرما (طواف) کی جاتی ہے اور موسم سرما کے دو مفید مفرح ممد حیات اور قوت بخش پھل یعنی آملہ اور پیٹھا خیرات کئے جاتے ہیں اور عورتیں آملہ کے درخت کا طواف بھی کرتی ہیں۔ اکشے نومی کا برت تنکیہ مہاتما نے راجہ کنک کو بتایا تھا۔ اس کا قصہ بہت دلچسپ ہے اور حسن گنگو بہمنی کے حق میں برہمن نجومی کی پیشین گوئی اور دیول دیوی کی علاؤالدین کے شہزادہ خضر خاں سے شادی کی یاد دلاتا ہے۔ تاریخ ہند میں تحریر ہے

کہ ایک برہمن نجومی نے پیشین گوئی کی تھی کہ حسن گنگو مزدور ایک دن بادشاہ ہوگا۔ یہ پیشین گوئی لفظ بلفظ صحیح ثابت ہوئی۔ یہ بھی تحریر ہے کہ راجہ کرن والی گجرات کی رانی کملا دیوی کو علاء الدین خلجی نے اپنے حرم میں داخل کر لیا اور اس کی بیٹی دیول دیوی کو اپنے شہزادہ کی بیوی بنانا چاہا یہ سن کر دیول دیوی کے باپ راجہ کرن نے اس کی شادی دیوگری کے شہزادہ شنکر دیو سے ٹھہرائی علاء الدین کی فوج نے حملہ کیا لیکن کرن نے دیول دیوی کو چند سپاہیوں کے ہمراہ شنکر دیو کے پاس خفیہ روانہ کر دیا۔ محل میں دیول دیوی کو نہ پاکر شاہی فوج مایوس ہو گئی اور دہلی کو واپس چلی مگر راستہ میں اتفاقیہ چند سپاہیوں کی دیول دیوی کے ہمراہیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی چنانچہ وہ اس کو چھین کر دہلی لے آئے۔ اور یہاں آکر اسکی شادی شہزادہ خضر خاں سے ہوئی اسکے بعد شنکر دیو نے بغاوت کی اور لڑائی میں مارا گیا۔

اسی قسم کی روایت اکشے نومی کے متعلق ہے یعنی راجہ گنگ کی بیٹی کشوری کے واسطے نجومیوں نے یہ پیشینگوئی کی تھی کہ جو شخص شادی کے واسطے اسکا ہاتھ پکڑے گا وہ بجلی گرنے سے مر جائیگا۔ شنکر مہاتما نے راجہ کو اکشے نومی کا برت بتایا اور ہدایت کی کہ شہزادی یہ برت رکھے اور تلسی کا پوجن کرے تو وہ بیوہ نہ ہوگی شہزادی پر ایک شخص بلیبی نامی فریفتہ ہوا اور اکشے نومی کے روز مالن کا بھیس بدل کر زنانہ میں پہنچ گیا۔ اسی روز ایک شہزادہ مکند نامی بھی کشوری سے شادی کرنے کی غرض سے فوج

لیکن آیا اندھیری رات تھی بادل گرجتا تھا اور بجلی چمک رہی تھی بلبیپی نے کشوری کا ہاتھ پکڑا کہ اُس پر بجلی گری اور وہ مر گیا۔ اُس کے بعد کشوری کی مکند سے شادی ہوئی اور جوتشیوں کی پیشینگوئی اور مہاتما تسنکر کی ہدایت دونوں درست ثابت ہوگئیں بعض کہتے ہیں اس روز تریتا جُگ شروع ہوا تھا اور اسی دن سری رامچندر جی کی لنکا سے واپسی پر بھرت جی سے ملاقات ہوئی تھی۔

بعض ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ جہاں تُلسی کا درخت ہوتا ہے وہاں بجلی نہیں گرتی اور جو شخص اس کا استعمال کرتا ہے وہ بجلی کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔ حکماے یورپ متفق ہیں کہ تلسی کے درخت بلکہ پتوں اور ڈالیوں کو چھوتے ہی تمام مہلک جراثیم فوراً ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح یہ درخت انسان کی زندگی اور تندرستی میں خاص طور پر امداد دیتا ہے۔

دیواُٹھان ایکادشی چند روز کے بعد کاروبار باقاعدہ شروع کرنے کا دن یعنی دیواُٹھان ایکادشی کا تیوہار منایا جاتا ہے اور دیوتا یا صفات حسنہ کے اعلیٰ نمونے جو اساڑھ میں سو گئے تھے دوبارہ جاگ کر ہمارے پیش نظر ہوتے ہیں۔ اس تاریخ سے شادی وغیرہ کی آزادی اور اپنے ہر انتظام کو آزادانہ سرانجام دینے کی اجازت ملجاتی ہے۔ دیواُٹھان ایکادشی کو عورتیں مکان کے صحن یا دیواروں پر کھڑاؤں تیر و کمان اور گائے کے کھر۔ دوات۔ قلم۔ تختی۔ چوکی اور قدم

کی تصویریں بناتی ہیں۔ اور بعض قوموں میں صرف اُنگلی کے پوروں کے نشان بنا دئے جاتے ہیں۔ یہ نشانات راماین اور بھاگوت وغیرہ کے تاریخی واقعات کی یادگار ہیں اور سری رامچندر جی مہاراج کے اپنے عزیز بھائی بھرت جی کو کھڑاؤں عطا فرمانے اور راکششسوں پر تیر اندازی کرنے کے حالات بتاتے ہیں اور سری کرشن مہاراج کے گائے چرانے کی تاریخ اور مویشیوں کی پرورش کی اہمیت ظاہر کرتے ہیں۔ دوات اور قلم پرہلاد کی تختی پر رام نام لکھنے کی یاد دلاتے ہیں اور چوکی اور قدم پاٹھ شالا میں ازسرنو تعلیمی کام شروع ہونے کی۔ آزادی ملنے پر گائے کی پرورش۔ قبلہ عبادت کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ کی پرستش۔ اور چھوٹے جانداروں کی زندگی قائم رکھنے کی کوشش ہندوؤں کا پہلا فرض ہے۔ دیو اُٹھان ایکادشی کو گنّے کا عرق کام میں لانے کی ابتداء ہوتی ہے کیمپ فائر یعنی الاؤ کا استعمال شروع کیا جاتا ہے اور گوبردھن کے ذخیرہ سے فائدہ اٹھاکر انتظامی صلاح و مشورہ شروع ہوتا ہے۔ یہ ایکادشی دواپر جگ سے جاری ہے اسی روز بھیشم پنچک برت شروع ہوکر پانچویں دن ختم ہوتا ہے۔ مہابھارت کی لڑائی میں بھیشم پتامہ اسقدر زخمی ہوئے اور تیر اُنکے جسم میں اس قدر پیوست ہوکر دوسری جانب نکل گئے کہ اُن کا تمام جسم اُنکے باعث اونچا ہو گیا اسکو "شر سیّا" یعنی تیروں کا پلنگ کہتے ہیں وہ اس حالت میں عرصہ تک پڑے رہے اس بھیشم پنچک کے زمانہ میں اُنھوں نے اپنی جان کنی کی حالت میں مہاراجہ جدھشٹر کو پانچ

روز تک ملکی مذہبی اور قومی انتظام کے اصول بتاکر ہدایات کی تھیں ۔

کاتکی اشنان

اب دیکھئے ہر شخص اپنے کام کی ابتدا کس طرح کرتا ہے دو چار روز سفر یا اسکی تیاری میں صرف کرکے اگلی پورنماشی کو گنگا اشنان کرتا ہے یعنی اپنے مکانات کی صفائی اور ڈس انفیکشن کے کام سے فارغ ہو جاتا ہے اور اُس کی جان کی حفاظت کی کوشش میں کامیابی ہو جاتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ کاتک کا یہ اشنان نہایت اہمیت رکھتا ہے ۔ اسکے علاوہ یہ اُسکے کاروبار کی سری گنیش آئے نمہ یا بسم اللہ ہے چنانچہ وہ اسکے بعد اپنے مال کی حفاظت اور مہم میں مشغول ہو جاتا ہے اور فصل ربیع کا انتظام کرتا ہے ۔

ہندوؤں کی مذہبی کتب میں ہدایت ہے کہ اس روز حاجتمند غریبوں کو ۲۰ ، چراغ خیرات کرنے کا بہت ثواب ہے ۔ کاتک کے مہینے میں ہندو عورتیں علی الصباح نہاکر تلسی یا پیپل کے گرد پرکرما (طواف) کرتی ہیں تلسی کا ذکر اوپر کیا گیا ۔ پیپل سے اس مہینے میں خاص گیس (gas) نکلتی ہے جو برسات کے جلدی امراض کو بہت مفید ہے ۔ صبح ہی نہانے سے جسم کے مسامات کھل جاتے ہیں اور پیپل کے طواف سے تازہ گیس جسم میں سرایت کرتی ہے جس سے خون صاف ہوتا ہے جو صاحب چاہیں خود آزماکر دیکھ لیں اگر اُن کا مرض پیچیدہ نہیں ہے تو ضرور فائدہ ہوگا ۔

پیپل کے درخت میں دوسری خاص خوبی یہ ہے کہ باقی درخت صرف جڑ کے ذریعہ سے کاربولک ایسڈ گیس کو جو انسان کے واسطے مہلک ہے،

جذب کرتے ہیں لیکن پیپل نہ صرف جڑ بلکہ تمام پتوں اور شاخوں سے جذب کر کے بہت جلد ہوا کو صاف کر دیتا ہے۔

کاتکی پورنماشی کا نام ترپُرار پورنما بھی ہے کیونکہ اس روز مہادیو جی نے تریپُر اسُر دیت کو مارا تھا جس کے باعث اُن کا نام ترپُرار مشہور ہوا کہتے ہیں کہ اسی روز شام کو متسن اوتار بھی ہوا ہے۔ اس روز بھیشم پنچک برت بھی ختم ہوتا ہے

اگھن اور پوس میں تیوہار نہ ہونیکی وجہ

چونکہ اگھن اور پوس میں کاشتکاری وغیرہ سے فرصت نہیں ملتی اور اگر لوگ اپنی فصلیں چھوڑ کر تیوہار منائیں تو جانور چھوٹے پودوں کو کھا جائیں اور فصل تباہ کر دیں۔ یہی حالت ہر مہم کی ہے اس لئے اس زمانہ میں نہ کسی بڑے تیوہار کی فرصت ہے نہ ضرورت۔ لیکن ان دونوں مہینوں میں رامائن کی تاریخی دلچسپی یہ ہے کہ اگھن میں ہنومان جی نے سیتا جی کی تلاش میں سمندر پار کیا۔ لنکا پہنچکر راون کے لڑکے اکشے کمار کو قتل کیا۔ لنکا کو جلاکر اور سیتا جی کا پتہ لگا کر سری رامچندر جی کو اطلاع کی اور اُن کی فوج سمندر کے کنارے پہنچ گئی۔ پوس میں چار دن کے اندر سمندر کا پل تیار کیا گیا اور اُدھر راون نے بعد تحقیقات لڑائی کے واسطے فوج تیار کی۔

مارگ سری ایکادشی

چونکہ اگھن میں کسان کو فصل خریف کے تمام کام سے نجات ملجاتی ہے اسلئے اسکا مختصر تیوہار مارگ سری ایکادشی کو منایا جاتا ہے اس روز لوگ روزہ رکھتے

ہیں اور گنگا اشنان کرتے ہیں بعض عورتیں خریف کے اناج کی پوجا کرتی ہیں اور دعا مانگتی ہیں کہ فصل اسی طرح ہمیشہ کامیاب ہو۔

اگھن سدی پنچمی کو سیتا جی کی شادی ہوئی تھی اس زمانہ میں پانچ چھ دن تک اجودھیا اور جنک پور میں زبردست میلے ہوتے ہیں اور جا بجا مندروں میں لیلا کی جاتی ہے۔

بلدیو پورنماشی

آخر اگھن میں ایک بہت دلچسپ تیوہار ہوتا ہے جس کا نام بلدیو پورنماشی ہے۔ اس روز ہندو گنگا اشنان کرتے ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ بلدیو جی سری کرشن مہاراج کے بڑے بھائی ہیں اور اُنکے ایک ہاتھ میں ہل ہے اور دوسرے میں موسل یہ دونوں کاشتکاری کے خاص اوزار ہیں جو سال میں چھ چھ مہینے کام دیتے ہیں اور موسل سے ہر زمانہ میں دشمن کا مقابلہ بھی ہو سکتا ہے۔ اگھن کے بعد چھ ماہ تک ہل کا کام نہیں رہتا اور موسل خاص کر اناج کی صفائی میں نہایت کارآمد ثابت ہوتا ہے اور جیٹھ تک متواتر کام میں لایا جاتا ہے چونکہ اگھن میں ربیع کی کھیتی سبز ہو جاتی ہے۔ اور ہل جیٹھ کے زمانہ کی طرح دوبارہ ہل چلانے کی مطلق ضرورت نہیں رہتی اسلئے اس تاریخ کو لوگ ہل کے کام سے نہایت خوشی کے ساتھ فارغ ہو کر گنگا نہاتے ہیں اور موسل سے فائدہ اٹھانا شروع کرتے ہیں۔ ہل چھ مہینے کے لئے اٹھا کر رکھ دیا جاتا ہے۔

اس روز مشہور عابد دتاتریہ جی پیدا ہوئے تھے اور سری رامچندر جی

کی فوج راون سے لڑنے کے واسطے سمندر کے کنارے پہنچی تھی۔

شنکرانت مکر مشغولیت کے دو مہینے ختم ہو جانے پر عموماً ماگھ میں مکر کی شنکرانت ہوتی ہے اس روز آفتاب خط جدی پر پہنچتا ہے اور پھر ہندوستان کی جانب واپس ہوتا ہے۔

چونکہ اس کے چلے جانے سے ہم پر بیسیوں مصیبت نازل ہوگئیں اور جان کے لالے پڑ گئے اسلئے اسکی واپسی خاص فرحت کا باعث ہے۔ چنانچہ یہ تیوہار مناکر ہم ظاہر کرتے ہیں کہ اصلی آرام کا زمانہ شروع ہونے والا ہے۔ لیکن ابھی آفتاب بہت دور ہے اسلئے کوئی خاص خوشی نہیں کی جاتی صرف دعا اور خیرات ہوتی ہے۔ ممالک متحدہ میں شریف کی پیداوار یعنی چاول اور دال کی کھچڑی تل کے لڈو کے ساتھ خیرات کی جاتی ہے۔ یہ دونوں موسم سرما میں نہایت مفید اور قوت بخش ہیں اور کھچڑی کو فقیر سے بادشاہ تک سب آدمی حسب حیثیت پکوا کر استعمال کرتے ہیں[1] کھچڑی کے ساتھ ہی اسکا لوازمہ یعنی گھی اور نمک خیرات کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس روز آفتاب کا دورہ خط سرطان کیجانب دوبارہ شروع ہوتا ہے اسلئے اس دن بھی مصیبت کے زمانہ سے فراغت حاصل کرکے لوگ گنگا نہاتے ہیں اور فرحت اور اطمینان کے زمانہ کی سری گنیش آے نمہ یا بسم اللہ کرتے ہیں۔

---

[1] جب ہمایوں ہندوستان سے بھاگ کر ایران پہنچا تو اسنے ایک روز شاہ ایران کو ہندوستانی کھانا کھلایا۔ بادشاہ کو کھچڑی بہت پسند آئی اور اسکو کبھی بارشاہی مطبخ میں تیار کرایا۔

ہندوؤں کا بڑا دن

سنکرانت ہندوؤں کا بڑا دن ہے جو عموماً ۱۳ یا ۱۴ جنوری کو ہوتا ہے۔ بڑے دن کی تاریخ یورپ اور ہندوستان کی قوموں میں ۹ دن سے ۲۰ دن تک فاصلہ سے ہوتی ہے جن قوموں میں کاشتکاری کا رواج ہے اُن میں بڑا دن کسی نہ کسی شکل میں ضرور منایا جاتا ہے گو اُسکی تاریخ اور نام میں فرق ہے یعنی بعض قومیں اُس روز مناتی ہیں جب دن از سر نو بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ اور بعض اُس روز جب دن بڑھتے بڑھتے رات سے بھی بڑا ہونے لگتا ہے۔ ہندوؤں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ دونوں موقع پر بڑا دن مناتے ہیں یعنی سنکرانت کے روز یوروپین قوموں کی طرح اسوقت جب دن بڑھنا شروع ہوتا ہے اور چیت میں ایرانیوں کی طرح اس روز جب وہ رات کے مقابلہ میں بڑا ہونے لگتا ہے۔

یورپ میں بڑے دن کا نام کرسمس ہے اور ایرانیوں میں نوروز لیکن ہندوؤں میں اسکے دو نام ہیں یعنی کرسمس کے بجائے سنکرانت اور نوروز کے بجائے سموت سر (سمت سر) ایران میں مسلمان بادشاہ نوروز کا جشن ہمیشہ بہت شان سے کرتے رہے ہیں اور ہندوستان میں بھی شاہان مغلیہ کے زمانہ میں اسکی بہت دھوم ہوتی تھی۔ آئین اکبری میں نوروز کا کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اور جہانگیر بادشاہ نے توزک جہانگیری میں اپنے زمانہ سلطنت کے ۲۲ جشن نوروز کا حال لکھا ہے۔ آجکل بھی ہندوستان کی بعض اسلامی ریاست مثلاً حیدرآباد دکن

وغیرہ جشن نوروز کا اہتمام ہر تیوہار سے زیادہ کرتی ہیں۔ اور وہاں نہایت شان سے جلوس نکلتا ہے۔ کرسمس موسم بہار کی آمد کی تیاری کا زمانہ ہے اور نوروز عین بہار کا۔

شنکرانت کے برت کی ابتدا سری کرشن مہاراج کے زمانہ سے ہوئی ہے۔ جسودا جی نے اُن کی پیدائش کے واسطے یہ برت کیا تھا۔ کروہی اور چترکوٹ میں مکر شنکرانت کا میلہ چار دن ہوتا ہے۔

لوہڑی اس زمانہ میں پنجاب میں لوہڑی نامی بہت دلچسپ تیوہار ہوتا ہے اس رات کو آگ جلا کر جوار یا باجرے کے بھنے پھول اور ریوڑیاں ڈال کر پوجن کیا جاتا ہے۔ اور اُن کا خود بھی استعمال کیا جاتا ہے گویا کہ سردی کے بڑھتے موسم میں گرم اناج کے استعمال کی ابتدا کیجاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں جب ہندوستان جنگلوں سے بھرا تھا لکڑیوں کو جمع کر کے جلانے کی رسم تھی تاکہ کوڑا کرکٹ دور ہو اور کھیت صاف رہیں اور اسکے ساتھ ہی گرمی پیدا ہو کر فصل کی نشو و نما میں مدد ملے۔ غرضیکہ یہ تیوہار ہولی کی دوسری شکل ہے اور پنجاب میں اس طرح دو دفعہ ہولی منائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب میں سردی زیادہ پڑتی ہے اور اگر اُس سے پودوں کی متواتر حفاظت نہ کی جاوے تو فصل تباہ ہو جاویں۔ اس تیوہار کا اصلی نام لوہاڑی تھا۔ لو بمعنی روشنی اور ہاڑی بمعنی فصل ربیع ہے۔ گویا کہ یہ تیوہار فصل ربیع کو روشنی اور زندگی پہنچانے کے واسطے منایا جاتا ہے۔ چونکہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں اسقدر سخت سردی نہیں پڑتی اسلئے وہاں اس تیوہار کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

یہ تیوہار پوس کے خاتمہ اور ماگھ کی ابتدائی شب کو جب سردی شباب پر ہوتی ہے منایا جاتا ہے اور لڑکیاں لکڑی جمع کرنے کے راگ گاتی ہیں۔ لوہڑی تیوہار منانے کا طریقہ سری کرشن مہاراج نے خود یدھشٹر کو بتایا تھا[۱]۔

ماگھ بدی پڑوا کو انگد نے راون کے دربار میں قدم جماکر چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی میرا قدم ہٹا دے تو میں سیتا جی کو ہار جاؤں گا اور سری رامچندر جی بغیر جنگ کئے واپس چلے جائیں گے۔ تمام راکشسوں نے بہت زور لگایا مگر کوئی قدم نہ ہلا سکا۔

سکٹ چوتھ

چونکہ سنکرانت شمسی تیوہار ہے اسلئے دیوشینی ایکادشی کی طرح اس کے کچھ دن پہلے یا اگر سال میں لوند کا مہینہ ہوا تو کچھ روز بعد مگر اسی زمانہ میں ایک تیوہار سکٹ چوتھ کا ہوتا ہے۔ اسکو

---

[۱] لیکن بابو شیو برت لال ورمن مصنف سنت مال نے صفحہ ۵۵ پر کبیر صاحب کی چیلی مائی لوئی کا ذکر حسب ذیل کیا ہے:

"لوئی بہت حسین تھی اور اسکو حسن سیرت کا کمال بھی مالک نے عطا کیا تھا۔ یہ بھی کپڑے بنا کرتی تھی اور جو قیمت آتی گھر کے کھانے پینے کے سوا سادھوؤں کی خدمت میں صرف ہوتی تھی۔ یہ رات دن کام میں لگی رہتی اور جو کپڑے فروخت ہوتے یا سادھوؤں میں تقسیم ہونے سے بچ رہتے سردی کے دنوں میں بڑی فیاضی سے بانٹے جاتے تھے۔ لوئی کا نام بہت مشہور ہوگیا اور چونکہ مکر کی سنکرانت سے ایک دن پہلے وہ غریب لڑکیوں کو بکثرت کپڑے وغیرہ دیتی تھی وہ دن اُس کے نام سے لوئی کا تیوہار کہلانے لگا۔ پنجاب میں یہ رسم ابتک جاری ہے اور لوہڑی کا دن کہلاتا ہے اور پنجابی سکھوں میں اب بھی کسی حد تک۔ اُس دن لوئی مائی کے تذکرے سُنانے کا رواج ہے۔

بعض لوگ سنکٹ چوتھ اور بعض گنیش چوتھ کہتے ہیں اس روز تل اور گڑ خیرات کیا جاتا ہے جو سردی میں بہت مفید غذا ہے۔ اسی زمانہ میں فصل میں کلیاں نکلنے کی سری گنیش آئے نمہ یعنی ابتدا ہو کر سنکٹ یعنی فکر و پریشانی کم ہو جاتی ہے۔

ہمایوں اور راجہ جدھشٹر

سنکٹ چوتھ کے برت کی ابتدا ناگ کنیاؤں سے ہوئی تھی اس کا ذکر وید ویاس جی نے راجہ جدھشٹر سے اُن کی جلا وطنی کے زمانہ میں کیا۔ تاریخ ہند میں راجہ جدھشٹر اور اُسکے بعد ہمایوں بادشاہ کی جلاوطنی کا تذکرہ ہے لیکن فرق یہ ہے کہ ہمایوں کو چودہ سال ہندوستان سے باہر رہنا پڑا اور جدھشٹر کو صرف بارہ سال اور وہ بھی پوشیدہ طور پر ہندوستان ہی کے جنگلوں میں۔ ہمایوں کے تین حقیقی بھائی بھی دشمن ہو گئے لیکن جدھشٹر کے چار حقیقی بھائی جلاوطنی میں شریک اور ہمراہ تھے۔ بی بی دونوں بادشاہوں کے ساتھ تھی لیکن جدھشٹر کی جلاوطنی ہمایوں سے بہت زیادہ سخت تھی کیونکہ ہمایوں شاہ ایران کا مہمان رہا اور اُس کے ہمراہ تھوڑی فوج تھی مگر جدھشٹر کے ہمراہ نہیں۔ اسکے علاوہ جدھشٹر کا دشمن چچا زاد بھائی یعنی درجودھن ہندوستان میں موجود تھا اور ہر طرح ایذا پہنچاتا تھا۔ اسکے ساتھ ہی جلاوطنی کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جدھشٹر وغیرہ کو آخر میں ایک سال تک اسقدر پوشیدہ زندگی بسر کرنا ضروری تھا کہ کسی غیر کو ان کا پتہ نہ معلوم ہو ورنہ بارہ سال دوبارہ جلاوطن ہو کر رہنا پڑے گا۔ اس تکلیف سے نجات

دلانے کے واسطے ویدویاس جی نے جدھشٹر کو یہ برت بتایا۔

چونکہ گنیش جی تمام سنکٹ یا تکالیف دور کرنے والے خیال کیے جاتے ہیں اسلیئے اس گنیش چوتھ کو سنکٹ چوتھ یا سکٹ چوتھ کہتے ہیں۔

کُرتیج یا کُرچوتھ

اس کے دس پندرہ روز بعد عورتیں ایک چھوٹا سا تیوہار مناتی ہیں جس کو کُرتیج یا کُرچوتھ کہتے ہیں۔ شنکرانت کے گنگا اشنان کے بعد ہریالی تیج یا کرواچوتھ کی طرح یہ عورتوں کا پہلا تیوہار ہے اس روز بھی وہ سہاگ والی دیوی یعنی گوری یا پاربتی جی کی پرستش کر کے اپنے خاوندوں کی زندگی اور آسایش کی دعا کرتی ہیں اور خاندان کی بزرگ عورتوں کے واسطے لذیذ میٹھا کھانا بنا کر پیش کرتی ہیں۔ بعض قوموں میں اس روز چیونٹیوں کو چگا بھی ڈالا جاتا ہے۔

بسنت پنچمی

اب فصل کے بارآور ہونیکا اطمینان ہو چلا اور کچھ عرصہ میں کلیاں کھل کر تمام کھیت کی سبزی زردی میں تبدیل ہونے لگی۔ اس لئے کاشتکار کے دل میں قدرتی اُمنگ اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔ وہ ماگھ کے آخر ہفتہ میں بسنت پنچمی کے روز زرد پھولوں کو خوش خوش گھر لاکر بی بی بچوں کو دکھاتا ہے اور پھر سب مل کر بسنت کا تیوہار مناتے ہیں۔ اور زرد پھول اپنے اپنے کانوں میں بطور زیور لگا کر خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اسے پرماتما ہماری محنت کا پھل عطا کر اور پھولے ہوئے درختوں میں پھل پیدا کر۔

بسنت پنچمی کو وشنو بھگوان کا پوجن ہوتا ہے اور بعض اقوام آم کا بور

بھی پوجتی ہیں۔ اس روز مالی امرا کے روبرو بور کی ڈالی پیش کرتے ہیں
اور وہ تھوڑا سا بور لیکر ہاتھ میں مل لیتے ہیں اور تھوڑا کھا لیتے ہیں۔ عام
خیال یہ ہے کہ اس سے انسان بچھو اور دوسرے حشرات الارض کے زہر سے
نہ صرف خود محفوظ رہتا ہے بلکہ زخم پر تھوڑی دیر ہاتھ پھیرنے سے دوسروں کو
بھی بچا سکتا ہے۔

بسنت پنچمی کی تاریخی دلچسپی یہ ہے کہ اس روز راون نے اپنے
بھائی کمبھ کرن کو سری رامچندر جی سے جنگ کے واسطے جگایا تھا اور
اس نے چار دن تک خوب گوشت اور شراب کھا پی کر لطف اٹھایا۔
اس کے بعد چار دن تک جنگ کرکے چیتر دسمی کو قتل ہوا۔ بسنت کے
روز مہادیو جی نے بھی نفس امارہ کے دیوتا کامدیو کو ہلاک کیا تھا۔

میں نے روپ چودس کے ضمن میں صلیب کی مختلف شکلوں کا ذکر
کیا ہے ان کے علاوہ ہندو عورتیں سال کے مختلف موقعوں پر خصوصاً بہار
کی ابتدا میں چند شکلیں مثلاً۔
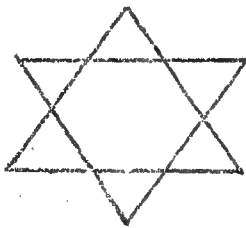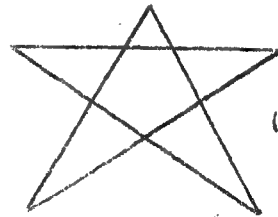
دروازہ اور دیواروں پر بناتی ہیں۔ پہلی شکل پانچ برابر اضلاع کا
مجموعہ ہے اور دوسری چھ کا۔ پہلی شکل فیثا غورث کے زمانے میں بلکہ اس کے

بہت بعد تک یونان میں روحانی اور دنیاوی کمال کی علامت سمجھی جاتی تھی اور سولھویں صدی میں اس کو تندرستی اور حفاظت کا نشان خیال کیا جاتا تھا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ریاست اوکلاہوما (Okla-homa) کی سرکاری مہر میں اور پرتگال کے تمغہ ٹاور اینڈ سوڑو Tower & Sword میں بھی شکل ہے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دو بڑے فوجی تمغے بھی قریب قریب اسی شکل کے ہیں۔

دوسری شکل دو مثلث تساوی الاضلاع کا مجموعہ ہے۔ یہ بھی ڈھائی ہزار سال پیشتر یعنی فیثاغورس کے زمانہ میں یونان میں مقبول تھی چین کے ایک مشہور مصنف وَن وانگ نامی نے اس سے چھ سو سال پیشتر ایک مشہور رسالہ بنام یہ کنگ (یعنی تبدیلیوں کی کتاب) لکھا تھا جس میں متوازی خطوط کی شکلوں پر عالمانہ بحث کی تھی ان میں ایک شکل یہ بھی ہے۔ وَن وانگ کے چھ یا سات سو برس بعد چین کے نامی بزرگ کنفیوشس نے اس کتاب کی تفسیر لکھی۔ قدیم عیسائیوں میں بھی شکل خدائے تعالےٰ کے چہرے پر بطور حلقہ نورانی مانی جاتی تھی۔ (دیکھئے ماڈرن انسائیکلوپیڈیا بلفظ نمبس)

عورتیں ہاتھ کے پنجے کی شکل بھی دیواروں پر سرخ رنگ سے بناتی ہیں۔ یہ حفاظت اطمینان اور بے خوفی کا نشان ہے۔ اب بھی دعا دیتے وقت مرشد اپنے مریدوں کے سر پر ہاتھ کا پنجہ رکھتے ہیں اور گوتم بدھ کی ہزار یا دو ہزار سال پرانی مورتیوں میں داہیں ہاتھ کا پنجہ اٹھا ہوا

اور ہتھیلی کی جانب کھلا ہوا ملتا ہے۔ یہ ابھے مدرا یعنی بے خوفی اور اطمینان دلانے والی صورت ہے یعنی اس شکل میں گوتم بدھ دینی اور دنیاوی تکالیف سے نجات اور بے خوفی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلامی زمانہ میں ہاتھ کا پنجہ دستخط کا کام دیتا تھا اور لفظ دستخط کے معنی بھی ہاتھ کا نشان ہیں۔ شاہی فرمانوں پر پورے پنجے کی مہر سرخ رنگ سے کی جاتی تھی جو فرمان کے اصلی ہونے کی دلیل تھی۔

ناظرین کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا کہ میں نے قریب چھبیس سال کے عرصہ میں اِن میں سے ایک شکل کو کئی مریضوں پر آزمایا ہے۔ ہر بار کم و بیش ایک گھنٹہ میں بچھو کے زہر کا اثر بالکل جاتا رہا۔

جانکی جنم ابھی فصل کی تیاری میں ایک ماہ کا عرصہ باقی ہے اور پھاگن کی برشا بعض اوقات اوگن ہو جاتی ہے یعنی اس مہینہ میں اولے پڑ کر پکی کھیتی کو تباہ کر دیتے ہیں۔ عین اسی پریشانی کے زمانہ میں جانکی جی کا جنم ہوا ہے جو نہایت اطمینان کا باعث ہے اور ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ تکلیف اور مصیبت کے وقت ہمیشہ خدا کی طرف سے مدد ہو کر ہم کو شانتی ملتی ہے۔ جانکی جی کا جنم قحط کے زمانہ میں ہوا تھا اور اُس وقت راجہ جنک کو خود ہل چلانا پڑا تھا۔ چنانچہ ان کی پیدائش نے صرف قحط ہی کو دور نہیں کیا بلکہ راون کی ہلاکت کا باعث ہو کر تمام مخلوق کو عذاب سے نجات بخشی۔ لہذا یہ "جانکی جنم اوتسو" گھبرائے ہوئے کاشتکار کے واسطے تسکین اور شانتی کا خاص باعث ہے

بعض مقامات پر جانکی جنم عین راحت کے زمانہ یعنی بیساکھ میں منایا جاتا ہے۔
رادھا اشٹمی عین مصیبت کے زمانہ یعنی بھادوں میں منائی گئی تھی۔

مہا شیو راتری

اب کھیتوں میں اناج کی ابتدا ہوتی ہے اور کاشتکار کو اطمینان ہونے لگتا ہے کہ اس کی محنت کا نتیجہ جلد پیدا ہونے والا ہے اور وہ دولت مند بنا جاتا ہے۔ اگر کافی انتظام اور راج نیت (سیاست مدن) قائم رہے تو دولت راحت کا خاص ذریعہ ہے ورنہ یہی مصیبت کا اصلی باعث ہو جاتی ہے۔ بدانتظامی کی حالت میں دولت ہی نے محمود غزنوی، تیمور لنگ، نادر شاہ وغیرہ کو کئی بار ہندوستان میں لاکر اسے تباہ کرا دیا لیکن انتظام کی صورت میں اسی دولت نے یورپین طاقتوں کو تمام دنیا کا مالک بنا دیا ہے۔ اسی لئے ہندو پھاگن میں دولت مند ہونے سے پہلے مہا شیو راتری کا تیوہار مناتے ہیں۔

شیو جی کی دلچسپ مورتی

شیو جی راج نیت کی اصلی مورتی ہیں اور ان کی تصویر نہایت دلچسپ اور قابل غور ہے یہ برہما جی کے بیٹے زمانہ مستقبل کے مظہر سائنٹفک صورت ہیں ان کے جسم پر بھبھوت رمی ہے۔ سانپ لپٹے ہوئے ہیں۔ گلے میں زہر بھرا رہنے سے اس کا رنگ نیلا ہو گیا ہے۔ ماتھے پر چندرماں ہے جو امرت یعنی آب حیات برسا رہا ہے۔ سر پر جٹا جوٹ ہے جس سے گنگا جی بہہ رہی ہیں سامنے دھونی کی آگ جل رہی ہے۔ ان کی لازوال سہاگ والی بیوی یعنی پاربتی جی اس قدر قریب گود میں بیٹھی ہوئی ہیں کہ شو جی کی اردھانگنی یعنی

جسم کا نصف حصہ بن گئی ہیں۔ لیکن شیوجی مہاراج خود پرماتما کے دھیان میں ایسے مگن ہیں کہ گویا دنیا و مافیہا کی خبر نہیں۔ ان کے دو بچے بھی موجود ہیں۔ ایک گنیش جی۔ جن کا سر ہاتھی کا ہے۔ اور دوسرے کھٹ مکھ جی جن کے چھ[1] منھ ہیں۔ ان چاروں دیوتاؤں کی سواریاں سامنے موجود ہیں۔ شیوجی کا بیل ہے۔ پاربتی جی کا شیر۔ گنیش جی کا چوہا اور کھٹ مکھ جی کا مور۔ شیوجی کے ہمراہ بھوت اور مسان ہیں جو ہر دم حاضر رہتے ہیں۔ اس تصویر میں ایک قسم کا اجتماع ضدین نہایت خوبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ایک چیز دوسرے کو تباہ کرنے والی موجود ہے۔ چوہے کو سانپ کھا جاتا ہے سانپ کو مور۔ بیل کو شیر۔ بچوں کو پرانے خیالات کے بموجب بھوت پلید مار ڈالتے ہیں۔ لیکن بھبھوت لگتے ہی بھاگ جاتے ہیں۔ عورت کا قرب ہونے سے خواہش نفسانی زور کرتی ہے اور دھیان نہیں جم سکتا۔ اور اگر خواہش کو مار ڈالا اور بھجن یا دھیان میں طبیعت لگ گئی تو اولاد پیدا نہیں ہو سکتی۔ پھر پانی سے آگ بجھ جاتی ہے۔ امرت یعنی آب حیات سے زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ لیکن راج نیت اور انتظام کی خوبی دیکھیے کہ کیا مجال ہے کہ ان میں کوئی کسی کو نقصان پہنچا سکے یا ذرا بھی انتظام میں خلل ڈال سکے۔ باوجود

---

[1] ہندوؤں نے تمام علوم و فنون کو چھ حصوں میں تقسیم کر کے چھ شاستر بنا دئے ہیں۔ کھٹ مکھ جی کے چھ سر چھ شاستر یعنی دنیا کے تمام علوم و فنون سے واقفیت کا اظہار کرتے ہیں اور گنیش جی کا ایک سر جو بہت بڑا اور ہاتھی کی شکل ہے کسی ایک شاستر یا علم و فن میں نہایت زبردست قابلیت بے مثل علم و فضل اور کمال کا ثبوت ہے۔ ہندو تمام علوم کو تھوڑا تھوڑا جاننے کے بجائے کسی ایک علم یا فن کا پورا ماہر ہونا زیادہ مفید سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہر شخص علیحدہ علیحدہ کسی ایک علم یا فن پر عبور حاصل کر کے ملک اور قوم کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں گنیش جی کی پوجا ہوتی ہے اور ہر مہینہ گنیش چوتھ منائی جاتی ہے۔

اس زبردست انتظام کے شیوجی مہاراج کون ہیں؟ بھولے بھالے۔ یعنی اس قدر سیدھے کہ اُن کی طرف سے زیادتی یا ظلم کا شُبہہ بھی نہیں ہو سکتا ایک ہندی شاعر دیبی داس نے شیوجی کے انتظام کی خوبی کو ایک دلچسپ کبت میں اس طرح جمع کر دیا ہے۔ موسے پے سانپ راکھیں سانپ پے مور راکھیں بیل پے سنگھ راکھیں تاکو کا بھیت ہیں ٭ پوت کو بھوت راکھیں۔ بھوت کو بھبھوت راکھیں کھٹ مکھ پے گج مکھ راکھیں یہ بڑی ریت ہیں۔ کام پے بام راکھیں آگ پے پانی راکھیں۔ بش پے امرت راکھیں سو ہی جگ جیت ہیں۔ دیبی داس دیکھو گیانی شنکر کی ساودھانی سبے بات راکھیں پر راکھیں راج نیت ہیں۔

سینکڑوں سانپوں کی موجودگی جو نہایت تکلیف کی علامت ہیں اجتماع ضدین کا علیحدہ ثبوت ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ یہ شیوجی کے جسم پر لپٹے ہوئے ہیں لیکن اُن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے اور شیوجی دھیان میں مگن اور بہت خوش ہیں۔ اسکے علاوہ اُن کا لباس باگھمبر یعنی شیر کی کھال کا ہے اور شیر اُنکی بی بی کی سواری ہے جس کی وہ حفاظت کرتے ہیں گویا شیوجی میں حفاظت اور تباہی دونوں قسم کی خوبیاں ہیں[1]۔

شیو راتری کا پوجن اور دُعا چنانچہ مہا شیو راتری کو ہندو شیوجی کا برت اور پوجن کرتے ہیں اور پرماتما سے دعا کرتے ہیں کہ دولت مندی ہماری فارغ البالی کا باعث ہو نہ کہ مصیبت

---

[1] ایک مصنف کا قول ہے کہ شیوجی کے جسم پر سانپوں کے حلقے زمانہ کے ہزارہا سال کے دائروں کا اظہار کرتے ہیں (Ancient Indian Fasts and Feasts P.96.)

کا۔ اور دولت مند ہوکر ہم نفسانی خواہشوں کے قابو میں نہ آجائیں بلکہ دوسروں کی بھلائی اور ایک دوسرے سے محبت اور نیکی کی توفیق حاصل کریں۔

کہتے ہیں کہ شیوراتری کے روز شیوجی کی شادی پاربتی جی سے ہوئی تھی (گائیڈ ٹو محمڈن اینڈ ہنڈو فیسٹیولز) اس تیوہار کی جغرافیائی دلچسپی یہ ہے کہ اس روز یا اس کے دوسرے روز موسم اکثر سرد ہوجاتا ہے خواہ اس سے بیشتر گرمی شروع ہوگئی ہو۔

سبکتگین اور شیوراتری کی ابتدا

شیوراتری کی ابتدا ایک نہایت دلچسپ روایت سے ہوئی ہے جو سبکتگین کے قصہ سے بہت مشابہ ہے۔ سبکتگین ایک غلام تھا ایک بار شکار کے وقت اس کو جنگل میں ایک ہرنی اپنے بچے کے ساتھ چرتی ہوئی ملی سبکتگین نے گھوڑا دوڑایا ہرنی بھاگ گئی مگر بچہ نہ بھاگ سکا۔ اس نے بچے کو پکڑ لیا اور گھوڑے پر رکھکر شہر کی طرف چلا۔ اس پر ہرنی اپنی جان کا خیال نہ کرکے سبکتگین کے پیچھے چلی گویا کہ زبان حال سے کہتی تھی کہ میرے بچے کو خدا کے واسطے چھوڑ دے تیرا بھلا ہوگا۔ سبکتگین کو ہرنی کی حالت پر رحم آیا اور بچے کو چھوڑ دیا۔ ہرنی بچے کو لے کر خوش خوش جنگل کی طرف چلی گئی اور سبکتگین خالی ہاتھ واپس آیا۔ شب کو خواب میں اسے پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے سبکتگین تو نے ایک بیگناہ پر رحم کیا اس نیکی کے عوض تجھ کو بادشاہی عطا کی جاتی ہے چنانچہ اسکے بعد سبکتگین بادشاہ ہوا اور عرصے تک سلطنت کی۔

شیوراتری کی ابتدا کی روایت بھی اسی طور پر ہے۔ ایک بھیل مقروض تھا قرض خواہوں نے اسکو ایک مندر میں پکڑ لیا اور شام تک نہ جانے دیا۔ بھیل بھوکا پیاسا مندر میں بیٹھا ہوا لوگوں کو شیو شیو کہتے سنتا رہا۔ شام کو قرضخواہوں نے چھوڑا۔ یہ بھوکا پیاسا تو تھا ہی تیر و کمان لے کر سیدھا شکار کی تلاش میں جنگل کو چل دیا۔ اور کسی تالاب کے پاس جھاڑی میں ایک بیل کے درخت پر چھپ گیا اور بہ آرام بیٹھنے کی غرض سے شاخ کے کچھ پتے توڑ کر نیچے گرا دیئے تاکہ جو جانور تالاب پر پانی پینے آویں وہ کھڑکھڑاہٹ سے چونک کر بھاگ نہ جاویں اور تالاب صاف نظر آنے لگے۔ اتفاقیہ درخت کے نیچے شیوجی کی مورتی (لنگ) رکھی ہوئی تھی اس پر بیل کے پتے گرے۔ مندر میں بھوکے پیاسے رہنے سے اس کا زبردستی برت ہوگیا جس کا روحانی اثر قلب پر ہوا اب شیوجی پر اتفاقیہ بیل پتر چڑھانے سے اس کی مزید صفائی ہوگئی۔ ایک پہر رات گزرنے پر ایک حاملہ ہرنی پانی پینے کے واسطے تالاب پر آئی بھیل نے اس پر تیر چلانا چاہا ہرنی منھ اٹھاکر دیکھنے لگی گویا زبان حال سے کہتی تھی کہ میں حاملہ ہوں مجھ پر رحم کر بھیل کو رحم آیا اور تیر نہیں چلایا۔ ہرنی کے چلے جانیکے بعد بھیل درخت پر بیٹھا ہوا پتے نوچ نوچ کر گراتا اور مندر کے لوگوں کی طرح شیو شیو کہتا رہا۔ وہ پتے شیوجی کی مورتی پر پڑتے اور اس کے قلب کی صفائی ہوتی تھی۔ ایک پہر بعد دوسری ہرنی مع دو تین بچوں کے آئی بھیل نے ان پر تیر چلانا چاہا۔ وہ بھی منھ اٹھاکر دیکھنے لگی گویا کہ

کہتی تھی کہ ہم پر اسوقت رحم کرو ہم سب پھر حاضر ہوں گے بھیل نے ان پر بھی رحم کر کے تیر نہ چلایا اور وہ چلے گئے اور بھیل اسی طرح پتے نوچ نوچ کر گراتا اور شیو شیو کہتا رہا تیسرے پہر کے خاتمہ پر ایک ہرن آیا اور وہ بھی اسی طرح بچکر چلا گیا۔ یہ بے چارہ تمام رات بھوکا پیاسا شیو شیو کہتا اور پتے نیچے گراتا رہا جس سے اسکے قلب کی بخوبی صفائی ہو گئی۔ تین چار روز بعد وہی تمام ہرن ہرنیاں اور بچے اسکے سامنے پھر آئے۔ گویا کہ مرنے کو تیار تھے۔ مگر صفائی قلب کے باعث بھیل نے ان کا شکار نہیں کیا اور اپنی پچھلی زندگی پر تاسف کرنے لگا۔ چونکہ ہر بار موقع ملنے پر بھی اس نے گناہ سے پرہیز کیا اور جانوروں کی جان بچائی اسلئے اسے روحانی بادشاہت عطا کی گئی۔ یہی بھیل دوبارہ جنم ہونے پر مہاراجہ اکشواک کے خاندان میں پیدا ہوا۔ اس نے راجہ چتر بھانو کے نام سے سلطنت کی اور پچھلے جنم کے حالات بتائے۔ اسی خاندان میں سری رامچندر مہاراج کا اوتار ہوا ہے۔

ایک مصنف کا خیال ہے کہ شیوراتری اور اننت چودس میں بہت مشابہت ہے۔ دونوں تیوہاروں کا ذکر مہابھارت کے شانت پرب میں ہے۔ دونوں چودس کو ہوتے ہیں۔ ایک اجیالے پاکھ میں دوسرا اندھیرے پاکھ میں۔ دونوں کی ابتدا مہاراجاؤں سے ہوئی اور انکے نام بھی یکساں تھے۔ ایک کا چتر انگد اور دوسرے کا چتر بھانو۔ دونوں تیوہاروں کا فاصلہ چھ ماہ کا ہے ایک برسات کے خاتمہ کے قریب (جب تکلیف کا

زمانہ تھا لیکن فصل خریف بارور ہو کر راحت کا باعث ہوتی تھی) اور دوسرا جاڑے کے خاتمہ کے قریب (جب راحت کا زمانہ تھا اور فصل ربیع بارور ہو رہی تھی) اننت چودس وشنو بھگوان کا تیوہار ہے اور شیو راتری شیو جی کا۔ اس لئے مصنف کا خیال ہے کہ دونوں تیوہار کا بانی ایک ہی شخص تھا[۵۱]

مہاراشٹر میں لوگوں کا خیال ہے کہ شیو راتری کے روز سے دن شِول یعنی تل کے برابر روزانہ بڑھنے لگتا ہے[۵۲]

رسالہ کلیان گورکھپور بابت جولائی ۱۹۳۴ء میں تحریر ہے کہ یہ برت ویدک ہے شیو پران۔ اسکند پران۔ لنگ پران اور اپنشان سنگھتا میں اس کا مفصل ذکر ہے۔ وشنو بھگوان نے شیو پوجن کر کے سدرشن چکر حاصل کیا۔ ست جگ میں ہرن کشیپ نے پرہلاد کو شیو پوجن کی ہدایت کی تھی۔ تریتا میں راون اور باناسر نے پوجا کی اور سری رامچندر مہاراج نے رامیشر میں شیو لنگ کی استھاپنا کی۔ دواپر میں دیاس جی نے شیو پران بنایا۔

پتوں کی برسات سخت مصیبت اور قدر عافیت

اب جتنا وقت گذرتا جاتا ہے کھیتوں میں اناج تیار ہونے لگتا ہے اور کسان کی خوشی سے باچھیں کھلی

---

[۵۱] اینشنٹ انڈین فاسٹس اینڈ فیسٹس صفحہ ۲۰ و ۲۱ Ancient Indian Fasts and Feasts. P. 20 + 21

[۵۲] آمنگ دی ہندوز۔

جاتی ہیں لیکن ابھی اس فصل کی سب سے زبردست مصیبت سے مقابلہ باقی ہے۔ پکتے ہوئے اناج کو اب زیادہ پانی کی ضرورت نہیں لیکن پھاگن میں مینھ برس کر فصل کو خراب کر دیتا ہے بلکہ اکثر اولے پڑ جاتے ہیں جس سے فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ مثل مشہور ہے "پھاگن کی برشا او گن" پرانے زمانہ میں جب ہندوستان گھنے جنگلوں سے گھرا ہوا تھا اور کھیتی کے واسطے صاف زمین کا ملنا مشکل تھا کھیتوں کے ہر چار طرف بلکہ ان کے درمیان بھی تناور درخت ہوتے تھے اس زمانہ میں مصیبت نہایت سخت تھی برسات متواتر ہوتی تھی اور یہ درخت فصل کے پودوں کی نشو و نما میں حائل تھے۔ خاص کر موسم خزاں میں ان کے پتے اور چھوٹی شاخیں ہر وقت گر کر پکتے ہوئے پودوں کو دبا دیتے تھے۔ کسان فصل کی حفاظت کی نہایت کوشش کرتا تھا شاخ اور پتے ہر دم گرتے اور کسان کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ان کو چنتا رہتا۔ ذرا آرام کیا اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر دیکھتا ہے کہ پتوں اور ٹہنیوں نے ہوا سے اڑ کر تمام پودوں کو ڈھک لیا ہے اسی دوڑ دھوپ اور پریشانی کے باعث وہ نہ آرام سو سکتا تھا نہ کھا پی سکتا تھا۔ ہر دم پتے اور شاخیں چننے کی فکر دامن گیر تھی۔ اور اگر مینھ پڑ گیا تو کھیت سے زائد پانی نکالنے کا راستہ تلاش کرنا پڑا۔ اور اگر اولے پڑ گئے تو نئی مصیبت کا سامنا تھا جس پر اس کا کچھ اختیار نہ تھا۔ غرضیکہ یہ دو تین ہفتے نہایت خوفناک اور ایک حد تک فصل کی ہلاکت کا یقینی باعث ہو جاتے تھے اور کسان اپنی زندگی سے بیزار تھا۔ بیچارہ

ان پتوں اور شاخوں کو چن چن کر کھیت کے کنارے مینڈ پر جمع کرتا رہتا اور پرماتما سے دعا مانگتا کہ فصل تباہ نہ ہو اور اسکی اتنے عرصے کی محنت کا نتیجہ کامیابی ہو۔ بالآخر ؎

اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

اسکی دعا قبول ہوتی ہے مینھ اور اولوں کا موسم نکل جاتا ہے۔ پتوں اور شاخوں کا متواتر گر کر اور ہوا سے اڑ کر کھیت میں پہنچنا بند ہو جاتا ہے اور فصل پکنے لگتی ہے مگر خشک پتوں اور شاخوں کے انبار کھیت کے چاروں طرف لگ جانے سے نیا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ چونکہ اب گرمی کا موسم آتا ہے اسلئے ضرورت نہیں کہ دیوالی کے زمانہ کی طرح لکڑی یا گوبر جمع رہنے دیا جائے۔ اسلئے اگر ان سوکھے پتے اور شاخوں کو کسان پڑا رہنے دے تو یہ نہ صرف کاشت میں حائل ہونگے بلکہ چار چھ مہینے بعد پھر برسات میں نباتات کے ساتھ سڑ کر سخت عفونت پیدا کریں گے اور عوام کی ہلاکت کا باعث ہوں گے۔ اس حالت کا اندازہ ترائی کے باشندے اب بھی کر سکتے ہیں۔ واضح ہو کہ تناور درختوں کی کثرت کے باعث کھیتوں کے چاروں طرف اسقدر چوڑی مینڈ ہوتی تھیں کہ مویشی اُن پر گھاس چر سکتے تھے کسان جھونپڑی بنا کر بال بچوں سمیت کھیت کی حفاظت کر سکتے تھے اور خزاں کے پتوں اور شاخوں کے انبار لگانے کی کافی گنجایش تھی۔

ہولکا اشٹک

اب اس انبار سے نجات پانے اور بدلتے موسم میں دوبارہ صفائی کی غرض سے دیوالی کے کرسمس کی طرح ہولکا اشٹک منایا جاتا ہے۔ یہ پھاگن کے آخر ہفتے میں ہوتا ہے لیکن اس کی ابتدائی تیاری ایک ہفتے پہلے پھُلیرا دوج سے شروع ہوجاتی ہے مکان کی دوبارہ صفائی ہوتی ہے اور قسم قسم کی تیاریاں ہونے لگتی ہیں۔ مگر آنے والے زمانہ کے لحاظ سے انتظام ایسا کیا جاتا ہے کہ نہ صرف تفریح میں مدد دے بلکہ بدلتے ہوئے موسم میں ہماری تندرستی بھی قائم رکھے سنسکرت میں ہولکا بھُنے ہوئے اناج کو کہتے ہیں۔

ہولی

چنانچہ ہولی کے دن ان خشک جمع شدہ شاخوں اور پتوں کو ہر کھیت کے قریب جلادیا جاتا تھا جس سے نہ صرف کھیتوں کی صفائی ہوجاتی بلکہ آگ کی گرمی ایک حد تک اناج کے پکنے میں مددگار تھی۔ اسوقت کسان پکتے اناج کی چند بالیاں لیکر اور اُس جلتی آگ میں بھُون کر اپنی محنت اور جانفشانی کا اندازہ کرتا تھا اور پھر تھوڑی تھوڑی تحفہ کے طور پر اپنے عزیز و احباب بزرگوں اور عزیزوں کے روبرو پیش کرتا تھا۔ تاکہ وہ اُسکے پچھلے مہینوں خاص کر جاڑے کے زمانہ کی محنت شاقہ کی داد دیں اور خوشی میں شریک ہوں۔ کامیابی کی خوشی میں بزرگوں کے بجز یہ قدم چومتا دوستوں سے گلے ملتا اور عزیزوں کو دعا دیتا۔

پُرانے زمانے میں دیہات اور قصبات کے اندر بھی درختوں کی کثرت تھی۔ چونکہ اس بدلتے موسم میں خشک پتے اور شاخوں کے گرنے سے یہاں بھی

بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے باشندے بستیوں میں بھی اُن کو جابجا جمع کرکے جلا دیتے تھے اور کسان بالیاں لاکر اور پتوں کی آگ میں بھون کر پیش کرتے اور بغلگیر ہوتے تھے اسکے بعد جو پتے اور شاخیں اُڑ کر کسانوں کے گھر میں آپڑی تھیں اُنکی مختصر ہولی گھر میں جلاکر اور بالیاں بھون کر شرکائے خاندان میں باہم تقسیم کرتے اور کامیابی پر خوشی مناتے تھے۔ اس طرح ہر کھیت اور بستی کے ہر محلے بلکہ ہر گھر میں ڈِس انفیکشن کا کام خود بخود ہوجاتا تھا۔ اس روز کیمپ فائر یعنی الاؤ کا استعمال جس کی ابتدا کاتک میں دیو اٹھان ایکادشی کو ہوئی تھی ختم ہوتا ہے اور متواتر انتظامی صلاح ومشورہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ چونکہ یہ عام خوشی کا نہایت ضروری دن ہے اس لئے اچھوت قوموں کو بھی اس میں شریک کیا جاتا ہے اور سب باہم بغلگیر ہوتے ہیں۔ راماین کا تاریخی واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں میگھ ناد لچھمن جی کے ہاتھ سے قتل ہوا اور راون نے خود آکر سری رامچندر جی سے جنگ شروع کی۔

رنگ عبیر گلال وغیرہ

چونکہ اس موسم میں پانی بھی بُرا نہیں معلوم ہوتا اسلئے ڈھاک کے پھول کا رنگ بناکر لوگ ایک دوسرے پر بخوشی ڈالتے ہیں۔ ڈھاک کا درخت جسمانی۔ دماغی اور روحانی تندرستی کے واسطے نہایت مفید ہے اسیوجہ سے اسکی پتّل استعمال ہوتی ہیں۔ اور فقرا اکثر پتّل ہی پر کھانا کھاتے ہیں خدا کی قدرت دیکھئے کہ یہ پھول اسی موسم میں پیدا ہوتا ہے جب اسکی نہایت

ضرورت ہے عبیر اور گلال کے اجزاء اور ڈھاک کے پھول موسمی امراض کیلئے عموماً اور چیچک کے لئے خصوصاً مفید ہیں اسکے واسطے ویدک کی کتابیں شہادت دے سکتی ہیں اور بہت ممکن ہے جدید حکمت بھی تحقیق ہونے پر انکی خوبی قبول کر لے۔ اسی طرح تبدیلی موسم کے زمانہ میں پکتے ہوئے اناج یعنی نئے چنے گیہوں اور جو کا استعمال نہ صرف خون کی صفائی میں مدد دیتا ہے بلکہ بہت سے امراض دور کرتا ہے۔ چنانچہ ہولی اور دیوالی پر اس کی پاپڑیاں پکوڑیاں اور بہت سی لذیذ چیزیں بنا کر کھائی جاتی ہیں۔ مگر بدقسمتی سے آج کل اس سادہ خوراک کے بجائے پرانے خشک گیہوں کی میدہ اور ایک سال پہلے کے پرانے چنے ان چیزوں کے بنانے میں استعمال کئے جاتے ہیں اور ایجاد بندہ کے طور پر قسم قسم کے میوہ جات کھٹائی اور مرچ وغیرہ شامل کئے جاتے ہیں تاکہ زبان کو چرپراہٹ کا لطف آوے خواہ تندرستی پر کیسا ہی خراب اثر ہو۔ اسی طرح پانی میں ڈھاک کے پھول کی بجائے مختلف قسم کے جدید رنگ ملاکر ڈالے جاتے ہیں یہ رنگ موسمی امراض روکنا درکنار ان کے پیدا ہونے میں بعض اوقات مدد دیتے ہیں اور تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خشک پتے اور ٹہنیوں کے بجائے درختوں کی بڑی شاخیں کاٹ کر ہولی جلائی جاتی ہے۔ گلال کے بجائے کیچڑ پھینکی جاتی ہے اور خدا کی حمد و ثنا کے بجائے لوگ گالیاں بکتے اور فحش راگ گاتے ہیں۔ اضلاع بندیل کھنڈ میں چیت مہینے کے چوتھے سوموار کو ڈھاک کے درخت کی پوجا ہوتی ہے اس تیوہار کو ٹیسو سوموتی

کہتے ہیں پھر اساڑھ کی اماوش کو ڈھاک کی جڑ کا ریشہ راکھی کی طرح کلائی پر باندھا جاتا ہے۔ آملہ اور ڈھاک کے استعمال سے انسان بہت عرصہ تک زندہ اور جوان رہتا ہے وید کی کتابیں اسکی شاہد ہیں۔

دُلہنڈی یا دُھول

ہولی کا دوسرا دن فصل وغیرہ کی کامیابی پر عام خوشی کا دن ہے۔ یہ روز رنگ اور گلال ڈالنے اور خدا کی حمد و ثنا کے راگ گانے کے واسطے مخصوص ہے لیکن جیسا کہ اوپر لکھا گیا اب مختلف بدعتیں ہونے لگی ہیں۔ اور یہ تیوہار نفرت انگیز شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مگر ہر قوم میں مختلف تہذیب اور خیالات کے لوگ ملتے ہیں خدا پرست اور ملحد۔ فاضل اور جاہل۔ مہذب اور بدتمیز پرہیزگار اور بدکار۔ نیک چلن اور بدمعاش۔ غرض کہ ہر قسم کے آدمی ہر جگہ موجود ہیں۔ چنانچہ ہر ہندو اپنی اپنی خوشی کے طریقہ کا اظہار کر کے اپنا اصلی طرز معاشرت اور طبیعت کی حالت ظاہر کر دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تہذیب کے کس درجے پر ہے۔ مہذب اور خدا پرست لوگ خدا کی حمد و ثنا میں مسرور ہو کر اور راگ گا کر یہ دن گذارتے ہیں اور جہلا کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ بیہودہ بکواس یا جوتا پیزار سے مسرّت حاصل کریں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب خوشی یا رنج کا جوش زیادہ بڑھ جاتا ہے تو انسان بے قابو ہو جاتا ہے۔ ایران میں ایام محرم میں ماتم کرتے وقت اس قدر جوش پیدا ہوتا ہے کہ بعض آدمی خود بخود مر جاتے ہیں اور بعض

خنجر سے اپنے سینہ کو لہولہان کر دیتے ہیں۔ حال میں ایک مسافر نے انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں نوروز یعنی یکم جنوری کی خوشی کا حسب ذیل تذکرہ لکھا ہے۔

"۳۱ دسمبر کی رات کو نو بجے کے قریب سے شہر کے امیر و غریب کہ و مہ خرد و کلاں ضعیف و جوان بچے اور بچیاں جوق در جوق ایڈنبرا کے مرکزی گرجا میں جو شہر کے وسطی حصہ میں واقع ہے اکٹھا ہونا شروع ہوتے ہیں۔ بعض کاغذ کی رنگین غیر معمولی ٹوپیاں سر پر رکھے ناچتے گاتے تماشائیوں کو خوش کرتے ہیں۔ بعض چیختے شور و غل مچاتے اور تمسخراً قہقہہ لگاتے۔ کوئی سیاہ چھرا لئے بھانڈ کی طرح نقلیں سناتا۔ کوئی وحشی قوموں کے لباس زیب تن کئے وحشیانہ طرز دکھاتا۔ بعض موٹروں اور گھوڑے گاڑیوں پر سوار ہو کر کئی اقسام کے سوانگ تماشے تبلاتے الغرض دکھن کے بعض شہروں کی طرح نو یا دسویں تاریخ کی تعزیہ داری اور سوانگ تماشے کی بعینہ نقل دکھلائی دیتی۔ مرکزی گرجا کے شاہراہ کے اردگرد کثیر اژدہام جمع ہوا کرتا ہے مگر ہر ایک کی نگاہ گرجا کی گھڑی پر لگی رہتی ہے کہ کب بارہ بجتے ہیں۔ اس روز گرجا بے حد مزین کیا جاتا ہے اور گھڑی کی سوئیاں بجلی کے ذریعہ روشن کی جاتی ہیں۔ گھڑی کی سوئیاں ایک دوسرے سے ملتے ہی بارہ کی گجر سنائی دیتی ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے احباب رفقا اور قرابت داروں سے بغلگیر ہوتا ہے مصافحہ کرتا ہے اور نوروز کی مبارکباد دیتا ہے۔ اکثر شراب کی بوتلیں جیب سے نکال کر خود بھی پیتے ہیں اور احباب کو بھی جبراً انھوں

ٹھونس کر پلاتے ہیں اس طرح اس روز شراب خوری کمال کی ہوتی ہے یہانتک کہ بوتلیں ایک دوسرے کے سر پر رسید ہونا شروع ہوتی ہیں بعض راستوں پر بے ہوش پڑے دکھائی دیتے ہیں۔ میں ایک گوشے میں کھڑا ہوا تماشہ دیکھنے میں منہمک تھا کہ کچھ دیر کے بعد خیال آیا کہ کسی کی بوتل اپنا رخ میرے سر کی طرف نہ کر دے اس خوف سے اپنا راستہ لیا اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اکثر شستہ اور مہذب اشخاص نکلکر اپنے اپنے احباب اور رفقا کے مکان پر جاکر مبارکباد دیتے ہیں۔ اُنکی مہمان نوازی چائے میوہ جات بسکٹ اور شراب سے بخوبی کی جاتی ہے (رہنمائے تعلیم لاہور اکتوبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۳۷ سفرنامہ منشی رشید احمد)

ناظرین خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے نوروز اور ایران اور ہندوستان کے محرم اور ہولی منانے کے طرز میں کس قدر مناسبت ہے۔ گذشتہ زمانہ میں رومن قوم کی دیوی انا پرینا (Anna Perenna) کے تیوہار کی رسمیات اسی زمانہ میں ہوتی تھیں۔ اور ہولی سے بہت ملتی تھیں۔

دوج

دولہنڈی کے دوسرے دن ہولی کی دوج ہوتی ہے اور دسہرہ اور دیوالی کی طرح اس روز بھی لوگ اپنے ہل۔ تلوار یا قلم دوات وغیرہ رکھکر خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ یہ اسی طرح ہمیشہ ہماری کامیابی اور فارغ البالی کا ذریعہ ثابت ہوں اور جس طرح دیوالی کی دوج پر ہر خاندان میں بہن نے اپنے بھائی کی پیشانی پر قشقہ کھینچ کرکے بہ سفر رفتنت مبارکباد کہا تھا اسی طرح ہولی کی دوج پر دوبارہ قشقہ لگاکرکے بسلامت روی و باز آئی۔ یا یوں کہیے کہ "بسلامت رفتی و باز آمدی" کی مبارکباد دیتی ہے۔

سیتلا ستمی

ہولی کے بعد دو تین ہفتے میں اناج پک جاتا ہے اور چونکہ اسوقت کاشتکار فصل میں مشغول ہے اسلئے کوئی خاص تیوہار نہیں منایا جاتا۔ صرف عورتیں چیچک دور کرنے والی دیوی یعنی سیتلا کا شروع چیت میں پوجن کرکے خدا سے دعا مانگتی ہیں کہ اُن کے بچے اس مرض سے ہلاک نہ ہوں کیونکہ یہ چیچک کا موسم ہے۔ بعض آدمی یہ تیوہار ساون کے مہینے میں ناگ پنچمی کے دو روز بعد اور بعض چیت سے ساون تک ہر ستمی کو ماہ بماہ مناتے ہیں۔ یہ امر ناظرین کی خاص دلچسپی کا باعث ہوگا کہ سیتلا دیوی کی سواری کا جانور گدھا ہے اور ہندوستانی طبیب گدھی کا دودھ اس مرض میں نہایت مفید بتاتے ہیں[1]۔

نودرگا یا نوراتر چیت

دس پندرہ دن بعد فصل کاٹنے کے قابل ہو جاتی ہے دن رات برابر ہونیکا زمانہ قریب آجاتا ہے اور اس کامیابی پر کنوار کی طرح نَو دن تک دوبارہ نودرگا کا برت کیا جاتا ہے جو تبدیلی موسم میں ہمارے جسم کی صفائی کا باعث ہے اس کے ساتھ ہی فصل کی کامیابی پر خوشی کے شادیانے اور ڈھول بجائے جاتے ہیں اور فتح کی دیوی کا نمونہ پیش نظر رکھکر دعا کی جاتی ہے کہ اے پرماتما ہم کو اسی طرح کامیابی اور آرام کا موقع دیجئے تاکہ ہم آپ کی حمد و ثنا کریں اور خلق اللہ کی خدمت۔

واضح ہو کہ فصل خریف نودرگا کنوار کے زمانہ میں پہلی بار تیار ہوتی ہے

---

[1] دیکھئے اینشینٹ انڈین فاسٹس اینڈ فیسٹس صفحہ ۱۷

اور تین ماہ یعنی کنوار کاتک اگھن تک اناج کی پیداوار آتی رہتی ہے۔ اسی طرح فصل ربیع نو درگا چیت کے زمانہ میں پہلی بار تیار ہوتی ہے اور تین مہینے یعنی چیت بیساکھ اور جیٹھ میں اناج آتا رہتا ہے اور کاشتکار دسہرہ جیٹھ کے روز فارغ ہوکر گنگا نہاتا ہے۔ اس نوراتر کو بسنتی پوجا بھی کہتے ہیں[۱]۔

گنگور تیج

ان ہی دنوں میں عورتیں کرواچوتھ کی طرح گنگور تیج کا برت کرتی ہیں اور لازوال سہاگ والی گورا پاربتی کا شکریہ کے ساتھ پوجن کر کے اپنے سہاگ اور خاندان کی خیریت اور خاوند کی زندگی کے واسطے دوبارہ دعا کرتی ہیں۔ اس برت کا حال شیوجی کے بڑے لڑکے سوامی کارتک جی نے جنکو کھٹ مکھ جی بھی کہتے ہیں اور جن کا ذکر شیوراتری کے ضمن میں کیا گیا برہمنوں کو بتایا تھا۔ اسکند پران میں تحریر ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو چھوڑ دیتا ہے یا دوسری عورت سے زنا کرتا ہے وہ اگلے جنم میں خود عورت ہوکر بیوہ ہوتا ہے۔ یہی سزا زانیہ عورت کو بھی ملتی ہے۔ لیکن یہ برت اُس عذاب سے بالآخر نجات دلاتا ہے۔ دوبارہ جنم یعنی تناسخ کی صحت کے متعلق ضمیمہ میں مفصل بحث کی جاویگی اُمید ہے کہ ناظرین بہت دلچسپی سے ملاحظہ فرماویں گے۔

رام نومی

اب کھیت کٹنے شروع ہو گئے اور چند روز میں اناج لوگوں کے گھروں میں پہنچ جاتا ہے۔ اس عین خوشی کے زمانہ

---

[۱] دیکھئے این شینٹ انڈین فاسٹس اینڈ فیسٹیولس صفحہ ۱۵۶

ہیں سری رامچندر جی مہاراج کے اوتار کا دن آتا ہے تاکہ وہ ایام راحت میں رہنما بن کر دولتمندی کے آفات سے ہماری اسی طرح حفاظت کریں جس طرح بھادوں میں عین مصیبت کے وقت رہنمائی کے واسطے سری کرشن مہاراج کا جنم ہوا تھا۔ سری رامچندر اور سری کرشن مہاراج کی زندگی کے متعلق ضمیمہ میں مفصل بحث کی جاوے گی۔

بیساکھ کا مہینہ بیساکھ کا مہینہ چونکہ عام مشغولیت کا زمانہ ہے اس لئے اس میں کوئی خاص بڑا تیوہار نہیں ہوتا لیکن اس وقت بھی ہندو اپنے عام اصول یعنی خدا کی یاد اور خیرات وغیرہ کو نہیں بھولتے اور دعا کرتے ہیں کہ دولت کا انجام بخیر ہو۔ اس لئے اس مہینہ میں زیادہ تر مندروں میں تیوہار منائے جاتے ہیں۔ شروع بیساکھ میں سری رامچندر جی بعد فتح لنکا بھبھیشن کو راج دیکر اجودھیا جی واپس آئے اور تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوئے۔

اس مہینہ میں تریتا جگ شروع ہوا ہے لیکن کتاب ہندو ریلیجن میں تحریر ہے کہ شمالی اور جنوبی ہند میں مختلف جگ کی تاریخوں میں خفیف اختلاف ہے ہمارا ایک شمسی سال دیوتاؤں کے ایک دن رات کی برابر ہوتا ہے۔ ہر جگ کی عمر اور ابتدا کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جگ	عمر بحساب سال شمسی	تاریخ ابتدا شمالی صوبجات میں	تاریخ ابتدا جنوبی صوبجات میں
(۱)	ست جگ	سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال	بیساکھ سُدی تیج	کاتک سُدی نومی

نمبر شمار	نام جگ	عمر بحساب سال شمسی	تاریخ ابتدا شمالی صوبہ جات میں	تاریخ ابتدا جنوبی صوبہ جات میں
(۲)	تریتا جگ	بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال	کاتک سُدی نومی	بیساکھ سُدی تیج
(۳)	دواپر جگ	آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال	بھادوں بدی تردشی	ماگھ سُدی دوج
(۴)	کلجگ	چار لاکھ بتیس ہزار سال	ماگھ سُدی پورنماشی	بھادوں بدی تردشی

اس سے ظاہر ہے کہ شمال میں جو تاریخ ست جگ کی ہے وہ دکھن میں تریتا جگ کی اور جو تریتا کی ہے وہ دکھن میں ست جگ کی اسی طرح شمالی ہند میں جو تاریخ دواپر کی ہے جنوب میں تقریباً وہی تاریخ کلجگ کی۔ کلجگ سے دگنی عمر دواپر کی ہے تگنی تریتا کی اور چوگنی ست جگ کی۔ کلجگ کے بعد پھر ست جگ شروع ہوتا ہے۔ چاروں جگ کی عمر کلجگ کی دس گنی ہوتی ہے۔

اکشے تیج بیساکھ سدی اکشے تیج کو عوام اپنے اپنے گھروں میں بُنے جو کے ستو اور موسمی پھل ککڑی خربوزہ اور مٹی کے گھڑے وغیرہ خیرات کرتے ہیں تاکہ خدا کی نعمت سے غریب لوگ جن میں برہمن بھی شامل ہیں فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس روز بہاری جی کے مندر واقع بندرابن میں موتی کے چرن یعنی قدم کی زیارت کا موقع سال میں صرف ایک بار ملتا ہے جاڑوں کی برف باری کے بعد بدری ناتھ کا مندر اس روز کھلتا ہے۔

اکشے تیج کو کسان ہل چلانا شروع کرتے ہیں۔ اس روز ست جگ شروع ہوا ہے اور پرشرام جی بھی اسی دن پیدا ہوئے تھے۔ بہار اتر اور ممالک متوسط میں اس روز تریتا جگ کی ابتدا خیال کی جاتی ہے۔ اور شرادھ کیے جاتے ہیں۔

پرشرام جی کی زندگی

پرشرام جی کی زندگی دولت و قوت کے تاریک رُخ کو نہایت خوبی سے ظاہر کرتی ہے اوپر لکھا جا چکا ہے کہ برہمن علمی تحقیقات کرنے اور علوم و فنون ایجاد کرنے والی قوم ہے باقی اقوام اُن پر عمل کر کے خلق خدا کو فائدہ پہنچاتی رہیں۔ مثلاً کشتری برہمنوں سے جنگ کے تمام فنون سیکھ کر ملک میں امن و امان قائم رکھتے رہیں۔ ویش برہمنوں سے تجارت اور صنعت کے قاعدے اور فن سمجھ کر تمام ملک کو زندہ اور خوش رکھتے ہیں اور شودر ہر علم و فن کے تشریحی امور سے واقف ہو کر برہمن کشتری اور ویش کو اسی طرح مدد دیتے ہیں جس طرح دفتر میں اہلکار وغیرہ۔

چونکہ کشتری امن و امان کے منتظم تھے اور اس پر ملک کی خوش حالی کا دار و مدار تھا اسلئے ہر قوم اُن ہی کے بھروسہ پر کام کرتی تھی اور ایک طور پر یہی ترقی و تہذیب کے اصلی باعث سمجھے جاتے تھے۔ اس خیال نے کشتریوں میں تمکنت پیدا کر دی اور وہ خیال کرنے لگے کہ برہمن ہماری بدولت مفت مال مارتے ہیں اور خود کچھ کام نہیں کرتے۔ اس پر انھوں نے برہمنوں کو کمزور سمجھ کر ستانا اور لوٹ مار کرنا شروع کیا۔ مجبور ہو کر برہمنوں کو بھی اپنی قوت دکھانی پڑی چنانچہ پرشرام جی نے ایک موقع پر خود ہتھیار لیکر اکیس ۲۱ بار حملے کئے اور ہزاروں کشتریوں کو قتل کر کے ثابت کر دیا کہ برہمن اُصول بتانے ہی کی عقل نہیں رکھتے بلکہ اُن پر عمل کرنے کی قوت بھی رکھتے ہیں اور نہ صرف امن و امان قائم رکھ سکتے ہیں بلکہ اپنی قوت بازو سے مخلوق کو ہر قسم کے ظلم و ستم سے خود نجات دلا سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کشتریوں کا غرور

خاک میں مل گیا۔ اور وہ پھر برہمنوں کی خوشامد کرنے لگے۔

اس قدر کامیابی کے بعد پرشرام جی کی زندگی میں قوت کا تاریک رخ نظر آتا ہے یعنی ہزاروں کشتریوں کو قتل کرنے اور متواتر فتح پانے پر خود ان کو اور ان کے باعث برہمنوں کو بھی غرور اور غصہ پیدا ہو گیا وہ بے گناہ مخلوق کو ستاتے اور ذرا سے اختلاف پر قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے انکے سامنے گنہگار اور بے گناہ آدمی ہر دم کانپتے رہتے سنتے کہ نہ معلوم کس کو قتل کر دیں اور پرشرام جی علاءالدین خلجی کی طرح جس طرف نگاہ غضب سے دیکھتے اس طرف سناٹا ہو جاتا اور تمام آدمی خصوصاً کشتری موت کے خوف سے سہم کر رہ جاتے۔ شیو جی کی کمان ٹوٹنے کی آواز سن کر پرشرام جی راجہ جنک کے سوئمبر میں آئے اور مجلس کو درہم برہم کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ ان کا دھنش کوئی نہیں چڑھا سکتا لیکن سری رامچندر جی نے اس کو چڑھا کر پرشرام جی کا غصہ و غرور دور کر دیا اور ثابت کر دیا کہ مغرور یا غصہ ور برہمنوں کو بھی اسی طرح ذلیل ہونا پڑتا ہے جس طرح کشتری کو کیونکہ قدرت بلا رو رعائت قانون کی پابندی کراتی ہے۔ اس موقع پر پرشرام جی (برہمن) کو شری رامچندر جی (کشتری) سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنی پڑی اور اس کے بعد انھوں نے خاموشی سے گوشہ نشینی اختیار کی اور کبھی ہتھیار اٹھانے کی ہمت نہیں کی۔

سری رامچندر جی نے اسی طرح دوسرے برہمن یعنی راون کو مع خاندان قتل کر کے ثابت کر دیا کہ کوئی قوم خواہ وہ عالی نسب برہمن ہو یا ذلیل

شودر اپنے فرض سے ہرگز انحراف نہیں کرسکتی اور اگر قانونِ مقررہ کے خلاف عمل کرے گی یا کسی پر ظلم وستم جائز رکھے گی تو بلارورعایت گردن زنی سمجھی جاوے گی۔ راون بڑا فاضل برہمن تھا اس کی مصنفہ ویدوں کی تفسیر اس کے لاثانی علم وفضل کا ثبوت موجود ہے مگر اپنی دولت وقوت کے نشے میں وہ ایسی حرکتیں کرتا تھا کہ تمام خلقت نالاں تھی۔ ظالم ایسا تھا کہ ہزاروں کو بے گناہ قتل کردیا۔ زانی اس درجہ کا کہ بیسیوں عورتوں کو زبردستی پکڑ لیا۔ شرابی ایسا کہ ہر دم نشہ میں مخمور رہتا۔ مغرور اس قدر کہ اپنے مقابلہ میں دنیا کو ہیچ سمجھتا۔ غصہ ور ایسا کہ طبیعت کے خلاف بات ہوتے ہی بگڑ بیٹھتا یہاں تک کہ اختلاف رائے پر اپنے حقیقی بھائی بھبھیکھن کو بر سرِ دربار لات مار کر نکال دیا۔ غرضیکہ اس کے اعمال برہمنوں کے بالکل خلاف تھے اسلئے اس کو بھی اپنے تمام ہمراہیوں سمیت قتل ہونا پڑا۔

پرشرام جی کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ وہ اپنے پھرسے یعنی تبر سے برھم کنڈ کھود کر دریائے برہمتر کو اسی طرح میدان میں لائے تھے جس طرح بھاگیرتھ نے دریائے گنگا کو پہاڑ سے میدان میں پہنچایا ہے۔

گنگا ستمی

اس کے چار روز بعد گنگا ستمی کو گنگا جی کی پوجا ہوتی ہے اور ہندوؤں میں اس کا اوتسو یعنی تیوہار مندروں میں منایا جاتا ہے اور اگھن کی طرح باوجود مشغولیت اس زمانہ میں بھی بعض لوگ گنگا اشنان سے فیض اٹھاتے ہیں۔

گنگا ستمی (اور بقول بعض مصنفین دسہرہ جلیٹھ) گنگا جی کی پیدائش کا دن ہے

گنگا کی پیدائش

گنگا جی کی پیدائش کا قصہ بھی نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض کام ایسے مشکل ہیں کہ اُن کی انجام دہی کے واسطے انسان کی عمر کسی طرح کافی نہیں ہو سکتی لیکن اگر کئی پشتوں تک استقلال کے ساتھ کوشش کی جاوے تو یقیناً کامیابی ہو سکتی ہے گو اس میں بعض اوقات سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس لگ جاتے ہیں۔ مغربی تحقیقات کے بموجب انسان دس یا بارہ لاکھ برس سے زمین پر رہتا ہے لیکن اس کی تہذیب کی عمر پندرہ یا بیس ہزار سال سے زیادہ نہیں ہے باقی زمانہ حالت وحشت میں گذرا۔ ہزار ہا سال میں اس کو آگ پیدا کرنے کا طریقہ معلوم ہوا۔ دشمن پر اینٹ پتھر مارنا اور فاصلہ سے حملہ کرنا سیکھنے میں بھی ہزاروں برس لگ گئے۔ معمولی ضروریات کی چیزیں تلاش کرنے میں ہزاروں برس گذر گئے۔ موجودہ تہذیب کے زمانہ میں بھی بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کو دریافت کرنے میں سینکڑوں برس لگ جاتے ہیں۔ چین والوں نے کتاب چھاپنے کا طریقہ قریب دو ہزار سال پہلے ایجاد کیا تھا اور وہ ایک صفحہ کی کل عبارت کو لکڑی پر کھود کر چھاپ لیتے تھے موجودہ ٹائپ اُسی عبارت کے صرف علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ہیں اور کچھ نہیں۔ لیکن اسی ذرا سی بات کو سمجھنے اور عبارت کے ٹکڑے کرکے اور ٹائپ بناکر سیکھنے میں ڈیڑھ ہزار برس کے قریب لگ گئے۔ اسلئے گنگا جی کی تلاش میں بھی سینکڑوں یا ہزاروں برس لگ جانا تعجب خیز نہیں۔ گنگا جی ہمالیہ پہاڑ کی بیٹی کہلاتی ہیں یعنی اُس پہاڑ سے پیدا ہوئی ہیں۔ ابتدا میں ان کا پانی پہاڑ ہی میں رہتا تھا

میدان میں آنے کا راستہ نہ تھا اس لئے انسان کو ان سے فیض پانے کا کوئی موقع نہ تھا۔

گنگا کو میدان میں لانے کا خیال

کسی زمانہ میں ایک راجہ سگر نامی اجودھیا میں رہتا تھا اس نے ایک بار اشومیدھ جگیہ کیا۔ یہ وہ جگیہ ہے جس میں گھوڑے کی قربانی کی جاتی ہے یعنی پہلے اس کو آزاد کر دیا جاتا ہے اور نگرانی کے واسطے کافی فوج ہمراہ کی جاتی ہے۔ گھوڑا پھرتا ہوا جس راجہ کی سلطنت میں جاتا ہے اس کے ذمہ نگرانی ہوتی ہے اور اگر وہ انکار کرتا ہے تو فوج اس سے لڑتی ہے۔ یہ گھوڑا جا بجا گھوم کر آخر کار اپنے ملک میں آتا ہے۔ اور جگیہ کی رسم پوری کی جاتی ہے۔ راجہ سگر نے جگیہ کے وقت گھوڑا آزاد کر کے اپنے پوتے شہزادہ انشومان کو ساتھ کر دیا لیکن یہ گھوڑا کسی چالاکی سے چوری گیا۔ انشومان نے واپس آ کر راجہ کو خبر کی۔ سگر نے اس کی تلاش کے واسطے ساٹھ ہزار فوج روانہ کی۔ ان ساٹھ ہزار جوانوں کو راجہ سگر کا بیٹا بتایا گیا ہے اور اس میں شک بھی نہیں کہ بادشاہ اور رعیت یا حاکم اور محکوم کے تعلقات باپ اور بیٹے سے کسی طرح کم نہیں ہوتے ان جوانوں نے نہایت جانفشانی سے گھوڑے کا پتہ لگایا اور بالآخر ایک نہایت مشہور مرتاض بزرگ کپل جی کے یہاں اس کو بندھا ہوا پایا وہ یہ سمجھ کر کہ گھوڑا اس نے ہی چرایا ہے کپل جی سے بہت گستاخانہ پیش آئے۔ اس پر کپل جی نے غصہ کی نگاہ ڈالی جس سے وہ جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ ادھر راجہ سگر منتظر بیٹھے تھے۔ جب عرصہ تک پتہ نہ لگا تو راجہ نے انشومان کو

دوبارہ بھیجا۔ انسومان گھوڑا واپس لائے اور فوج کی تباہی کا مفصل ذکر کیا یہ سنکر راجہ سگر پر سخت صدمہ ہوا انھوں نے جگیہ تو ختم کیا لیکن چونکہ ساٹھ ہزار جوانوں کی رسم میتت (کریا کرم) ادا نہیں ہوئی تھی اور وہ ایک بزرگ کی ناراضی سے مرے تھے اس لئے اُن کی روح کو عذاب سے خلاصی دلانے کی تدبیر تلاش کی۔ شہزادہ انسومان جب گھوڑے کو واپس لارہا تھا تو اُس کو راجہ گرُڑ کی زبانی معلوم ہوا کہ صرف گنگاجی کا پانی مرحوم جوانوں کی روح کو نجات دلاسکتا ہے۔ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ اُس زمانہ میں گنگاجی میدان میں نہیں بہتی تھیں۔ صرف ہمالیہ پہاڑ کی بلندی پر چھپی ہوئی تھیں۔ یہ ہزار ہا سال کی بات ہے اور اس حالت کی موجودہ جغرافیہ داں بھی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ انسومان سے اطلاع پاکر گنگاجی کو میدان میں لانے کا خیال پہلے راجہ سگر کو پیدا ہوا مگر کوئی معقول تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔ یہ راجہ تمام عمر اسی اُدھیڑبن میں لگا رہا۔ اس کے انتقال پر انسومان تخت نشین ہوا اُس نے اس تدبیر و فکر کی دوسری منزل اختیار کی یعنی کچھ عرصہ سلطنت کے بعد خود ہمالیہ پر گیا اور نہایت محنت و جانفشانی سے مقامات کی دیکھ بھال کی اور دریا کے راستہ کا سروے (Survey) شروع کیا لیکن تمام عمر کام ختم نہ ہوسکا اور اُس کا بھی انتقال ہوگیا۔ انسومان نے ہمالیہ جاتے وقت اپنے لڑکے دلیپ کو تخت سپرد کردیا تھا جب دلیپ کو اپنے والد کے انتقال کا حال معلوم ہوا تو اُسی خیال یعنی گنگاجی کو میدان میں لانے کی تکمیل نے اُس پر بھی اثر کیا وہ برابر تدبیریں کرتا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ دلیپ کے انتقال پر اُس کا لڑکا بھاگیرتھ تخت نشین ہوا اور گنگاجی کو میدان

میں لانے کی فکر بھی ورثہ میں پائی۔

کامیاب تدبیر کی دلچسپی

بھاگیرتھ اس وقت خود لاولد تھا اس لئے اس نے ارا کین سلطنت کو تخت سپرد کر کے عملی تدبیر شروع کی۔ اوّل سیدھا ساحل ملا بار (جنوب ہند) کے قریب بمقام گوکرن پہنچا اور سخت جانفشانی سے اسکیم کی تکمیل کرنے لگا۔ غالباً وہاں بہت واقف کار انجنیر موجود تھے۔ جو پرانی رسم کے بموجب فقیرانہ وضع میں رہتے تھے۔ اُن سے اس کو کافی امداد ملی لیکن دھوپ کی گرمی اور موسم کی سخت تکالیف سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اسکیم بنانے کے واسطے کبھی ایسی جگہ جانا پڑا جہاں ہاتھ اُٹھا کر ہی کام کرنا پڑتا تھا۔ کبھی کھانا بھی نہیں ملتا تھا۔ ہر طور پر نفس کشی کے بعد کامیابی کی امید نظر آئی اور یہ تحقیق ہوا کہ ہمالیہ کی ایک بہت بلند چوٹی پر ایسا مقام ہے جہاں سے راستہ کاٹ دیا جاوے تو پانی نیچے آسکتا ہے لیکن اگر اُس راستہ سے پانی سیدھا آ کر میدان میں گرا تو بلندی کے باعث زمین اُس کا زور ہرگز برداشت نہ کر سکے گی اور دور تک گہرے غاروں کا سمندر بن جاوے گا جس سے بہت سی زمین تباہ ہو جاوے گی اور اصل مطلب حاصل نہ ہو سکے گا۔ اس لئے اول اونچے پہاڑ سے اُس کے قریب والی نیچی چوٹی تک جس کو شیو جی کی چوٹی بتایا جاتا ہے راستہ درست کیا گیا اور گنگا جی کا پانی اس دوسرے پہاڑ پر بڑے زور سے گرنے لگا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (Encyclopaedia Brittanica) میں اس ندی کا نام دشنو گنگا لکھا ہے (دیکھئے لفظ ہمالیہ) اس راستہ کے بنانے میں بھی بھاگیرتھ کو

بڑی جانکاہی کرنی پڑی۔ کھانے پینے اور آرام کرنے کا کیا ذکر ہے کبھی انگوٹھے کے بل کھڑے ہو کر کام کرنا پڑتا تھا۔ کبھی عرصہ تک ہاتھ نیچا کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ خوراک کے واسطے ہوا اور آرام کے واسطے صرف آسمان کی چھت تھی۔ اس طرح پورے ایک سال محنت کے بعد یہ راستہ تیار ہوا یہ واقعہ اگھن کی ستمی کا ہے اس روز بعض مقامات پر متر ستمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ اور ہندو شو لنگ پر گنگا جل چڑھاتے ہیں۔

لیکن شیو جی کے پہاڑ پر پہنچ کر دوسری دقت پیدا ہوئی۔ وشنو گنگا کا پانی بڑے زور و شور سے گر رہا تھا اور خیال تھا کہ وہ شیو جی کے پہاڑ کو کاٹ کر ضرور راستہ بنالے گا اور میدان میں خود بخود بہہ کر آجاویگا لیکن اس کی چوٹی کی بھول بھلیوں میں پانی غائب ہونے لگا اور عرصہ تک ادھر اُدھر ٹکراتا پھرا۔ بھاگیرتھ نے گھبرا کر پھر جانکاہی شروع کی اور بمشکل تمام وندو نامی جھیل کی طرف راستہ نکالا جہاں سے دریا کی سات دھار ہو کر بہنے لگیں۔ رامائن میں ان سات دھاروں کے نام حسب ذیل تحریر ہیں۔ (۱) ہلادنی (۲) پاونی (۳) نلنی (۴) سوچکشو (۵) سیتا (۶) سندھو (۷) گنگا۔ موجودہ جغرافیہ داں صرف سندھو اور گنگا کا نام جانتے ہیں وندو جھیل اور باقی پانچ دریاؤں کا اُن کو پتہ نہیں ہے۔ چونکہ اس کو ہزارہا سال گذر گئے اور قدرت نے ہزاروں جھیل اور غاروں کو پاٹ دیا ہے اور سینکڑوں دریاؤں کے راستے بند کر کے اُن کو جھیل بنا چکی ہے اسلئے موجودہ جغرافیہ داں کی ناواقفیت تعجب خیز نہیں۔ ان سات

دھاروں میں اوّل تین یعنی ہلاونی ۔ پاونی اور نلنی مشرق کی طرف بہہ کر شاید موجودہ برہمپتر کی جانب میدان میں آئیں ۔ دوسری تین سوچکشو ۔ سیتا اور سندھو مغرب کی طرف بہنے لگیں اور غالباً کچھ فاصلہ پر ایک ہو کر سندھ کی شکل اختیار کی ۔ ان کے نام یاد رکھنے میں یہ آسانی ہے کہ پہلے تین دریا کے آخر میں (نی) ہے اور دوسرے تین کا نام (سین) سے شروع ہوتا ہے ساتویں سب سے زیادہ اجلی اور صاف ندی گنگا تھی وہ جنوب کی طرف بہنے لگی ۔

جب گنگا پہاڑ کی حدود سے میدان کی طرف پہنچی تو راستہ میں بھاگیرتھ کی ایک دوسرے انجینیر راجہ سے جس کا نام جہنو تھا مڈبھیڑ ہو گئی ۔ وہ اپنی دوسری اسکیم کی تیاری اور ریاضت میں لگے ہوئے تھے اور ایک جگہ بیٹھے ہو بحر تفکر میں غرق تھے ۔ گنگا کے پہنچنے پر ان کی اسکیم گڑبڑ ہو گئی اس پر وہ بگڑ اٹھے اور راستہ نہ ملنے کے باعث گنگا وہاں ہی غائب ہو گئی ۔ مگر بھاگیرتھ راجہ جہنو سے مباحثہ کرنے یا لڑنے نہیں آئے تھے ۔ ان کو ملک کی خدمت اور اپنے ساٹھ ہزار بزرگوں کی نجات منظور تھی ۔ انھوں نے راجہ سے التجا کی کہ آپ براہِ عنایت گنگا کے راستہ میں حائل نہ ہوجیے یہ آپ ہی کی ندی سمجھی جاوے گی ۔ اس پر جہنو نے خوش ہو کر ایک کونے میں راستہ بنادیا جس کو جہنو کا کان کہا جاتا ہے اور گنگا میدان میں اترنے لگی ۔ ہر دوار کے شمالی پہاڑوں میں گنگا کی ایک شاخ کا نام اب تک جاہنوی یعنی جہنو کی بیٹی مشہور ہے

ل یا زیادہ آسانی کی غرض سے ناموں کا مصرع بنا لیجیے ۔ ہلاونی پاونی نلنی سوچکشو سیتا و سندھو گنگا ۔ بروزن مفاعلاتن چار بار ۔

جس روز گنگا جی کو جہنو نے آزاد کیا اور وہ میدان کی طرف پہنچی ہیں۔ وہ گنگا سپتمی کا دن تھا۔ اُس وقت تکلیف زدہ جانوروں کی (جن میں انسان حیوان ۔ چرند ۔ درند اور پرند سب شامل تھے) مسرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جا بجا شادیانے بجتے تھے۔ رنگ رلیاں منائی جاتی تھیں بعض آدمی پانی کے ساتھ تیرتے جاتے تھے۔ کوئی کنارے پر گاتے بجاتے چلتے تھے بھاگیرتھ کی سواری پانی کے ہمراہ تھی چونکہ دریا کا راستہ غالباً پہلے ہی سروے کرکے دُرست کیا جا چکا تھا اس لئے لوگوں کو اُس کی آمد کا نہایت مسرت سے انتظار تھا اور جا بجا نہایت شاندار استقبال ہوتا تھا۔ اسی مسرت اور استقبال کی یادگار میں گنگا سپتمی کا تیوہار ہزاروں سال سے منایا جا رہا ہے۔ آہستہ آہستہ پانی اُس جگہ پہنچا جہاں ساٹھ ہزار جوانوں کی خاک کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ دریا اُسی تودے پر ہو کر گذرا اور اُنکی روح کو نجات ملی اور دریا کا نام بھاگیرتھی مشہور ہوا۔ اس کے مخرج کے راستہ کو ہندوؤں نے سُرگ لوک یعنی بہشت بتایا ہے میدان کے راستہ کو زمین اور ڈیلٹا کے راستے (سندربن وغیرہ) کو جو تری کے باعث امراض کا گھر ہے اور بود و باش کے قابل نہیں دوزخ ۔ اس دریا کو اسی باعث ترپتھ گا یعنی تین راستوں میں بہنے والی کہتے ہیں۔ اسطرح یہ اسکیم درجہ بدرجہ چار پانچ نسلوں میں مکمل ہوئی اور آخر کار گنگا میدان میں آگئی ۔

ممکن ہے بعض ناظرین اس قصّہ کو ناقابل اعتبار سمجھیں لیکن

اب بھی ہمالیہ کی چوٹیوں پر یوروپین ہم اسی طرح برابر جا رہی ہیں جس طرح بھاگیرتھ وغیرہ گئے تھے اور اب بھی ہم کے آدمیوں کو نہایت تکلیف اور سختیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ گنگا کو میدان میں آئے ہوئے ہزاروں سال گذر گئے اس لئے اُس کے اصلی راستہ کی صورت قائم رہنا بالکل ناممکن ہے لیکن اب بھی اس دریا کے دونوں جانب کھنڈر کا نہ ہونا ضرور تعجب خیز ہے پچھلے ساٹھ ستر سال کے اندر نہر سوئیز اور پناما کا تیار کرنا اور جہازوں کی آمد و رفت کا راستہ قائم کرنا کئی ہزار برس بعد ایسا ہی تعجب خیز ہوگا جس طرح بھاگیرتھ اور اُن کے بزرگوں کے کارنامے گنگا جی کی اسکیم تیار کرنے کے واسطے بھاگیرتھ کا جنوبی ہند کے پہاڑوں پر جانا نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ نہر سوئیز اور پناما کی اسکیم بھی افریقہ اور امریکہ کے بجائے یورپ میں تیار ہوئی تھی۔ موجودہ سائنس کہتا ہے کہ گنگا کے پانی سے بیماریوں کے تمام کیڑے مرجاتے ہیں۔ گنگا جی کی تعریف میں سب سے عمدہ نظم ایک مسلمان بھگت داراب خاں نامی نے لکھی ہے جو غالباً بنگالی تھا[۱]۔

نرسنگھ چودس

اسی مہینے میں گنگا سپتمی کے ایک ہفتہ بعد نرسنگھ چودس ہوتی ہے۔ نرسنگھ جی ہندوؤں کے چوتھے اوتار ہیں جنھوں نے بشکل شیر نمودار ہوکر راجہ ہرن کشیپ کو قتل کیا اور عوام کو خدا کی عبادت کی ترغیب دی۔ ہرن کشیپ کا قصہ

---

[۱] اینشینٹ انڈین فاسٹس اینڈ فیسٹس صفحہ ۹۳

نہایت دلچسپ ہے کیونکہ اس سے دولتمندی کا تاریک رُخ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس راجہ نے ہر قسم کی راحت و آسایش پاکر خدائے تعالیٰ کو بالکل دل سے بھلا دیا اور خود خدائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ یہاںتک کہ تمام سلطنت میں منادی کرادی کہ کوئی شخص رام کا نام نہ لے مگر خدا کی قدرت دیکھیے کہ خود اس کا بیٹا پر ہلاد نہایت خدا پرست اور عابد پیدا ہوا۔ ہرن کشیپ نے اول اسکو خدا پرستی سے منع کیا لیکن جب اس نے نہ مانا تو ہر طرح کی ایذا دی اور قتل کرانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ یہاںتک کہ ایک روز خود قتل کو مستعد ہو گیا اور کہنے لگا کہ "اب تو اپنے خدا کو بلاکر تیری حفاظت کرے"۔ پر ہلاد نے جواب دیا کہ "بلانے کی کیا ضرورت ہے وہ ہر جگہ موجود ہے"۔ ہرن کشیپ نے محل کے ایک ستون کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ کیا اسمیں بھی موجود ہے"۔ پر ہلاد نے کہا "بیشک"۔ یہ سنتے ہی ہرن کشیپ کو ستون میں ایک شکل نظر آئی جو شیر سے مشابہ تھی مگر انسان کی خو بو اور نشانات بھی ملے ہوئے تھے۔ اسکو دیکھتے ہی راجہ نے غضب میں آکر ایک گرز اس زور سے مارا کہ ستون درمیان سے پھٹ گیا اور اس نورانی شکل نے فوراً نکل کر ہرن کشیپ کو زیر کیا اور اُسی ستون پر بیٹھ کر ناخنوں سے پیٹ چاک کر ڈالا۔ اس طرح چشم زدن میں اُس کی قوت دولت اور حشمت کا غرور خاک میں مل گیا۔ نرسنگھ چودس کے دن اس واقعہ کو یاد کرکے اور نرسنگھ اوتار کا اُتسو یعنی تیوہار مناکر ہندو خدا سے دعا کرتے ہیں کہ دولت انکی مصیبت اور ہلاکت کا باعث نہ ہو بلکہ عبادت و ریاضت اور نیکی اور خیرات کا

شوق پیدا کرے۔

ہرن کشیپ کا دارالسلطنت ملتان تھا اُس کے چھ لڑکے تھے جن میں سب سے چھوٹا پرہلاد تھا۔ ملتان میں جہاں ہرن کشیپ کا محل تھا پرہلاد پوری مندر ہے اور جس پہاڑ سے پرہلاد کو گرا کر جان لینے کی کوشش کی تھی وہ دراہن نامی ہے جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے قریب ہے اور کنڈیان جنکشن سے نظر آتا ہے یہ ملتان سے زیادہ دور نہیں ہے۔[1]

برماوش

جیٹھ میں عورتیں اناج سے اطمینان حاصل کرکے برماوش کا تیوہار مناتی ہیں۔ برگد کا درخت موسم گرما میں دھوپ سے مویشیوں کی اور ہماری حفاظت کرتا ہے اور تندرستی کے واسطے بہت مفید ہے۔ یہ درخت ہر ملک میں نہیں ہوتا لیکن خوش قسمتی سے ہندوستان میں جابجا پایا جاتا ہے اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ ایک بار مضبوط جم جانے پر اس کا سلسلہ ہزارہا سال تک قائم رہتا ہے اور لٹکتی ہوئی شاخیں زمین پر پہنچکر جڑ کی صورت اختیار کرلیتی ہیں اس روز عورتیں دیوار پر گیرو پوت کر زرد رنگ کی تصویریں بناتی ہیں اور پوجا کرکے آسایش کی دعا مانگتی ہیں۔ بعض لوگوں میں یہ تیوہار اماوش کے بجائے اگلی ستمی یا نومی کو منایا جاتا ہے۔

برماوش کے دن عورتیں روزہ یعنی برت رکھتی ہیں اس کا نام ساوتری برت ہے۔

---

[1] ہندوؤں کے تیوہار صـ۱۲

ساوِتری کا قصّہ

ساوِتری کا قصّہ نہایت دلچسپ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ (۱) دولتمندی اِنسان کی خوشی میں کوئی کمی یا بیشی نہیں کر سکتی (۲) امیری اور غریبی صرف ایک ہی زندگی کے دو رُخ ہیں یہ ضرور نہیں کہ جو شخص آج غریب ہے وہ ہمیشہ غریب رہے۔ (۳) مستقل مزاجی سے فرض ادا کرنے پر ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور ناممکن بات ممکن ہو سکتی ہے (۴) جو مصیبت سے خوف نہیں کرتا وہ اُس پر فتحیاب ہوتا ہے خواہ کتنی ہی دِقّت پیدا ہو۔

ساوِتری راجہ اشوپت کی لڑکی تھی۔ راجہ کے کوئی اور اولاد نہ تھی اور ساوِتری بھی بہت عمر گذر جانے پر پیدا ہوئی تھی اسلئے والدین کو اس سے بہت محبت تھی۔ یہ شہزادی نہایت باوفا اور مستقل مزاج تھی اور چونکہ پہلے زمانہ میں لڑکی اپنا خاوند خود منتخب کرتی تھی اسلئے جوان ہونے پر ساوِتری کو بھی اس کا موقع مِلا۔ اُس نے پہلے ہی کہدیا کہ میں ایسا خاوِند چاہتی ہوں جس میں تمام اخلاقی خوبیاں موجود ہوں۔ امیری اور غریبی محض غیر ضروری اور فرضی امور ہیں اسلئے مجھ کو دولت و حشمت کی پرواہ نہیں۔ چنانچہ خاوِند کے انتخاب کے واسطے اُس نے جا بجا سفر کیا اور تیرتھوں پر پہنچ کر مندروں کے درشن کئے۔ اُس کو اُمید تھی کہ وہاں نیک آدمیوں کی آمد و رفت رہتی ہے اسلئے اُس کی طبیعت کے مطابق خاوند بآسانی مِل سکے گا۔ ایک بار اُس کی پالکی جنگل میں جا رہی تھی کہ ایک خوبصورت نوجوان جو بہت غریب معلوم ہوتا تھا لکڑی کا بوجھ سر پر اور کلہاڑی کاندھے پر رکھے ہوئے رستہ میں

جاتا ہوا ملا۔ پالکی کے ہمراہ عورتیں بھی پیدل چل رہی تھیں کسی عورت کے چلتے چلتے کانٹا لگ گیا نوجوان نے فوراً سہارا دیا اور اُس کو گرنے سے بچا لیا۔ اس کے بعد خود ہٹ کر ایک جانب کھڑا ہو گیا اور شہزادی کی سواری کو نکلنے کا راستہ دیا۔ اس کی فقیرانہ صورت۔ عابدانہ جلال اور پاکیزہ برتاؤ نے شہزادی کے دل پر گہرا اثر کیا۔ ساوتری سمجھ گئی کہ یہ نوجوان محتاج لیکن نیک مزاج اور عالی خاندان ہے اور ضرور میرا خاوند ہونے کے قابل ہے۔ اس کے حالات دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ درحقیقت ایک راجہ کا لڑکا ہے اور نام ستیہ وان ہے۔ اس کے باپ کو بوڑھا اور کمزور پاکر دشمنوں نے ملک چھین لیا، اور راجہ رانی اور ستیہ وان اپنے ملک سے باہر نہایت تنگدستی کی حالت میں گذر کرتے ہیں اور شہزادہ لکڑیاں کاٹ کر اپنے ماں باپ کا پیٹ پالتا ہے۔ یہ حالات تحقیق کر کے شہزادی فوراً محل کو واپس آئی اور شرماتے ہوئے اپنے والد مہاراجہ اشوپت سے کل حال کہا اور لکڑہارے سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا۔ مہاراجہ نے کہا کہ "کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر ستیہ وان غریب ہے تو میری دولت تم دونوں کے واسطے کافی ہے" لیکن اُس وقت مشہور عابد نارد جی بھی وہاں موجود تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ "یہ شادی مناسب نہیں ہے کیونکہ ستیہ وان ایک سال بعد مر جائے گا"۔ راجہ کو اس پر پس و پیش ہوا مگر ساوتری نے کہا کہ "عورت ایک بار خاوند پسند کرتی ہے میں ستیہ وان کی ہر حالت میں شریک رہوں گی"۔

قصہ مختصر دونوں کی شادی ہو گئی اور ساوتری ستیہ وان کے ساتھ جنگل میں

رہنے لگی اُس کو نارد جی کی پیشین گوئی یاد تھی۔ اس لئے فکر ہوئی کہ کسی طرح ستیہ وان کو فرشتۂ موت کے پنجہ سے بچایا جائے۔ جب سال ختم ہونے میں تین دن باقی رہے تو اُس نے برت ایشور کا بھجن اور رات کو جاگنا شروع کیا۔ اُس کو اطمینان تھا کہ جسمانی آنکھ سے جو نظر نہیں آتا یا کان سے سُنائی نہیں دیتا وہ صفائی قلب اور روحانی قوت سے معلوم ہو سکتا ہے۔ چوتھے دن ساس اور سسر کی اجازت لے کر وہ ستیہ وان کے ہمراہ جنگل میں گئی اور ایک برگد کے نیچے آرام سے بیٹھ گئی۔ اُس کا خاوند قریب کے کسی درخت کی لکڑی کاٹنے لگا جس کی آواز ساوِتری کے کانوں تک برابر پہنچتی تھی۔ آہستہ آہستہ یہ آواز ہلکی ہونے لگی اور بالآخر بند ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ستیہ وان دردِ سر کی شکایت کرتا ہوا آیا اور ساوتری کی گود میں لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی اُس پر بیہوشی طاری ہو گئی اور ساوتری نے سمجھ لیا کہ اس کی موت کا وقت آگیا۔ سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک سیاہ شکل نظر آئی جو جنگل میں دور سے اُس کی جانب آرہی تھی۔ اُس شکل نے جو درحقیقت فرشتۂ موت تھا قریب آکر ساوتری سے کہا کہ "بیٹی میں تجھ کو لینے نہیں آیا ہوں"۔ یہ کہکر اُس نے ستیہ وان کی روح قبض کی اور چل دیا۔ ساوِتری بھی لاش چھوڑ کر اُس کے پیچھے چلی۔ وہ خوف سے کانپ رہی تھی اور فرشتہ جدھر جاتا تھا چرند اور پرند حرکت کرنا بلکہ بولنا تک بند کر دیتے تھے اور اُن کو مرنے کا یقین ہو جاتا تھا۔ چلتے چلتے فرشتے نے ایک یا دو بار مڑ کر ساوِتری کو واپسی کی فہمائش کی مگر اس نے ساتھ نہ چھوڑا۔ چونکہ ریاضت کے باعث اُس کی روحانی قوت

بڑھ چکی تھی اسلئے فرشتہ اُس کو تکلیف نہ دے سکا اور ساوِتری سے بولا کہ "ستیہ وان کی زندگی کے علاوہ تجھ کو جو مانگنا ہو مانگ اور میرا پیچھا چھوڑ" ساوِتری نے کہا کہ "اس کے اندھے باپ کی آنکھیں روشن ہو جاویں" فرشتہ نے جواب دیا کہ "اچھا ایسا ہی ہوگا" اور ستیہ وان کی روح قبض کئے ہوئے آگے چل دیا۔ مگر ساوِتری ساتھ کیوں چھوڑنے لگی۔ اُس کا تو مطلب ہی دوسرا تھا۔ جب فرشتہ نے تھوڑی دیر بعد اُس کو ساتھ دیکھا تو پھر دریافت کیا کہ "اب تو کیا چاہتی ہے ستیہ وان تو زندہ نہیں ہوسکتا" ساوِتری نے کہا کہ "میں چاہتی ہوں کہ ستیہ وان کے باپ کا تختِ سلطنت اُس کو پھر مل جاوے" فرشتہ نے کہا کہ "اچھا ایسا ہی ہوگا" یہ کہکر فرشتہ آگے بڑھا اور سنسان گھنے جنگل میں پہنچا لیکن پیچھے پھر کر دیکھا کہ ساوِتری ہمراہ تھی۔ اُسے دیکھ کر فرشتہ جھنجھلایا لیکن وہ سخت درشت نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ روزہ اور ریاضت کے باعث ساوِتری کی روحانی قوت بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے اب تک جو کچھ مانگا وہ دوسروں کے واسطے تھا اپنے واسطے کچھ درخواست نہیں کی تھی۔ فرشتہ ناراضی کے لہجہ میں کہنے لگا کہ "دھرماتما میرا پیچھا چھوڑ۔ اگر تجھے کچھ اپنے واسطے مانگنا ہے تو وہ بھی مانگ لے لیکن تیرے خاوند کی روح واپس نہیں ہوسکتی اور میں اس کے بعد تجھے اپنے ساتھ بھی نہیں چلنے دونگا" ساوِتری نے جواب دیا "بہت اچھا اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو میرا کیا اختیار ہے۔ میرے واسطے یہ منظور کیجئے کہ مجھ کو ستیہ وان سے اسی زندگی میں بیٹے اور پوتے نصیب ہوں" فرشتہ گھبرا کر بولا کہ "اچھا ایسا ہی ہوگا۔ اب جا"

یہ کہکر فرشتہ ذرا دیر کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ ساوِتری واپس جاتی ہے یا نہیں لیکن ساوِتری اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ فرشتہ نے پوچھا کہ "اب تو کیوں نہیں جاتی تیری درخواست تو منظور ہو گئی"۔ ساوِتری نے جواب دیا کہ "میرے خاوند کو تو آپ لئے جاتے ہیں اولاد کیسے ہو گی"۔ اس پر فرشتہ چونک اٹھا اور کہنے لگا کہ "تو بہت عقیل اور مستقل مزاج ہے تو نے اپنی درخواست اس طرح کی کہ مجھ کو مجبوراً تیرا خاوند بھی واپس کرنا پڑتا ہے۔ اچھا میں تیرے ساتھ واپس چلتا ہوں"۔ چنانچہ وہ دونوں برگد کے نیچے جہاں لاش پڑی ہوئی تھی پہنچے اور فرشتہ ستیہ وان کے مردہ جسم میں روح واپس کر کے غائب ہو گیا۔ ستیہ وان اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ "میں نے عجیب خواب دیکھا ہے"۔ ساوِتری نے مسکرا کر کہا کہ "یہ خواب نہ تھا بلکہ سچ بات تھی چلو گھر چلیں اندھیرا ہوا جاتا ہے"۔ چنانچہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے گھر آئے۔ یہاں پہنچ کر دیکھا کہ بڈھے راجہ کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں۔ دوسرے دن صبح ہی سلطنت کے ایلچیوں نے آکر اطلاع دی کہ رعیت نے دشمنوں کو مار کر نکال دیا۔ اب تخت خالی ہے تشریف لے چلئے"۔ چنانچہ استقلال عقل۔ وفاداری۔ بے خوفی اور خاوند کی محبت کے باعث ساوِتری نے تمام خاندان اور ملک کو نہال کر دیا۔

ہندو عورتیں ہر ماہ جیٹھ کو برت رکھ کر اور برگد کا پوجن کر کے دعا کرتی ہیں کہ اُن کو ساوِتری کی طرح سہاگ۔ خوش نصیبی۔ استقلال۔ محبت۔ بے خوفی اور بہت نصیب ہو۔ دولت کی آفات سے نجات ملے اور اُن کے خاوند اور بچوں کو تندرستی اور فارغ البالی حاصل ہو۔ ایک عیسائی مصنف نے

لکھا ہے کہ ممالک متوسط میں لوگوں کا خیال ہے کہ اس روز مینھ برستا ہے اور درحقیقت اکثر برس بھی جاتا ہے (ایبنگ دی ہنڈوز صـ۹۶)

دسہرہ جیٹھ چونکہ برسات کے زمانہ میں کاشتکار کے کل کام ختم ہو جاتے ہیں اور ہر شخص کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اس لیے اس روز کی طرح دوبارہ دسہرہ منایا جاتا ہے۔ یہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ دسہرہ درحقیقت "دس پاپ ہر" یعنی ہر قسم کا دکھ دور کرنے والا تیوہار ہے گویا کہ ہم کو اسوقت ہر قسم کی راحت میسر ہے اور کوئی فکر یا تکلیف نہیں۔ مگر چونکہ اسوقت گرمی شباب پر ہوتی ہے اور محنت کے بعد آدمی آرام چاہتا ہے اس لیے تیوہار بڑے پیمانہ پر نہیں ہوتا۔ صرف کامیابی اور مہم سے فارغ ہونے کی خوشی میں گنگا اشنان ہوتا ہے۔ لیکن ہر تیوہار اگلے موسم کا پیش خیمہ ہے اس لیے اس روز فصل خریف کے انتظام کی ابتدا کی جاتی ہے اور فصلی پھل اور اناج کی خیرات ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ اس روز موسل کا کام ختم ہو جاتا ہے اور ہل کا کام دوبارہ شروع کیا جاتا ہے۔ اور جس طرح اگھن میں فصل خریف سے فارغ ہونے پر کاشتکار نے مارگ سری ایکادشی کو گنگا اشنان کیا تھا اسی طرح آج فصل ربیع سے فارغ ہونے پر گنگا اشنان کرتا ہے۔ اس روز سوردن

ـلہ اسکندھ پوران میں تحریر ہے کہ جیٹھ مہینہ۔ شکل پکش۔ دسمی تتھ۔ بدھ کا دن۔ ہست نکشتر۔ گرکرن صبح کا وقت۔ بتی پات جوگ۔ کنیاں کے چندر ماں (قمر در سنبلہ)۔ برکھ کے سورج (شمس در ثور) ہونے پر دسہرہ نام ہوا ہے۔ اس روز اشنان کرنے سے آدمی سب گناہوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔۱۲ دش ہار گنگا جی کا بھی نام ہے (دیکھئے ہندو ہالی ڈیز صـ۳۲)

ضلع ایٹہ میں میلہ ہوتا ہے ۔

نرجلا ایکادشی دسہرہ کے دوسرے دن نرجلا ایکادشی کا تیوہار منایا جاتا ہے ۔ اس روز ہندو نہ صرف برہمنوں کو شربت کا گھڑا اور پنکھا جس کی اس موسم میں سخت ضرورت ہے خیرات کرتے ہیں بلکہ عین مسّرت کے زمانہ میں بلحاظ نفس کُشی برت یا روزہ رکھتے ہیں اور چوبیس گھنٹے پانی تک سے پرہیز کرتے ہیں ۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل عوام برت رکھنے کی پرواہ نہیں کرتے اور اس تیوہار کی ضرورت کو نہیں سمجھتے ۔

نرجلا ایکادشی کا دوسرا نام بھیم سینی ایکادشی ہے ۔ ایک بار بھیم سین نے وید بیاس جی سے یہ شکایت کی کہ "اگر میں ایکادشیوں کا برت نہیں رکھتا تو گنہگار ہوتا ہوں اور اگر رکھنا چاہتا ہوں تو نہیں رکھ سکتا کیونکہ مجھ کو بھوک بہت لگتی ہے" ۔ اس پر وید بیاس جی نے نرجلا ایکادشی کا برت بتایا اور کہا کہ اس کو رکھ لینے پر سال کی تمام ایکادشیوں کا پھل مل جائے گا ۔ گویا کہ نرجلا ایکادشی تمام ایکادشیوں کا پاکٹ ایڈیشن (Pocket Edition) ہے ۔

بھڑریا نومی چونکہ اساڑھ میں دیوشینی ایکادشی پر تمام ضروری کام بند ہو جاتے ہیں اس لئے اس سے دور اندیشیتر یعنی بھڑریا نومی کو بلحاظ دور اندیشی شادیوں کی اجازت دیدی جاتی ہے اور بہت آدمی اس فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کے بعد چار ماہ تک شادیاں نہیں ہوتیں جس کی مفصل وجہ اوپر لکھی جا چکی ہے ۔

پون پرچھیا

جب آفتاب خط سرطان پر پہنچتا ہے اس روز کرک کی سنکرانت ہوتی ہے اور ہندو پون پرچھیا یعنی آنے والے موسم کی تحقیقات ہوا کے ذریعہ سے کرتے ہیں اس روز تیوہاروں کا سلسلہ ختم ہو کر تنزل و ترقی کا دائرہ پورا ہو جاتا ہے۔

دیوالی کے ضمن میں ذکر کیا گیا کہ اس روز ہر شخص ایک دوسرے کی جفاکشی اور انتظام وغیرہ دیکھ کر قدرتی طور پر پیشین گوئی کرنا چاہتا ہے اور یہ رائے قائم کرتا ہے کہ فلاں شخص اس قدر کامیاب ہوگا اور فلاں اس قدر۔ یہ آرام کی کشمکش کا اندازہ ہے پون پرچھیا کے روز اسی طرح زندگی کی کشمکش کا اندازہ کیا جاتا ہے مگر چونکہ اس زمانہ میں جان بچانے کا سوال ہوتا ہے اس لئے کوئی شرط نہیں کی جاتی کیونکہ اگر شرط کرنے والے زندہ نہ رہے تو شرط کون پوری کرے گا۔

پون پرچھیا کے دن وبائی امراض کی پیچیدگی فصل خریف کی کامیابی اور مخلوق کی زندگی کے متعلق تحقیقات اور پیشین گوئی کی جاتی تھی اور سردی کے شروع میں دیوالی۔ اور برسات کے شروع میں پون پرچھیا کے تیوہار یکساں کام کرتے تھے۔ مگر بدقسمتی سے اکثر ہندو اب اس کے نام سے بھی واقف نہیں رہے اور دیوالی کی پیشین گوئی جوئے کی بدنما صورت میں تبدیل ہو گئی ہے۔

بعض تیوہاروں کا سال میں کئی بار ہونا

مختلف برت (روزہ) تیوہار اور اوتسووں کو ہندو زیادہ تر سال میں صرف ایک بار مناتے ہیں لیکن بعض تیوہار وغیرہ ایسے بھی ہیں جو سال میں دو بار ہوتے ہیں اور بعض ہر مہینہ۔ مثلاً دسہرہ اور نودرگا سال

میں دو بار ہوتے ہیں۔ گنیش چوتھ مہینہ میں ایک بار۔ چاندنی کی اُجیالی کے ایام (یعنی سُدی پاکھ) میں درگا اشٹمی ہر مہینہ ہوتی ہے اور اس روز درگا کی پرستش اور برت ہوتا ہے۔ ایکادشی کا برت مہینہ میں دو بار ہوتا ہے اور اسیطرح پردوش بھی مہینہ میں دو بار مناکر مہادیو جی کا پوجن اور برت کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ ہر پورنماشی کو گنگا اشنان کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔

ہندوؤں کی بے تعصبی کا اثر

ہندو غیر متعصبی سے غیر اقوام کے بزرگوں اور دیوتاؤں کی تعظیم جائز اور مناسب سمجھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہر شخص اپنے اشٹ دیو یعنی خاص معبود کی پرستش سب سے زیادہ ضروری سمجھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مختلف قوموں میں اپنے اپنے اعتقاد کے بموجب مختلف تیوہاروں کو اہمیت دی جاتی ہے لیکن دوسرے تیوہاروں کو بھی ضرور منایا جاتا ہے۔ اسی غیر متعصبی کے باعث جسقدر تیوہار ہندوؤں میں ہوتے ہیں کسی دوسری قوم میں نہیں ہوتے۔

میں نے اس رسالہ میں صرف اُن رسمیات کا ذکر کیا ہے جو عموماً ممالک متحدہ میں رائج ہیں باقی صوبہ جات کی رسمیات آب و ہوا وغیرہ کے اختلاف کے باعث مختلف ہیں ان کا مختصر ذکر آئندہ کیا جائے گا لیکن ہندوؤں کی بے تعصبی کا اثر تیوہاروں کے نام اور رسمیات وغیرہ میں ہر جگہ صاف نمایاں ہے۔ میں نے لفظ سلونو کے ضمن میں عرض کیا کہ وہ فارسی الفاظ سال نو سے بنا ہے اور ہولی کی دوادشی کا نام رنگ پاشی ہے جو فارسی نام ہے۔ اسی طرح گلال فارسی لفظ ہے اور عبیر عربی۔ تلسی داس جی نے بھی رامائن میں اس عربی

لفظ کو استعمال کیا ہے ۵ آڑہلتہ عبیر منہوا رُ ناری دبال کانڈ سری رامچندر جی کی پیدائش) ہندوؤں کے بھجن بھی فارسی عربی خیالات اور الفاظ سے بھرے پڑے ہیں۔ آغا خان اور مولا والے ہندو گو مسلمان نہیں لیکن وہ اُن سے قریب تر ہیں اور ملکھانہ راجپوتوں کو ہندو لوگ ہندو سمجھتے ہیں اور اہل اسلام مُسلمان غیر تعلیم یافتہ ہندو تو مسلمان اور ہندو بزرگوں میں نہایت کم فرق کرتے ہیں بلکہ بعض یہ بھی نہیں جانتے کہ فلاں بزرگ مسلمان تھا یا ہندو۔

(لطیفہ) بہرائچ میں بالے میاں یعنی سید سالار مسعود کا عرس ہر سال ہوتا ہے اُس میں ہزاروں ہندو بصدقِ نیت شریک ہوتے ہیں ایک بار میرے ملازم سے جو اُن کا معتقد تھا دریافت کیا گیا کہ "بالے میاں کون تھے؟" تو اُس نے بہت اطمینان سے سمجھا کر جواب دیا کہ "یہ رامچندر جی کے بھتیجے تھے"

بعض ہندو مسلمان بزرگوں کی قومیت جانتے ہوئے بھی نہایت صدق نیت سے عرس میں شریک ہوتے ہیں اور میران وغیرہ کی زیارت کو جلیسر امروہہ۔ اجمیر وغیرہ جانا۔ تعزیوں پر بتاشے وغیرہ چڑھانا اور منت مانگنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے کم از کم اُن کی صدق دلی اور غیر متعصبی کا ثبوت ضرور ملتا ہے۔

لیکن میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ باقی اقوام متعصب ہیں کیونکہ ہر مذہب کے بزرگوں نے اسی طرح غیر متعصبی کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھا ہے کسی ایک قوم کے ساتھ اس کی خصوصیت نہیں ہے مثلاً عیسائیوں نے یہودیوں کے مذہب کی تصدیق کر کے اور مسلمانوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کو اہل کتاب تسلیم

کر کے اپنی غیر متعصبی اور مذہب کی پاکیزگی کا کافی ثبوت دیا ہے اب بھی ہزاروں مسلمان ہندوؤں کے میلوں میں بخوشی شریک ہوتے ہیں بلکہ بعض نو مسلم خاندانوں میں ہندو تیوہاروں پر کچھ رسمیات بھی ادا کی جاتی ہیں جس سے اُن کی غیر متعصبی کا ثبوت ملتا ہے۔

میلوں سے فائدے

ہندو بڑے تیوہاروں پر میلے کرتے ہیں۔ اِن کے باعث نہ صرف ایک دوسرے کی خیریت معلوم ہو جاتی ہے بلکہ فصلوں اور مہموں کے انتظام میں باہم رائے لے کر اور حالات سے واقف ہو کر یہ معقول نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

تصویر کشی کے پانچ سبق

بر مادش کی تصویریں تصویر کشی کا پہلا سبق ہیں اور سلونو کی دوسرا۔ دونوں میں صرف ایک ایک رنگ استعمال ہوتا ہے۔ گو تصویریں کئی قسم کی بنائی جاتی ہیں۔ مدارس میں بھی نقشہ کشی سیکھنے پر پہلے صرف ایک ایک چیز مثلاً پہاڑ یا دریا وغیرہ کا نقشہ بنانا سکھایا جاتا ہے مگر آخر میں مکمل نقشہ تیار کیا جاتا ہے۔ بر مادش کے پہلے سبق میں زیادہ تر نباتات کا عام نظارہ ہوتا ہے۔ سلونو پر حیوانات اور پرند وغیرہ کا لیکن اہوئی اور خاص کر دیوالی کی تصویروں میں مکمل نظارہ مختلف رنگوں میں پیش کیا جاتا ہے۔

کھانا بنانے کے پانچ امتحان

اسی طرح سال میں پانچ بار عورتیں کھانا بنا کر جس کو "بیا" یا "بائنا" کہتے ہیں بزرگ عورتوں کی خدمت میں پیش کرتی ہیں۔ اول چیت میں گنگور تیج پر

اس کے بعد جیٹھ میں بر ماوش پر۔ پھر ساون میں ہریالی تیج پر۔ پھر کاتک میں کرواچوتھ پر اور آخر بار ماگھ میں گرتیج یا گرچوتھ پر۔ ہندو مرد سال میں ایک بار صرف ہولی کے دن اپنی بھونی ہوئی جَو کی بالیاں بزرگوں کو دیکھ قدم لیتے ہیں۔ مگر چونکہ لذیذ اور عمدہ غذا تیار کرنا خاص عورتوں کا فن ہے اس لئے اُن کو دو دو یا تین تین مہینے کے وقفہ سے اس کے تیوہار منانے کی ضرورت پیدا ہوئی۔ ان موقعوں پر وہ سُہاگ کی دیبی یعنی گوریا پاربتی کی پرستش کرتی ہیں اور بزرگوں کی خوشنودی مزاج اور دعائیہ کلمات حاصل کر کے خود بھی دعا کرتی ہیں۔ بعض قوموں میں مکر کی سنکرانت کے روز چھٹی بار "بیا" تیار کیا جاتا ہے اور بعض خاندانوں میں اہوئی اشٹمی کو ساتویں بار اور ہرتالکا تیج کو آٹھویں بار۔

گُڑیوں کا کھیل

ہر بڑے تیوہار پر لڑکیاں گڑیوں کا تیوہار ایک یا دو دن بعد علیحدہ کیا کرتی ہیں جس کے انتظام میں اُن کی ماں اور خاندان کی بزرگ عورتیں ہمیشہ امداد دیتی ہیں اور سب رسمیں بتاتی رہتی ہیں۔ اس سے کھیل ہی کھیل میں لڑکیاں تمام رسموں سے واقف ہو کر فنون لطیفہ یعنی تصویر بنانا۔ گانا بجانا۔ سینا پرونا وغیرہ سب سیکھ جاتی ہیں۔ بعض اوقات لڑکیاں گڑیوں کا بیاہ بھی کرتی ہیں جس سے خود ان کو شادی کی تمام رسمیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور اُن کی ماں بہنوں کی یادداشت تازہ ہوتی رہتی ہے۔

ہندو مسلمانوں کے تیوہار وغیرہ

یہ بات نہایت دلچسپ اور قابل غور ہے کہ ہندو اور مسلمان چونکہ دونوں ایشیائی قوم ہیں اس لئے ان کی بہت باتیں یکساں ہیں۔ مسلمان رمضان المبارک میں تیس۳۰ روزے رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کی چوبیس ایکادشی اور باقی تیوہار مل کر تیس چالیس کے قریب برت ہو جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے برت ہر موسم اور ہر مہینہ میں مختلف طور پر ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے روزے بھی چاند کی گردش کے باعث چھتیس۳۶ سال کے عرصہ میں ہر موسم اور ہر مہینہ میں پڑ جاتے ہیں اور دونوں قومیں یکساں نفس کشی کی کوشش کرتی ہیں۔ مسلمان عشرہ کے دس دن اور تیجہ کا ایک دن اور اس کے بعد ماہ صفر میں چہلم کا ایک دن یعنی کل بارہ روز اپنے مقدس امام اور اُن کے اصحاب کی یادگار میں مخصوص کر دیتے ہیں اور خواہ کوئی موسم ہو ہر قسم کی خیرات ضروری سمجھ کر پانی کی سبیل رکھتے ہیں اور غم و الم کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندو کنوار کے مہینہ میں پندرہ دن اور بھادوں کی پورنماشی کا ایک دن تمام مرحوم بزرگوں کے واسطے وقف کر کے بغرض اظہار غم نئے کپڑے بدلنا، حجامت بنوانا نیا کام کرنا معیوب سمجھتے ہیں اور روزانہ ترپن اور شرادھ کر کے اُن کی روح کو فیض پہنچاتے ہیں۔ ہندو چھوٹے بڑے تیوہاروں پر میلے اور رام لیلا وغیرہ کر کے چالیس پچاس بار مل لیتے ہیں۔ مسلمان بھی سال کے باون جمعوں اور دونوں عیدوں کے روز بڑی نماز میں شریک ہو کر اسی طرح ملاقات حاصل کر لیتے ہیں۔

دو سوال - اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے دو سوالوں کا جواب دینا ضروری ہے

(اوّل) جاڑوں میں طاعون ہلاکت کا باعث ہوتا ہے لیکن اس کے متعلق کوئی تیوہار نہیں ہوتا۔

(دوم) جب یہ تیوہار زیادہ تر وباؤں سے بچنے اور فصلوں میں کامیابی حاصل کرنے یا مہم فتح کرنے کی خوشی اور انتظام کی غرض سے کئے جاتے ہیں تو ہم کو اب کیا ضرورت ہے کہ اُن کو منائیں۔ گورنمنٹ کی فیاضی نے جابجا شفاخانے کھول دئے ہیں ہیلتھ آفسر وبائی امراض کا خاص انتظام کرتے ہیں اور جنگی نالیوں اور سڑکوں کو ہمیشہ صاف رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ جنگل صاف ہو کر بستیاں بن گئیں اور ندیاں چلی جاتی ہیں اور ہم لوگ شہروں میں ہیں یہاں ان تیوہاروں کی کیا ضرورت باقی رہی۔

طاعون کا مرض پہلے سوال کے متعلق یہ عرض ہے کہ میرے خیال میں طاعون پہلے زمانہ میں ضرور ہوتا تھا مگر متواتر برسات اور گھنے جنگلوں کی تری کے باعث مہلک نہ تھا۔ یہ اب بھی برسات میں بالکل جاتا رہتا ہے اور ترائی کے مقامات پر نہیں ہوتا۔ طاعون جہانگیر کے زمانہ میں آگرہ میں اور اورنگ زیب کے زمانہ میں دکھن میں ہوا تھا مگر زیادہ نہیں پھیل سکا۔ اِن ہی جنگلوں کے باعث پہلے زمانہ میں یقیناً نہ اس قدر سخت گرمی پڑتی تھی نہ سردی۔

تیوہار منانے کی ضرورت دوسرا سوال گو بظاہر ضروری معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت بالکل ایسا ہی ہے جس طرح کوئی کھانا پکانے کے بعد کہے کہ "میں گھر کا چولھا کیوں نہ توڑ ڈالوں

اب اس کی ضرورت کیا ہے؟"

تاریخ داں اصحاب بخوبی جانتے ہیں کہ تہذیب اور جہالت کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا ہے۔ کبھی ملک مہذب اور تعلیم یافتہ ہوگیا لیکن کچھ عرصہ بعد تہذیب جاتی رہی اور بستی کے بجائے ویرانہ اور آبادی کے بجائے جنگل ہوکر تمام زمین نے اپنی اصلی صورت اختیار کرلی۔ یہ حالت بار بار ہوتی رہی ہے! اور ہوتی رہے گی ہندوستان ویرانی کی حالت میں گھنے جنگل کا خاص مسکن بن جاتا ہے چنانچہ اشوک نے کلنگ دیش (اڑیسہ) کو فتح کرکے آبادی اور تہذیب میں ترقی کی لیکن کئی سو برس بعد جب ایک چینی سیاح وہاں پہنچا تو اس کو ویران پایا۔ کورکشیتر کے قریب جہاں مہابھارت کی عظیم لڑائی ہوئی تھی اور جہاں ایک زمانہ میں کورو اور پانڈوں کا دارالسلطنت تھا ویرانہ ہوکر نادرشاہ کے حملے سے بہت پہلے بڑا جنگل ہوگیا جو انیسویں صدی کے شروع تک موجود تھا۔ اس لئے ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ اس موجودہ تہذیب کا کب خاتمہ ہوجائے اور ہم کو یا ہماری اولاد کو ان قدیمی آفتوں سے کب مقابلہ کرنا پڑے۔ لہذا ان ہزارہا سال کے آزمودہ طریقوں کو جن کی بدولت ہماری جانیں ہمیشہ کے خطرہ سے بچتی رہی ہیں چھوڑ بیٹھنا گویا اپنی اولاد کو تباہی اور موت کے حوالہ کردینا ہے اور بزرگوں کے جو احسانات ہم پر نسلاً بعد نسلٍ چلے آرہے ہیں ان سے آنے والی نسلوں کو محروم کرکے تمام قوم اور ملک کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس لئے خاص کر اس زمانہ میں جبکہ زمین کی قیمت اور کاشتکاری کی قدر پہلے سے بیسیوں گنی بڑھ گئی ہے اور اب بھی ہمارے کروڑوں بھائی دیہات میں

زندگی بسر کرتے ہیں جہاں جنگی اور سلیقہ آفسر کے بجائے جنگل کا دیو ہر دم سامنے موجود رہتا ہے ہمارا فرض ہے کہ جو کمیں ہم تک پہنچی ہیں اُن کی خوبی سمجھ کر اور حتی المقدور ترقی پر پہنچا کر اپنے وارثوں کے واسطے چھوڑ جائیں۔ مثلاً اگر ممکن ہو تو عورتوں کی تصویر کشی اور موسیقی میں ترقی کی کوشش کریں۔ یا مختلف میلوں کو جو ہر بڑے تیوہار پر ہوتے ہیں باقاعدہ کر کے مفید بنائیں۔ اور رسموں کی ناشائستگی (مثلاً فحش راگ گانا اینٹ پتھر یا کیچڑ پھینکنا۔ یا جوا کھیل کر تباہ ہونا) دور کرنے کی کوشش کریں اور علماء و فضلا کو فکر معاش سے آزاد کر کے مزید علمی تحقیقات کا موقع دیں۔ اسی طرح لوگوں کو کچھ عرصہ تک برابر سمجھانے اور راہ راست پر لانے سے معلوم ہوگا کہ اب ملک سے جہالت دور ہوتی جاتی ہے۔ اور ان ہی تیوہاروں کی بدولت وہ نہایت تیزی سے ترقی کے راستے پر پہنچ رہا ہے۔

تیوہاروں کا تاریخی پہلو

ناظرین! تیوہاروں کی جغرافیائی کیفیت کے ساتھ اگر آپ تاریخی پہلو پر بھی غور فرمائیں تو اُن کی دلچسپی دوبالا ہو جائے گی۔ ہماری عورتیں قریب قریب ہر بڑے تیوہار پر ایک نہ ایک کہانی ضرور کہتی ہیں۔ اگرچہ وہ اس وقت کوئی اچھی صورت نہیں اختیار کئے ہوئے ہیں مگر ان سے ہم کو کچھ نہ کچھ پتہ ضرور لگ جاتا ہے کہ تیوہاروں کی ابتدا کس طرح ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اُن گذشتہ نسلوں کا بھی کسی قدر حال معلوم ہو جاتا ہے جو مختلف تہذیب کے زمانوں میں ان سے مختلف طریقوں سے فائدہ اُٹھاتے رہے ہیں۔ تاریخی پہلو کے متعلق لب لباب او ضمیمہ میں مزید بحث کی جائے گی فقط

ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت کا لُبِ لُباب

۱

تیوہاروں کی وجہ

چونکہ ہندوستان (۱) منطقات حارّہ و معتدلہ میں واقع ہے۔
(۲) تین جانب سمندر سے گھرا ہے۔
(۳) مانسون ہواؤں کے راستہ میں پڑتا ہے۔ اور۔
(۴) اسکے پہاڑوں کا رخ اس طرح واقع ہوا ہے کہ مانسون ہوا آتے اور جاتے وقت اُن سے بار بار ٹکراتی ہیں۔
اسلئے یہاں بکثرت بارش ہوتی ہے۔
اور چونکہ ہندوستان کی زمین عموماً بہت زرخیز ہے۔
اسلئے (۱) برسات میں نباتات بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔
ابتدا میں انکی سبزی نہایت تفریح کا باعث ہے اور نظارہ نہایت دلچسپ۔ لیکن انکی کثرت کے سبب سے۔
(۱) سانپ وغیرہ موذی جانوروں کو بہ آسانی مسکن مل جاتا ہے
(۲) سڑنے گلنے پر سینکڑوں بیماریاں ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں۔
(۲) زرخیزی کے باعث سخت کشمکش پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی۔

(۱) جانور پودوں کو کھانے لگتے ہیں اور انسان بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۲) خود آدمیوں میں جنگ و جدال شروع ہو جاتا ہے اور ہر شخص زرخیز زمین کا مالک ہونا چاہتا ہے۔

اسکا اگر انتظام نہ کیا جائے تو یہ تمام قوم اور ملک کی ہلاکت کا باعث ہو لہذا زرخیزی سے فائدہ اوٹھانے اور قوم اور ملک کی حفاظت اور ترقی کی غرض سے ہندوؤں کے تیوہار منائے جاتے ہیں۔

(۲)

مہینوں کی تقسیم بلحاظ موسم و زراعت

نمبر شمار	نام ماہ	موسمی حالت	انتظام زراعت
۱	اساڑھ	برسات کی ابتدا	فصل خریف کی ابتدا
۲	ساون	قدرتی نباتات کی نشو و نما۔ برسات کا دلچسپ نظارہ	فصل خریف کی حفاظت
۳	بھادوں	برسات کا شباب۔ وبائی امراض کی پیدائش	فصل خریف کی تیاری
۴	کنوار	وبائی امراض سے ہلاکت۔ برسات کا خاتمہ اور امراض کی کمی	فصل خریف کی پیداوار کی ابتدا اور فصل ربیع کی آمد
۵	کاتک	سردی کی ابتدا۔ امراض کا خاتمہ	فصل خریف کی پیداوار کا حصول فصل ربیع کی ابتداء
۶	اگھن	سردی کی زیادتی۔ سرمائی برسات کی ابتدا	فصل خریف کا خاتمہ۔ ربیع کے پودوں کی پیدائش اور کاشتکار کی مشغولیت۔
۷	پوس	سردی کا شباب۔ موسم سرمائی برسات	ربیع کے پودوں کی نشو و نما اور کاشتکار کی مشغولیت
۸	ماگھ	سردی اور اسکی برسات کا شباب	ربیع کے پھوٹنے کا نظارہ اور کاشتکار کی کامیابی کے ابتدائی آثار۔
۹	پھاگن	برسات کی آخری شدت اور خزاں کی سخت مصیبت اور اسکا خاتمہ۔ سردی کی ابتدا ہیچ کی	ربیع کے پودوں کا پھلنا۔ خزاں کے باعث فصل کی ہلاکت کا خوف کسان کی سخت پریشانی لیکن بالآخر کامیابی
۱۰	چیت	گرمی کی ابتدا۔ موسمی امراض چیچک وغیرہ کی چند روزہ زیادتی	فصل ربیع کے پیداوار پکنے کی ابتدا۔
۱۱	بیساکھ	گرمی کی زیادتی۔	فصل ربیع کی پیداوار کا حصول خریف کی ابتدائی تیاری
۱۲	جیٹھ	گرمی کا شباب۔	ربیع کی پیداوار کا خاتمہ اور خریف کی آمد۔

(۳)
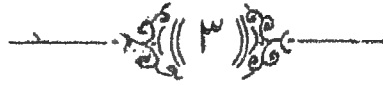
مختلف فصلوں کے مختلف مہینے

(۱) صرف فصل خریف کے خاص مہینے ۔ اساڑھ ۔ ساون ۔ بھادوں ۔
(۲) صرف فصل ربیع کے خاص مہینے ۔ پوس ۔ ماگھ ۔ پھاگن چیت ۔
(۳) خریف کی پیداوار اور ربیع کی ابتدائی تیاری کے مہینے ۔ کنوار ۔ کاتک اگھن
(۴) ربیع کی پیداوار کے مہینے ۔ چیت ۔ بیساکھ ۔ جیٹھ ۔
(۵) خریف کی ابتدائی تیاری کے مہینے ۔ بیساکھ ۔ جیٹھ

(۴)
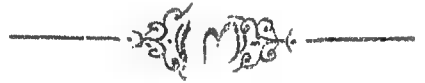
مختلف موسموں کے مہینے

نمبر شمار	موسم	ابتداء	زیادتی	شباب	کمی یا خاتمہ	مدت
(۱)	جاڑا	کاتک	اگھن	پوس و ماگھ	پھاگن	۵ ماہ
(۲)	گرمی	چیت	بیساکھ	جیٹھ	اساڑھ لغایت کنوار	۷ ماہ
(۳)	گرمی کی برسات	اساڑھ	ساون	بھادوں	کنوار	۴ ماہ
(۴)	جاڑے کی برسات	اگھن نصف آخر	پوس	ماگھ	پھاگن نصف اول	۳ ماہ

(۵)

کشمکش کے مہینے

(۱) جان بچانے کی کشمکش .... اساڑھ لغایت کنوار - ۴ ماہ

(۲) کامیابی - فتح اور آرام کی کشمکش ...... کاتک لغایت جیٹھ - ۸ ماہ

(۳) امراض سے حفاظت کے خاص مہینے ... بھادوں - کنوار - چیت - ۳ ماہ

(۴) کشتی اور ورزش جسمانی کے امتحان کا مہینہ ... ساون یک ماہ

(۵) برہمچاری طلبا کے امتحان کا مہینہ .... بھادوں یک ماہ

(۶) لڑکیوں کی تفریح اور کھیل کا مہینہ ...... ساون یک ماہ

(۷) ڈس انفکشن یعنی موسمی جراثیم سے سامان منقولہ وغیر منقولہ کو پاک کرنے کے مہینے ..... کنوار - کاتک - پھاگن - چیت ۴ ماہ

(۶)

بعض مہینوں کی یکساں حالت

(۱) ساون - ماگھ دونوں مہینوں میں قدرتی نظارہ کا خاص لطف ہوتا ہے۔

(۲) ساون میں خودرَو نباتات کی نشو ونما کا اور ماگھ میں زراعت کے پودوں کا۔

(۲) بھادوں بیساکھ (۱) دونوں مہینوں میں مندروں میں خاص تیوہار ہوتے ہیں

(۲) بھادوں میں بحالت مصیبت اور بیساکھ میں بحالت راحت

یکساں دعا اور مذہبی رسوم ادا کی جاتی ہیں (۳) بھادوں میں
تاریخی واقعات یعنی باون اوتار اور سری کرشن اوتار ہوئے اور
بلدیو جی اور رادھکا جی کی پیدائش ہوئی۔ بیساکھ میں بھی تاریخی
واقعات یعنی پرسرام اوتار اور نرسنگھ اوتار ہوئے اور گنگا جی
اور بقول بعض جانکی جی کی پیدائش ہوئی۔ (۴) بھادوں میں
برسات کا اور بیساکھ میں گرمی کا زور ہوتا ہے۔

(۳) کنوار چیت۔ دونوں مہینوں میں (۱) موسمی امراض سے ہلاکت کا خوف
اور نجات اور فصل کی کامیابی پر خوشی اور راحت ہوتی ہے
(۲) نو درگا کا برت نو دن تک ہوتا ہے (۳) شری رامچندر
مہاراج کے تیوہار منائے جاتے ہیں۔

(۴) کاتک پھاگن۔ دونوں مہینوں میں (۱) موسمی حالت یکساں رہتی ہے۔ جو
حالت ایک مہینہ کے بدی پاکھ یعنی ابتدائی ہفتوں میں ہوتی
ہے۔ وہی دوسرے کے سدی پاکھ یعنی آخر ہفتوں میں (۲)
ڈس انفیکشن کا خاص انتظام کیا جاتا ہے۔ کاتک میں چراغ
کے ذریعہ سے اور پھاگن میں آگ کے (۳) ہندوؤں کے
کرسمس ہفتے ہوتے ہیں اور بہت خوشی کی جاتی ہے۔

(۵) اگھن۔ پوس۔ دونوں مہینوں میں کاشتکار کی مشغولیت کے باعث بڑے
تیوہاروں کی نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔

(۷)

مختلف ورنوں کے انتظامی فرائض

(۱) برہمنوں کے فرائض ۔ (۱) ملک اور قوم کی ترقی کے اصول دریافت کرکے قانون بنانا (۲) طلبار کی تعلیم و تربیت کرکے اس قابل کردینا کہ وہ اون کے مجوزہ اُصول اور قوانین کے بموجب انتظامات کرسکیں اور ملک کی ترقی کے باعث ہوں۔

جس طرح پارلیمنٹ سلطنت ہند کی نگرانی اور رہنمائی کرتا ہے اور اوسکے مجوزہ قوانین پر ملک کی ترقی منحصر ہے اسی طرح برہمنوں کے مجوزہ قوانین پر تمام انتظام کا دارومدار ہے اور وہی نگرانی اور رہنمائی کرتے ہیں۔

(۲) چھتریوں کے فرائض ۔ (۱) ملک کا اندرونی و بیرونی انتظام کرنا اور امن قائم رکھنا (۲) دشمنوں سے مقابلہ کرکے ملک کو تباہی سے بچانا (۳) غیر ملکوں سے مناسب تعلقات قائم کرکے آمدورفت کے راستوں کو خطرہ سے محفوظ رکھنا اور ملک کی دولتمندی اور خوش حالی میں ترقی کرنا (۴) رعایا سے ٹکس وصول کرکے ملک کی بہبودی میں صرف کرنا وغیرہ ۔ یہ ورن دولت کا منتظم اور باڈی گارڈ ہے۔

برہمنوں کی زیر ہدایت چھتری اسی طرح ملک کا انتظام کرتے

تھے جس طرح پارلیمنٹ یا گورنمنٹ آف انڈیا کی زیر نگرانی لوکل
گورنمنٹ کا انتظام ہے۔

(۳) ویشیوں کے فرائض۔ (۱) زراعت سے پیداوار حاصل کرنا (۲) مال جابجا پہنچانا اور تجارت سے ملک کو دولتمند کرنا۔ وغیرہ۔ یہ ورن دولت پیدا کر کے جمع کرنے والا ہے۔ اور قومی انتظام میں چھتریوں کی زیر حفاظت اسی طرح کام کرتا ہے جس طرح ریلوے کمپنی و محکمہ جات حساب و زراعت (ڈائرکٹرز آف ایگریکلچر اینڈ اکاؤنٹس) انتظامات کرتے ہیں۔

(۴) شودروں کے فرائض۔ تمام ورنوں کو ان کے فرائض کی انجام دہی میں قدم قدم پر ہمیشہ مدد کرنا۔

یہ ورن ذلیل ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ عام رعیت کے طور پر ہے جس میں ہر قسم کے فنون جاننے والے۔ صناع اور پیشہ ور شامل ہیں اور سب کو مدد دیتے ہیں مثلاً لوہار ہتھیار بنا کر چھتریوں کو۔ ہل یا صندوق وغیرہ بنا کر ویشیوں کو اور برہمنوں پر ہال چڑھا کر یا کھرپی۔ پھاوڑہ۔ اور کلہاڑی وغیرہ تیار کر کے شودروں کو مدد دیتا ہے۔ اسی طرح برتن اور کپڑے بنانے والے سب کو برتن اور کپڑے مہیا کرتے لکڑی یا عمارت کا کام کرنے والے سب کے واسطے لکڑی کا سامان بناتے یا عمارت تیار کرتے ہیں مزدور ہر ایک کو ہر کام میں جسمانی مدد دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ ہر وَرن کی کامیابی دوسروں کی امداد پر منحصر ہے اسلئے باہم نفرت کی کوئی وجہ نہیں۔ ہاں جو وَرن اپنے فرض منصبی سے بے پرواہی کرتا ہے وہ ضرور نگاہ سے گر جاتا ہے اور اسی باعث ہندوؤں کی قومیں اونچی یا نیچی ہوتی رہتی ہیں۔

—— (۸) ——

ہر وَرن کے خاص مہینے

واضح ہو کہ ہر وَرن کو تمام سال کام کرنا پڑتا ہے۔ مگر بعض مہینوں میں خاص خاص وَرنوں پر زیادہ محنت پڑتی ہے مثلاً برہمنوں کو ساون بھادوں کنوار (بدی پاکھ) اور بیساکھ میں چھتریوں کو کنوار (سُدی پاکھ) اور جیٹھ میں ویشوں کو کاتک میں اور شودروں کو پھاگن میں۔

خاص مہینوں کی خیرات

خیرات ہندوؤں کا خاص فرض ہے اور ہر حاجتمند اپنی ضرورت کے مطابق بلا لحاظ قوم اس کا مستحق ہے۔ لیکن دو وَرن یعنی چھتری اور ویش جو دولت کے منتظم اور مالک ہیں خیرات دینے والے اور باقی دو یعنی برہمن اور شودر جو حصول بتاکر یا خدمت کر کے امداد دیتے ہیں خیرات لینے والے سمجھے جاتے ہیں۔ اور چونکہ برہمنوں کو خود پیدا کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا اسلئے وہ خیرات کے خاص حقدار خیال کئے جاتے ہیں خیرات بصورت جنس اکثر دی جاتی ہے اور نقد کم۔ دیہات میں اب بھی قاعدہ ہے کہ برہمن۔ نائی۔ باری وغیرہ بلا اُجرت خدمات کرتے رہتے ہیں اور تیوہار یا تقریب پر ہی حق پاتے ہیں

لیکن یہ حق اِس قدر مل جاتا ہے کہ وہ سال بھر کی محنت کی کافی اُجرت ہوتا ہے۔
ہر تیوہار پر اناج یا موسمی پھل کی خیرات کا عام رواج ہے لیکن بعض مہینے خاص خیرات کے واسطے مقرر ہیں۔ مثلاً کاتک میں چراغ خیرات کئے جاتے ہیں۔ اگہن میں کھچڑی۔ ماگھ میں تل۔ چیت میں موسمی پھل یعنی ککڑی خربوزہ وغیرہ بیساکھ میں ستّو (بھنے اور پسے ہوئے جَو چنا گیہوں وغیرہ) جیٹھ میں پانی۔ ساون میں پھل اور دودھ۔ بھادوں میں دہی۔ وغیرہ وغیرہ۔

۹

تیوہاروں کی مختلف اقسام ماہ بماہ

نمبر شمار	نام ماہ	ابتدائی دو ہفتے یعنی بدی پاکھ	آخر دو ہفتے یعنی سُدی پاکھ
(۱)	اساڑھ		ضروری کاروبار بند کرنے اور تعلیمی سیشن کے خاتمے کے تیوہار
(۲)	ساون	موسم برسات کی تفریح کے تیوہار	آنے والی وباؤں سے حفاظت کے انتظامی تیوہار
		(اس مہینہ میں جسمانی ورزش کے تیوہار ہوتے ہیں اور لڑکیوں کے تیوہار بھی)	
(۳)	بھادوں	آنے والی وباؤں سے حفاظت کے تیوہار	وباؤں سے حفاظت اور فصل خریف کی کامیابی کے تیوہار
		(اس مہینہ میں برہمچاری لڑکوں کے تیوہار ہوتے ہیں)	
(۴)	کنوار	وباؤں سے موت کے تیوہار	فصل خریف کی کامیابی اور وبا سے نجات کے تیوہار
(۵)	کاتک	وبائی آلائش پاک کرنے کے تیوہار	فصل خریف کی کامیابی اور وبائی اثر دور کرنے کے تیوہار
		(اس مہینہ میں چراغوں کے تیوہار ہوتے ہیں)	
(۶)	اگہن		فصل خریف کے خاتمہ اور ربیع میں ہل کے کام سے فراغت کے تیوہار
(۷)	پوس		
(۸)	ماگھ		فصل ربیع کے پھولنے کے تیوہار
(۹)	پھاگن	بلحاظ حالت موسم بیم و رجا کے تیوہار	موسم کی تبدیلی اور فصل کی کامیابی کے تیوہار
(۱۰)	چیت	فصل کی کامیابی پر خوشی اور موسمی امراض سے حفاظت کے تیوہار۔	موسمی آلائش کی صفائی وبا سے نجات اور فصل ربیع کی کامیابی پر راحت کے تیوہار۔
(۱۱)	بیساکھ	فصل کی کامیابی پر خیرات اور بلحاظ نفس کشی مندروں میں دعا اور ریاضت کے تیوہار	
(۱۲)	جیٹھ	کامیابی فصل پر شکریہ کے تیوہار	فصل ربیع کے خاتمہ کے تیوہار

(۱۰)
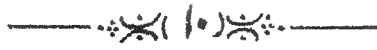
تیوہاروں کے انتظامی حالات مع وجوہ

ساون

(۱) ہریالی تیج۔ برسات کی ابتداء میں سبزی کے نظارہ کے لطف کا دن۔

(۲) ناگ پنچمی۔ برسات میں حشرات الارض سے عموماً اور سانپ سے خصوصاً حفاظت کا دن۔

(۳) سلونو۔ فصل خریف کے پھولنے کی خوشی۔ اور وبائی امراض سے حفاظت کے انتظام کا پہلا خاص دن جو ابتدائی فرحت کے زمانہ میں آنے والی مصیبت کے ایام سے ملا دیتا ہے۔ یہ پرندوں کی تصویرکشی کا نظارہ اور لڑکیوں کی دعائے خیر کا دن ہے۔

بھادوں

(۴) ہل چھٹہ۔ فصل خریف میں ہل کے کام سے فارغ ہونے اور باغ میں پکنک (Picnic) کا لطف اوٹھانے کا دن۔

برہمچاری یعنی ناکتخدا طالب علموں کا تیوہار۔

(۵) جنم اشٹمی۔ زمانہ مصیبت میں بغرض رہنمائی محافظت سری کرشن مہاراج کی پیدائش کا تاریخی دن۔

(۶) اوگ دوادشی۔ مویشیوں کی عموماً اور گائے کی خصوصاً حفاظت اور سنئے چنے کو استعمال کرنے کا دن۔ برہمچاری لڑکوں کا دوسرا تیوہار۔

(۷) ہرتالکا تیج۔ جان و مال کی حفاظت کے واسطے دعا اور روزہ کا دن۔

(۸) بیجھر چوتھ یا چٹا چوتھ۔ عوام کو وبائی امراض کی ابتداء سے مطلع کرنے اور

مکانات کو مٹی کے کثیف برتنوں سے صاف کرنے کا دن۔
برہمچاری یعنی ناکتخدا طالب علم بچوں کے جلوس اور امتحان کا تیوہار۔

(۹) رکھا پنچمی۔ خودرو نباتات کی تحقیقات اور مٹی کے برتنوں کو کثافت
سے بچانے کا تیوہار۔

(۱۰) بلدیو چھٹھ۔ ایام مصیبت میں بلدیو جی کی پیدائش کا تاریخی دن۔

(۱۱) رادھا اشٹمی۔ ایام مصیبت میں رادھکا جی کی پیدائش کا تاریخی دن۔

(۱۲) باون (وامن) دوادشی۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اور برہمچاری طلباء کے
جلوس اور امتحان کا تیوہار۔ فصل خریف کی کامیابی پر دولتمندی
کے خراب نتائج سے حفاظت کے واسطے باون جی کی پیدائش
کا تاریخی دن۔

(۱۳) اننت چودس۔ فصل خریف میں دولتمندی کے خراب نتائج اور امراض کے
باعث ہلاکت سے حفاظت کا تیوہار۔

(۱۴) لکشمی اشٹک۔ فصل خریف کی کامیابی پر دولتمندی کے شکریہ دعا اور
انتظام کا زمانہ۔

(۱۵) پتر پکش۔ مُردوں کی تجہیز و تکفین اور یادگار کے ایام۔

(۱۶) نو درگا یا نوراتر۔ وبائی اثر سے جسم کی پاکیزگی اور فصل خریف میں اناج ملنے
کی خوشی اور دعا کے ایام۔

(۱۷) دسہرہ۔ وبائی اثر سے سامان منقولہ کی پاکیزگی اور فصل خریف کی
کامیابی کی خوشی اور لڑکیوں کی مبارکباد اور دعائے خیر کا دن۔

بھادوں

اسوج

یہ برسات کے آخر زمانہ کو سردی کے موسم سے ملا دیتا ہے۔

(۱۸) سرد پونو۔ وبائی زمانہ اور برسات کے خاتمہ پر گنگا اشنان۔ وبائی الاثش سے مکانات کی صفائی۔ چراغ کی خیرات اور آسمانی نظارہ کی تحقیقات کا دن۔

(۱۹) کرواچوتھ۔ ہندو کرسمس کے گرمائی حصہ کی ابتدا صفائی قلب تصویرکشی اور مٹی کے نئے برتنوں کے استعمال کی ابتدا۔ اس روز بیویاں اپنے خاوندوں کی خیریت کی دعا کرتی ہیں اور برت رکھتی ہیں۔

(۲۰) اہوئی اشٹمی۔ مزید صفائی قلب اور تصویرکشی میں حیوانات پرند اور حشرات الارض کے نظارہ کی ابتدائی تکمیل کا دن۔ اس روز والدہ اپنے بیٹیوں کی خیریت کی دعا کرتی ہیں اور برت رکھتی ہیں۔

(۲۱) چہاردواوشی۔ گائے اور بچھڑوں کا تیوہار نئے اناج کے استعمال کی ابتدا۔

(۲۲) دھن تیرس۔ دھات کے نئے برتنوں کے استعمال کا تیوہار۔

(۲۳) روپ چودس۔ مکان کو ڈس انفیکٹ یعنی جراثیم سے پاک کرنے اور تصویرکشی میں مخلوق کے نظارہ کا تیوہار۔ اس روز سری کرشن مہاراج نے نرکا سُر دیت کو قتل کیا تھا اسلئے اسکو نرک چودس بھی کہتے ہیں۔

(۲۴) دیوالی۔ مکانات اور رستوں کی بذریعہ چراغ جراثیم سے صفائی سالانہ حسابات کے خاتمہ اور تصویرکشی میں مخلوق کے مکمل نظارہ کا خاص تیوہار۔

(۲۵) گوبردھن۔ نئے اناج اور مویشیوں کے نئے دودھ اور گوبر کے استعمال کا تیوہار۔

(۲۶) جم دوج۔ یا بھیّا دوج۔ ڈس انفیکشن کی کامیابی پر جمنا اشنان اور لڑکیوں کی دعائے خیر کا دن۔ اس روز لڑکیاں اپنے بھائیوں کی خیریت کا جشن کرتی ہیں۔

(۲۷) گوپا اشٹمی۔ گائے اور بچھڑوں کے جلوس اور نمائش کا دن۔

(۲۸) اکشے نومی۔ آنولہ اور پیٹھے کی خیرات اور عبادت گاہوں کے طواف کا دن۔

(۲۹) دیو اٹھان ایکادشی۔ راستوں کی جراثیم سے مزید صفائی۔ ضروری کاروبار کے اجرا، کیمپ فائر کی ابتدا، اور تاریخی تصویر کشی کا تیوہار۔

(۳۰) کاتکی پورنماشی۔ چراغوں کی خیرات اور ڈس انفیکشن سے فراغت پر گنگا اشنان کا تیوہار۔

(۳۱) مارگسری ایکادشی۔ فصل خریف کے خاتمہ پر گنگا اشنان اور برت یعنی روزہ کا تیوہار۔

(۳۲) بلدیو پورنماشی۔ فصل ربیع کے ہل کے کام سے فراغت پر گنگا اشنان اور دتاتریہ کی پیدائش کا تاریخی دن۔

(۳۳) سنکرانت مکر۔ آفتاب کے بجانب جنوب جانے کے خاتمہ اور بطرف شمال واپسی کی ابتدا، پر گنگا اشنان اور خیرات کا روز۔ یہ ہندوؤں کا بڑا دن ہے۔

(۳۴) سکٹ چوتھ۔ تل اور گڑ کی خیرات اور استعمال کا دن فصل بیں

کلیاں پیدا ہونے کا زمانہ۔

(۳۵) کُرتیج یا کُرچوتھ۔ سہاگن عورتوں کے کھانا بنانے کے امتحان اور بعض اقوام میں چیونٹی کھلانے کا دن۔

(۳۶) بسنت پنچمی فصل میں پھول پیدا ہونے اور کلیاں کھلنے کی خوشی اور قدرتی نظارہ کے لطف کا دن۔

(۳۷) جانکی جنم۔ کاشتکار کے اطمینان اور شانتی کا دن اور فصل کی حفاظت میں کامیابی کا تیوہار۔ بعض لوگ یہ تیوہار ایام راحت یعنی بیساکھ میں مناتے ہیں۔

(۳۸) مہاشیوراتری فصل ربیع میں زمانہ بیم ورجا سے فارغ ہوکر برت یعنی روزہ رکھنے اور گنگا اشنان کرنے کا دن۔ اس روز سے عین راحت اور دولتمندی کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

(۳۹) پھلیرا دوج۔ ہندو کرسمس کے سرمائی حصہ کی ابتدا۔ جاڑوں کی برسات (مہوٹ) کا زمانہ ختم ہونے پر ڈس انفیکشن کا پہلا دن فصل ربیع کے بار ور ہونے کی خوشی کا ابتدائی تیوہار۔

(۴۰) ایکادشی فصل ربیع کی کامیابی پر مندروں میں دعا کرنے اور خوشی منانے کا دن۔

(۴۱) دوادشی۔ فصل کی کامیابی پر عزیزوں کے ساتھ گھر میں خوشی منانے کا دن۔

(۴۲) ہولی۔ فصل کی کامیابی کی جانچ اور اطمینان کا خاص دن۔ موسمی

جراثیم سے مقامات کی پاکیزگی (ڈس انفیکشن) کا خاص تیوہار
کیمپ فائر ختم کرنے کا دن۔ یہ تیوہار سردی کے زمانہ کو
گرمی کے موسم سے ملا دیتا ہے۔

(۴۳) دولہنڈی یا ڈھول۔ فصل کی کامیابی پر بلا لحاظ قوم عوام کا باہم
مل کر خوشی منانے کا اور خدا کی حمد و ثنا اور دعا کا دن۔

(۴۴) دوج۔ فصل کی کامیابی پر باہم ملاقات و مبارکباد کا دن۔ اس روز
لڑکیاں کامیابی پر مبارکباد کا قشقہ عزیزوں کی پیشانی پہ
لگاتی ہیں اور اونکے واسطے دعائے خیر کرتی ہیں۔

(۴۵) سیتلا اشٹمی۔ موسمی امراض یعنی چیچک وغیرہ سے حفاظت اور دعا کا تیوہار
(۴۶) نوراتر چیت۔ موسمی اثر سے جسم کی پاکیزگی اور فصل ربیع میں اناج
ملنے کی خوشی اور دعا کے ایام۔

(۴۷) گنگور تیج۔ فصل کی کامیابی پر سُہاگن عورتوں کی دعا کرنے اور
کھانا بنانے کے امتحان کا تیوہار۔

(۴۸) رام نومی۔ زمانہ راحت میں بغرض رہنمائی و حفاظت شری
رامچندر جی مہاراج کی پیدائش کا تاریخی تیوہار۔

(۴۹) اکشے تیج۔ گرمی کے موسمی اناج اور پھلوں کی خیرات اور استعمال کا
دن۔ فصل خریف کی تیاری کا پہلا دن اس روز ہل کے
کام کی ابتدا ہوتی ہے اور گنگا اشنان کیا جاتا ہے۔ دولت و
قوت کا تاریک رُخ دکھانے کے واسطے پرشرام جی کی

پیدائش کا تاریخی دن۔

(۵۰) گنگا ستمی۔ گنگا جی کو پہاڑ سے میدان میں لانے کا پہلا تاریخی دن اس روز گنگا اشنان ہوتا ہے۔

(۵۱) نرسنگھ چودس۔ دولتمندی کے خراب نتائج سے آگاہی کے واسطے نرسنگھ جی کی پیدائش کا تاریخی دن۔

بیساکھ

(۵۲) برماوتی۔ نباتات کے نظارہ کی تصویرکشی کا تیوہار اور بغرض حصول استقلال و محبّت و ہمت دعا کا دن۔

(۵۳) دسہرہ جیٹھ۔ فصل ربیع کے خاتمہ اور خریف کی ابتدا پر گنگا اشنان کا تیوہار۔

(۵۴) نرجلا ایکادشی۔ ایکادشی کا خاص تیوہار۔ شربت کے گھڑے اور پنکھے کی خیرات کا دن۔

جیٹھ

(۵۵) بھڑریانومی۔ وبائی زمانہ آنے سے پہلے شادی وغیرہ کی رسمیات ادا کرنے کا خاص دن۔

(۵۶) پَوَن پرچھیا۔ موسم برسات کی تحقیقات کا دن۔ موسمی ہوا (مانسون) کی رفتار اور رُخ دیکھ کر اس روز تحقیقات کی جاتی تھی کہ مختلف مقامات پر فصل کسقدر کامیاب ہوگی اور وبائی امراض کا کیا اثر ہوگا۔

(۵۷) دیوشینی ایکادشی۔ وبائی موسم اور بارش کا زور قریب ہونے کے باعث ضروری کاروبار بند کرنے کا دن۔

(۵۸) بیاس پوجا۔ تعلیمی سیشن ختم کرنے اور گرو یعنی معلم و مرشد کی پوجا کا دن۔

اساڑھ

(۱۱)

ہماری ضروریات کے لحاظ سے تیوہاروں کی تقسیم

(۱) علمی تحقیقات کے تیوہار :-

(۱) خودرو نباتات کی تحقیقات ۔ رکھ پنچمی

(۲) آنے والے موسم کی تحقیقات ۔ باون پتہ چھیلا

(۳) آسمانی نظارہ کی تحقیقات ۔

ا - چاند کا بوقت طلوع مشاہدہ ۔

(۱) برسات کے بادلوں میں ۔ (بھادوں)

(۱) اندھیری یعنی بدی پاکھ میں نصف ماہتاب کی شکل ۔ جنم اشٹمی

(۲) اُجیالی یعنی سُدی پاکھ میں ماہتاب کی ہلالی شکل ۔ ہرتالکا تیج

(۳) اُجیالی میں نصف ماہتاب کی شکل ۔ رادھا اشٹمی ۔

(۲) برسات کے بعد مطلع صاف ہونے پر (آخر کنوار اور شروع کاتک)

(۱) ماہ کامل کی شکل .... سرد پونو

(۲) تین چوتھائی چاند کی شکل کرواچوتھ

(۳) اندھیری یعنی بدی پاکھ میں نصف ماہتاب کی شکل ۔ اہوئی اشٹمی

(ممالک متوسط میں کاتک کی دوج (جم دوتیا) کو چاند کی ہلالی شکل کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور چندر درشن کا تیوہار ہوتا ہے)

(۳) سردی کے موسم میں (ماگھ)

تین چوتھائی چاند کی شکل .... سکٹ چوتھ

(نوٹ ا۔) ان تیوہاروں پر ماہتاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد عورتیں کھانا کھاتی ہیں۔

(نوٹ ۲۔) چونکہ گرمی کے موسم میں آسمان گرد وغبار سے صاف نہیں ہوتا اس لئے اس زمانہ میں مشاہدہ کا تیوہار کوئی نہیں ہے۔ برسات کے شباب میں مشاہدہ شروع ہوتا ہے اور جاڑوں کی برسات تک رہتا ہے۔

۲۔ چاند کی عدم موجودگی میں آسمان کا مشاہدہ .... دیوالی

۳۔ چاند کے مشاہدہ سے احتراز کی شب ..... پتھر چوتھ

۴۔ آفتاب کا مشاہدہ سال میں ۱۲ بار ہر سنکرانت کو۔ اس روز بعض قوموں میں آفتاب کی شکل زمین پر بنائی جاتی ہے۔

(۲) علوم وفنون کے تیوہار:۔

(۱) موسیقی کی ابتدائی تعلیم۔ باون دوادشی

(۲) ہم اور کھیتی وغیرہ کے سامان کی نمائش۔ دسہرہ۔

(۳) تصویر کشی (۱) نباتات کا عام نظارہ — برماوش

(۲) پرندوں کا عام نظارہ — سلونو۔

(۳) حیوانات پرند اور حشرات الارض کا نظارہ۔ ہولی

(۴) تمام مخلوق کا نظارہ — روپ چودس

(۵) مخلوقات کا مکمل نظارہ۔ دیوالی

(۶) تاریخی تصویر کشی — دیو اٹھان ایکادشی

(۴) قدرتی نظارہ کا مشاہدہ۔ (۱) برسات میں۔ ہریالی تیج

(۲) جاڑوں میں۔ بسنت پنچمی

(۵) تعلیمی انتظام (۱) سیشن کی ابتدا کا دن۔ دیو اٹھان ایکادشی

(۲) سیشن کے خاتمہ کا دن۔ بیاس پوجا

(۳) طلباء کے امتحان کے تیوہار۔ (۱) چٹا چوتھ یا پتھر چوتھ

(۲) وامن دوادشی (یا اندر دوادشی)

(۳) کاشتکاری کے تیوہار:۔

(۱) فصل ربیع کے خاتمہ اور فصل خریف کی ابتدا کا دن۔ دسہرہ جیٹھ

فصل ربیع کی ابتدا اور خریف کی کامیابی پر خاص خوشی کا دن۔ دسہرہ کنوار

(۲) " خریف میں ہل کے کام کی ابتدا کا دن۔ اکش تیج۔

" خریف میں ہل کے کام کے خاتمہ کا دن۔ ہل چھٹھ۔

" ربیع میں ہل کے کام کے خاتمہ کا دن۔ بلدیو پورنماشی

(۳) " خریف کی کامیابی اور اناج کی تیاری کا زمانہ۔ لکشمی اشٹک

" ربیع کی کامیابی اور اناج کی تیاری کا زمانہ۔ ہولکا اشٹک

(۴) " خریف کی تیاری اور پہلی بار اناج گھر میں آنے کا زمانہ۔ نو درگا کنوار

" ربیع کی تیاری اور پہلی بار اناج گھر میں آنیکا زمانہ۔ نو درگا چیت

(۵) " خریف کے بارور ہونے کی ابتدائی اُمید اور خوشی کا دن۔ سلونو۔

" ربیع کے بارور ہونے کی ابتدائی اُمید اور خوشی کا دن۔ بسنت پنچمی

(۶) " ربیع کی خرابی کے خوف اور کاشتکار کی انتشار طبیعت میں اطمینان دلانے کا تیوہار۔ } جانکی جنم

" خریف کی خرابی کے خوف اور کاشتکار کی انتشار طبیعت میں اطمینان دلانے کا تیوہار۔ } رادھا اشٹمی

(۷) فصل ربیع کے باردر ہونے پر خوشی کا تیوہار (۱) کھیلیرا دوج (۲) ہولی ۔

(۳) دولہنڈی (۴) دوج

" خریف کے باردر ہونے پر خوشی کا تیوہار ۔ وامن دوادشی

(۸) فصل خریف کے کُل کام سے فارغ ہونے کا دن ۔ مارگسری ایکادشی

" ربیع کے کُل کام سے فارغ ہونے کا دن ۔ دسہرہ جیٹھ

(۴) کیمپ فائر یعنی الاو کے تیوہار :۔

(ابتدا) کاتک میں ۔ دیواُٹھان ایکادشی ۔

(خاتمہ) پھاگن میں ۔ ہولی ۔

(۵) نباتات کے تیوہار :۔

۱۔ درخت (۱) ڈھاک (۱) ہولی (۲) ٹیسوسوموتی (چیت) (۳) اماوش (اساڑھ) (۴) ہل چھٹھ ۔

(۲) برگد ۔ برماوش

(۳) پیپل ۔ کا طواف ۔ ایام کاتک

(۴) آملہ ۔ اکشے نومی ۔

(۵) تلسی ۔ ۱۔ دیواُٹھان ایکادشی

۲۔ کاتکی پورنماشی

(۶) گنّے کا عرق ۔ دیواُٹھان ایکادشی

(پنجاب) لوہڑی

نوٹ :۔ ان کے علاوہ کیلا بھی نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے گو اسکا کوئی خاص تیوہار

نہیں ہوتا۔ کتھا میں اسکے پتوں کا منڈپ بنایا جاتا ہے اور بعض آدمی جمعرات کو اسکا پوجن کرتے ہیں۔ پوجا اور کتھا میں آرتی کے وقت کافور استعمال ہوتا ہے یہ وبائی امراض سے حفاظت کا خاص ذریعہ ہے۔

۲۔ پھل اور اناج کی خیرات اور استعمال۔

(۱) چنا اور باجرہ۔ چہار دواد شی۔

(۲) باجرہ۔ پورنماشی کاتک۔

(۳) بیجھر۔ دسہرہ جیٹھ۔

(۴) چنا۔ اوگ دوادشی۔

(۵) جو۔ (۱) اکشے تیج (۲) سلونو (۳) دسہرہ کنوار (۴) ہولی

(۶) تل۔ (۱) سکٹ چوتھ (۲) گرتیج (۳) کرچوتھ۔

(۴) شنکرانت مکر۔

(۷) کٹے ہوئے چاول۔ سرد پونو

(۸) دال چاول۔ شنکرانت کمر

(۹) پیٹھا۔ اکشے نومی

(۱۰) گیہوں۔ ہل چھٹ

(۱۱) کھیرا۔ ہل چھٹ

(۱۲-۱۳) خربوزہ اور بیگن۔ دسہرہ جیٹھ

(۱۴ الغایت ۱۷) گنا۔ مولی۔ سنگھاڑہ۔ بیر۔ دیو اٹھان ایکادشی

نوٹ: چاولوں سے ہر تیوہار پر پوجا کی جاتی ہے۔ ہر ایکادشی پورنماشی اور اماوش کو

فصلی پھل خیرات کئے جاتے ہیں۔ساون کا مہینہ پھل کی خیرات کے واسطے مخصوص ہے۔

(۶) حیوانات کے تیوہار:۔

(۱) گائے (برسات میں) اوگ (دوادشی (جاڑوں میں) (۱) بچھار دوادشی۔ (۲) گوپا اشٹمی

(۲) گھوڑا۔ دسہرہ کنوار۔

(۳) ہاتھی۔ (۱) لکشمی اشٹک (۲) دیوالی

(۴) بھینسا یا بکرا۔ (۱) دسہرہ (۲) نودرگا چیت (۳) نودرگا کنوار

(۵) بیل اور مویشی۔ گوبردھن۔

(۷) پرند اور حشرات الارض کے تیوہار:۔

(۱) نیل کنٹھ۔ دسہرہ کنوار۔

(۲) چیل اور کوے وغیرہ۔ پتر پکش

(۳) عام پرند۔ سلونو۔

(۴) سانپ۔ ناگ پنچمی۔

(۵) چیونٹی۔ کرتیج یا کرچوتھ

(۸) جمادات کے تیوہار۔

(۱) سونا یا چاندی (روپیہ۔اشرفی وغیرہ) دیوالی

(۲) لوہا یا فولاد یا لکڑی (ہتھیار و اوزار وغیرہ) دسہرہ کنوار (۲) سلونو (۳) دوج دیوالی (۴) دوج ہولی

(۳) پیتل۔تانبہ۔کانسہ وغیرہ۔ دھن تیرس

(۹) تبدیلی کے موسم کے تیوہار:۔

(۱) سلونو - یہ برسات کے ابتدائی فرحت کے زمانہ کو وبائی امراض کے زمانہ سے ملاتا ہے۔

(۲) دسہرہ کنوار - یہ برسات کے آخر زمانہ کو سردی کے موسم سے ملاتا ہے۔

(۳) ہولی - یہ سردی کے آخر زمانہ کو گرمی کے موسم سے ملاتا ہے۔

(۱۰) وبائی امراض کی پیش بندی کے تیوہار :-

(۱) کاروبار بند کرنے کے واسطے۔

(۱) دیوشینی ایکادشی (۲) بیاس پوجا

(۲) حفاظت کی تیاری کے واسطے۔

(۱) رکشا بندھن (۲) انت چودس

(۳) عوام کو وبا کی اطلاع دینے کے واسطے۔ پتھر چوتھ

(۴) کوڑا کرکٹ کی صفائی کے واسطے۔ ہولی

(۵) کاروبار دوبارہ جاری کرنے کے واسطے۔ دیو اٹھان ایکادشی

(۱۱) ڈِس انفیکشن یعنی وبائی صفائی کے تیوہار :-

(۱) جسمانی صفائی (۱) نودرگا کنوار (۲) نودرگا چیت

(۲) سامان منقولہ کی صفائی۔ دسہرہ کنوار

(۳) مکانات اور گلیوں کی صفائی۔ (۱) روپ چودس (۲) دیوالی (۳) جم دوج

(۴) راستہ کی صفائی۔ دیو اٹھان ایکادشی (اودھ میں)

(۵) چراغ یا آگ سے قصبہ یا شہر کی صفائی۔ (۱) سرد پونو۔
(۲) اہوئی اشٹک (۳) کاتکی پورنماشی (۴) ہولکا اشٹک

(۱۲) وبائی امراض سے حفاظت کے تیوہار:۔
(۱) رکشا بندھن (۲) بتھر چوتھ (۳) اننت چودس
(۴) سیتلا ستمی۔

(۱۳) وبا کے خاتمہ پر چراغ کی خیرات اور استعمال کے تیوہار۔
(۱) سرد پونو (۲) دھن تیرس (۳) روپ چودس
(۴) دیوالی (۵) دیو اٹھان ایکادشی۔

(۱۴) ناکتخدا لڑکوں یعنی برہمچاریوں کے تیوہار:۔
(۱) ہل چھٹھ (۲) اوگ دواوشی (۳) چٹا چوتھ۔
(۴) وامن دوادشی۔

(۱۵) لڑکیوں کے تیوہار:۔
(۱) ہریالی تیج
(۲) زندگی کی کشمکش کی ابتدا میں۔ سلونو
اس دن عزیزوں کے ماتھے پر قشقہ یعنی ٹیکا لگا کر لڑکیاں دعا کرتی ہیں
(۳) زندگی کی کشمکش کے خاتمے پر۔ دسہرہ کنوار
اس دن بھی ٹیکا لگا کر لڑکیاں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں
کی کامیابی پر مبارک باد دیتی ہیں۔
(۴) آرام کے زمانہ کے ابتدا میں دیوالی کی دوج

اس دن سلونو کی طرح لڑکیاں ٹیکا لگا کر عزیزوں کی کامیابی کی دُعا کرتی ہیں۔

(۵) آرام کی کشمکش کے خاتمہ پر۔ ہولی کی دوج

اس دن دسہرہ کنوار کی طرح ٹیکا لگا کر لڑکیاں عزیزوں کی کامیابی پر مبارکباد دیتی ہیں۔

(۱۶) کھلونے اور گڑیوں کے تیوہار:-

(۱) کھلونے۔ دیوالی (۲) گڑیاں۔ ناگ پنچمی

(۳) چکئی لٹو۔ ہل چھٹھ

نوٹ:- لڑکیاں گڑیوں کا تیوہار ہر تیوہار پر علیحدہ کرتی ہیں اور اس طرح تیوہار منانا سیکھتی ہیں۔

(۱۷) برتنوں کے تیوہار:-

(۱) مٹی کے گھڑے اور پنکھے کی خیرات کا دن نرجلا ایکادشی

(۲) مٹی کے میلے برتنوں سے مکان صاف کرنیکا دن پتھر چوتھ

(۳) مٹی کے استعمالی برتنوں کو کثافت سے بچانے کا تیوہار۔ رکھ پنچمی

(۴) مٹی کے نئے برتنوں کے استعمال کا تیوہار۔ کرواچوتھ۔

(۵) دھات کے نئے برتنوں کے استعمال کا تیوہار دھن تیرس۔

(۱۸) کھانا بنانے کے امتحان کے تیوہار:-

(۱) برسات کی ابتدا میں ہریالی تیج یا ہرتالکا تیج۔

(۲) سردی کی ابتدا میں کرواچوتھ (بعض خاندان میں اہوئی)

(۳) سردی کے شباب میں گرتیج یا کربہ چوتھ (بعض قوموں میں شنکرانت مکر)

(۴) گرمی کی ابتدا میں گنگور تیج

(۵) گرمی کے شباب میں برماوشش

نوٹ۔ (۱) اس طرح ہر موسم کے کھانے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

(۲) یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ برماوشش یا شنکرانت کے علاوہ یہ تیوہار تیج یا چوتھ کو ہوتے ہیں۔

(۱۹) ہر شخص سے ملاقات کے تیوہار:۔

(۱) کنوار میں۔ دسہرہ۔

(۲) پھاگن میں۔ ہولی۔

(۲۰) جلوس کے تیوہار:۔

(۱) برہمچاری بچوں کا جلوس تعلیمی سیشن کے خاتمہ پر

(۱) چٹا چوتھ (۲) وامن دواوشی

(۲) فوج اور سامان کا جلوس برسات کے خاتمہ پر دسہرہ کنوار

(۳) گائے کا جلوس۔ ڈِس انفیکشن کے خاتمہ پر

(۱) گوبردھن (۲) گوپا اشٹمی

(۴) بھجن منڈلی کا جلوس (۱) فصل خریف کی کامیابی پر

۱۔ نودرگا ۲۔ دسہرہ ۳۔ دیوالی۔

(۲) فصل ربیع کی کامیابی پر۔ ۱۔ ہولی ۲۔ نوُدرگا چیت

(۲۱) ہندو کرسمس کے تیوہار:۔

(۱) جاڑا شروع ہونے سے پہلے دو ہفتہ میں (۱۴ دن)

۱۔ کرواچوتھ ۲۔ اہوئی اشٹمی ۳۔ چہار دوادشی

۴۔ دھن تیرس ۵۔ نرک چودس یعنی روپ چودس

۶۔ دیوالی ۷۔ گوبردھن ۸۔ دوج۔

(۲) جاڑے کے خاتمہ پر دو ہفتہ میں (۱۲ دن)

۱۔ پھُلیرا دوج ۲۔ ایکادشی ۳۔ دوادشی

۴۔ ہولی ۵۔ پڑوا۔ ۶۔ دوج۔

(۳) برسات میں۔

مہالکشمی اشٹک (بھادوں اور کنوار کے دو ہفتہ میں)

فصل خریف کی کامیابی پر۔ اسمیں جان کی حفاظت اور موت کے تیوہار مثلاً اننت چودس اور پتر پکش ہوتے ہیں۔

(۲۲) برت یعنی روزہ کے تیوہار:۔

(۱) گرمی

(چیت) (۱)۔ نوراتر تبدیلی موسم پر (۲) رام نومی

(جیٹھ) نرجلا ایکادشی۔

(۲) برسات

(اساڑھ) دیوشینی ایکادشی (۲) بیاس پوجا

(ساون) (۱) ہرتالکا تیج (۲ لغایت ۶ یا ۷) ساون کے سوموار

(بھادوں) ۱۔ ہل چھٹھ ۲۔ جنم اشٹمی ۳۔ رشی پنچمی

۴۔ اننت چودس۔

(کنوار) تبدیلی موسم پر ۱۔ نوراتر کنوار ۲۔ سرد پونو

(۳) جاڑا۔

(کاتک) ۱۔ کرواچوتھ ۲۔ اہوئی اشٹمی ۳۔ چھار دواد شی

۴۔ دیوالی ۵۔ دیو اٹھان ایکادشی

۶۔ کاتکی پورنماشی۔

(اگھن) بلدیو پورنماشی۔

(ماگھ) سکٹ چوتھ۔

(پھاگن) ۱۔ مہاشیوراتری ۲۔ ایکادشی ۳۔ ہولی۔

نوٹ:۔ ان کے علاوہ ۱۔ ہر مہینہ کی ایکادشی۔ ۲۔ پردوش۔ ۳۔ پورنماشی کو اور

بعض خاندانوں میں درگا اشٹمی کو برت کیا جاتا ہے۔

(۲) ہر تیوہار کو پوجا کے وقت تک برت رکھا جاتا ہے۔

(۳) روپ چودس کے سوا ہر تاریخی تیوہار پر جس روز کسی بزرگ کی

پیدائش ہوئی ہے برت رکھتے ہیں۔

(۴) بعض قوموں میں بیساکھ کاتک۔ اگھن۔ ماگھ۔ پھاگن میں عورتیں

روزانہ صبح نہاتی ہیں اور برت رکھتی ہیں۔

(۵) چترماس برت ۔ دیوشینی ایکادشی سے دیوٹھان ایکادشی تک یعنی چار مہینہ رکھا جاتا ہے اور روزانہ دوپہر یا آفتاب غروب ہونے کے بعد یا چاند نکلنے کے بعد کھانا کھایا جاتا ہے بعض عورتیں اس زمانہ میں کسی خاص پھل یا نمک وغیرہ سے پرہیز کرتی ہیں اور برت کے خاتمہ پر خیرات کے بعد استعمال کرتی ہیں ۔

نوٹ :۔ میری عزیز لڑکی کا برسات میں تمام جسم پک جاتا اور خارش ہوتی تھی اُس نے چترماس برت کیا اور گیہوں کھانا چھوڑ دیا اس سے مرض بالکل جاتا رہا۔

(۲۳) گنگا اشنان کے تیوہار :۔

گنگا اشنان کسی کام کی ابتدا یا خاتمہ پر کیا جاتا ہے اور عام محاورہ میں کسی کام سے فارغ ہونے کو اُس سے گنگا نہانا کہتے ہیں حسب ذیل تیوہاروں پر گنگا اشنان ہوتا ہے مگر موسم برسات میں دریا کی طغیانی کے باعث ملتوی رہتا ہے۔

(بیساکھ) ۱۔ فصل خریف کے ہل کا کام شروع ہونے کا دن اکشے تیج ۔

۲۔ گنگا جی کی پیدائش کا دن ۔ گنگا ستمی

(جیٹھ) ۳۔ فصل ربیع سے فارغ ہونے کا دن ۔ دسہرہ جیٹھ

(کنوار) ۴۔ برسات اور وبائی زمانہ سے فارغ ہونے کا دن ۔ سردپونو ۔

(کاتک) ۵۔ ڈس انفیکشن سے فارغ ہونے کا دن۔
کاتکی پورنماشی۔

(اگھن) ۶۔ فصل خریف سے فارغ ہونے کا دن۔
مارگسری ایکادشی۔

۷۔ فصل ربیع میں ہل کے کام سے فارغ ہونیکا
دن۔ بلدیو پورنماشی

(پوس یا ماگھ) ۸۔ آفتاب کے اوترائن ہونے کا ابتدائی دن
سنکرانت مکر

(پھاگن) ۹۔ فصل ربیع میں بیم ورجا سے آزادی کی غرض
سے۔ مہا شورا تری۔

نوٹ:۔ ان کے علاوہ۔ ۱۔ بدی پاکھ کے خاتمہ پر اماوش ۲۔ سُدی پاکھ کے
خاتمہ پر پورنماشی ۳۔ سورج گرہن اور ۴۔ چندر گرہن
کے روز بھی اشنان ہوتا ہے۔ گرہن کے ختم ہونے پر عموماً اشنان
ہوتا ہے۔ مگر بعض آدمی گرہن کی ابتدا اور خاتمہ پر دو بار نہاتے ہیں۔

(۲۴) جمنا اشنان کے تیوہار:۔
دیوالی کی دوج۔ اسکو بھیّا دوج بھی کہتے ہیں۔
اسکے علاوہ گرہن کے روز اور باقی گنگا اشنان کے
تیوہاروں پر اگر گنگا جی تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو جمنا اشنان
کیا جاتا ہے۔

(۲۵) موت کے تیوہار:۔

(۱) کنوار میں پتر پکش (۲) خاندان کے بالغ شخص کے مرنے کی خاص تتھ (گیا جی میں شرادھ کرنے کے بعد ان تیوہاروں کی ضرورت نہیں گو خاص ممانعت نہیں)۔

(۲۶) تاریخی تیوہار:۔

واضح ہو کہ ہر تیوہار تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ صرف خاص تیوہاروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ رام نومی۔ شری رامچندر جی کی پیدایش کا دن راحت کا رُخ پیش کرنے اور دولتمندی کی تکالیف سے نجات دلانے کے واسطے۔

۲۔ اکشے تیج۔ پرشرام جی کی پیدایش کا دن۔ دولت۔ قوت اور راحت کا تاریک رُخ دکھانے کے واسطے۔

۳۔ گنگا سپتمی۔ گنگا جی کے میدان میں آنے کا پہلا دن جسمانی۔ دماغی۔ اخلاقی اور روحانی ترقی کے واسطے۔

۴۔ نرسنگھ چودس۔ نرسنگھ جی کی پیدایش کا دن دولتمندی اور راحت کے تاریک رُخ کا نتیجہ ظاہر کرنے کے واسطے۔

۵۔ جنم اشٹمی۔ سری کرشن مہاراج کی پیدایش کا دن مصیبت کا رُخ ظاہر کرنے اور تکالیف سے نجات دلانے کے واسطے۔

۶۔ بلدیو چھٹھ۔ بلدیو جی کی پیدایش کا دن فصل خریف کی کامیابی اور دشمنوں پر فتح پانے کا انتظام۔

بھادوں

۷۔ رادھا اشٹمی۔ رادھا جی کی پیدائش کا دن مصیبت کے زمانہ میں اطمینان اور شانتی دلانے کے واسطے۔

۸۔ وامن دواشی۔ وامن جی کے اوتار کا دن۔ دولتمندی کے نقصانات (غرور، تعصب، اسراف، کمزور پر ظلم وغیرہ) دور کرنے کے واسطے۔

اسوج

۹۔ دسہرہ۔ سری رامچندر جی کی دشمنوں پر کامیابی کا پہلا انتظامی تیوہار۔ اس روز جنگ مہابھارت کی ابتدا میں ارجن نے اپنے گھوڑوں کو نہلا کر اور سجا کر تیار کیا تھا۔

کاتک

۱۰۔ روپ چودس۔ ہنومان جی کی پیدائش کا دن۔ شجاعت، سخاوت، ذہانت اور اطاعت وغیرہ کا نمونہ پیش کرنے کے واسطے (بعض لوگ ہنومان جینتی چیت میں مناتے ہیں)

پھاگن بیساکھ

۱۱۔ جانکی جنم۔ جانکی جی کی پیدائش کا دن۔ کاشتکار کو اطمینان اور شانتی دلانے کے واسطے۔

(نوٹ ا۔) ان کے علاوہ (۱) چیت سدی پڑوا کو دنیا کی ابتدا ہوئی (۲) بیساکھ میں تریتا ادتیہ کو بقول بعض تریتا جگ اور (۳) اکشے تیج کو ست جگ شروع ہوا ہے (۴) بیاس پوجا کو وکش پرجاپت (مہادیو جی کا خسر) بوجہ گستاخی قتل ہوا (۵) ہرتالکا تیج کو سہیلی پاربتی جی کو عبادت کے واسطے جنگل میں لے گئی۔ اس روز باراہ اوتار بھی ہوا (۶) بھیم چوتھ کو چاند دیکھنے کے باعث سری کرشن مہاراج پر ہیرا چرانے کا الزام لگا۔ (۷) روپ چودس کو جسکا دوسرا نام نرک چودس بھی ہے سری کرشن مہاراج نے

نرکاسُر دیت کو قتل کیا۔ (۸) دیوالی کو راجہ وکرما دیتہ تخت نشین ہوا (۹) گوبردھن کو سری کرشن مہاراج نے اندر کی پوجا بند کی۔ (۱۰) کاتک کی ایکادشی کو بھیشم پتامہ نے شرسیا یعنی تیروں کے پلنگ پر بحالت نزع پانڈوں کو ہدایات کیں اور سلطنت کے اُصول اور طریقے بتائے۔ (۱۱) کاتکی پورنماشی کو بقول بعض دواپر جگ شروع ہوا (۱۲) دیوٹھان ایکادشی کو سری کرشن مہاراج کا تُلادان[1] ہوا (۱۳) دھن تیرس کو دھن ونتر وئید پیدا ہوئے (۱۴) اگھن کی پورنماشی کو دتاتریہ کا جنم ہوا۔ وغیرہ وغیرہ ست جگ وغیرہ کی ابتدا کے متعلق بضمن "بیساکھ کا مہینہ" دیکھیے۔

(نوٹ ۲) اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ ایک ہی تیوہار مختلف ضروریات پوری کرتا ہے۔

---

[1] سری کرشن مہاراج کے تُلادان یعنی وزن کشی کے دلچسپ قصہ سے عقیدت مندی کی قوت کا اظہار ہوتا ہے۔ میں نے شروع کتاب میں عرض کیا کہ ہندوؤں کو ہر جگہ خدا کا جلوہ نظر آتا ہے۔ سری کرشن مہاراج کی رانی رُکمنی کو تُلسی سے عقیدت تھی اور وہ اُس کو قبلہ عبادت سمجھ کر پوجن کیا کرتی تھیں۔ ایک روز دوسری رانی ست بھاما نے سری کرشن مہاراج کے برابر سونا وزن کر کے نارد جی کو خیرات کرنا چاہا۔ مگر تولنے پر ہر بار سری کرشن مہاراج کا پلڑا ہی بھاری رہتا تھا یہاں تک کہ باقی رانیوں نے بھی اپنا اپنا زیور اور سونا لا کر رکھ دیا مگر سری کرشن مہاراج کا پلڑا نہ اُٹھا۔ بالآخر رُکمنی کو خبر ہوئی اُنھوں نے پوجا سے فارغ ہو کر تلسی کے ایک پتّے کو جو پوجا کے وقت گر پڑا تھا لیکر سری کرشن مہاراج کے مقابل پلڑے پر رکھا۔ اسکے رکھتے ہی انکا پلڑا اونچا ہو گیا اور نارد جی تلسی کا پتا لیکر خوش چلے گئے۔ اور رُکمنی سری کرشن مہاراج کی پٹ رانی بنائی گئیں۔ برت راج میں یہ قصہ کاتک بدی ایکادشی کے ضمن میں تحریر ہے۔

(۱۲)

ہر مہینہ کے برت یا تیوہار

(۱) ایکادشی ۔ مہینہ میں دو بار ۔ سُدی اور بدی پاکھ

(۲) پردوش ۔ مہینہ میں دو بار ۔ اس روز مہادیو جی کا برت کیا جاتا ہے ۔

(۳) گنیش چوتھ ۔ سُدی پاکھ کی چوتھ کو ۔

(۴) سُدی پاکھ کی اشٹمی ۔ اس روز درگا کا برت کیا جاتا ہے ۔

(۵) اماوش ۔ اس روز بعض لوگ گنگا اشنان کرتے ہیں ۔ اگر اماوش کے روز سوموار (دوشنبہ) ہو تو اوسکو سوموتی اماوش کہتے ہیں اور اس روز گنگا اشنان کے واسطے ہزاروں آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے ۔

(۶) پورنماشی ۔ اس روز بھی بعض لوگ گنگا اشنان کرتے ہیں ۔ ڈاکور میں ہر پورنماشی کو میلہ ہوتا ہے ۔

(۷) سنکرانت ۔ یہ دن خیرات کے واسطے مخصوص ہے گو عوام اس کی پرواہ نہیں کرتے ۔

(۱۳)

وہ تیوہار جو کئی روز تک منائے جاتے ہیں

(۱) مہالکشمی اشٹک ۔ بھادوں کے آخر اور کنوار کے اول ہفتہ میں ۔۔۔۔ ۱۶ دن

(۲) پتر پکش ۔ بھادوں کے آخر روز اور کنوار کے دو ہفتوں میں ۔۔۔۔۔ ۱۶ دن

(۳) نوراتر یا نودرگا کنوار .... ۹ دن

(۴) سال کا پہلا اکرسمس یعنی اہوئی اشٹک وغیرہ - کاتک میں .... ۱۴ دن

(۵) سال کا دوسرا اکرسمس یعنی ہولکا اشٹک وغیرہ - پھاگن میں .... ۱۶ دن

(۶) نودرگا یا نوراتر - چیت .... ۹ دن

نوٹ :- مہالکشمی اشٹک کے زمانہ میں پتر پکش شروع ہوجاتا ہے اور پتر پکش کے خاتمہ پر عموماً جابجا رام لیلا شروع ہوکر بارہ پندرہ یا بیس دن تک ہوتی رہتی ہے -

(۱۴)

سال میں کئی بار آنے والے تیوہار

(۱) دسہرہ - یہ سال میں دو بار جیٹھ اور کنوار کے مہینوں میں ہوتا ہے - اس روز آفات سے نجات اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے -

(۲) دوج - یہ تیوہار بھی سال میں دو بار دیوالی اور ہولی کے بعد ہوتا ہے یہ کامیابی کا دن ہے - دیوالی کی دوج کو جم دوج اور کھیا دوج بھی کہتے ہیں -

(۳) نودرگا یا نوراتر - یہ چیت اور کنوار میں تبدیلی موسم کے وقت ۹ دن تک دو بار منایا جاتا ہے - مقام کڑا گڈھ (جی - آئی - پی ریلوے اسٹیشن) میں ہر نوراتر کو تین دن میلہ ہوتا ہے -

(۴) دیوالی اور پون پریکشا - ان دونوں تیوہاروں پر آیندہ کامیابی کا اندازہ کیا جاتا ہے - پون پریکشا کے روز زندگی کی کشمکش اور دیوالی کے

دن آرام کی کشمکش میں کامیابی کے متعلق سائنٹفک تحقیقات اور پیشین گوئی کی جاتی تھی۔

(۵) گنیش برت۔ بعض لوگ ہر مہینہ کے کرشن پکش (اندھیرے پاکھ) کی چوتھ کو برت رکھتے ہیں۔ ان میں ساون۔ بھادوں۔ اگھن اور ماگھ کی چوتھ خاص طور پر ضروری ہیں (دیکھئے ہندوؤں کے برت اور تیوہار ہندی مندر الہ آباد)

(۱۵)

کئی سال بعد آنے والے تیوہار او برت وغیرہ

(۱) گوبند دوادشی۔ یہ پچاس ساٹھ برس بعد بمقام اجودھیا جی منائی جاتی ہے اور لاکھوں آدمی بغرض سرجو اشنان شریک ہوتے ہیں۔ یہ تیوہار اسوقت ہوتا ہے جب دھن راس کے برہسپت کُنبھ کے سورج اور کرک کے چندرماں (یعنی مشتری در قوس شمس در دلو قمر در سرطان) ہوں۔ پھاگن کا مہینہ سدی پاکھ۔ سنیچر کے روز دوادشی پکھ نکشتر اور شوبھن جوگ ہو۔ ان سب کے قران میں پچاس ساٹھ برس بلکہ کبھی زیادہ لگ جاتے ہیں۔ پچھلی بار سات مارچ ۱۹۲۵ء کو گوبند دوادشی منائی گئی تھی آیندہ ۱۹۸۵ء میں یا اسکے قریب ہوگی۔

(۲) کپلا کھشٹی۔ یہ تیوہار بھی قریب ساٹھ سال بعد اسوقت ہوتا ہے جب دکھن

میں بھادوں بدی (یعنی شمالی ہند میں کنوار بدی) چھٹہ ہو۔ منگل کا دن ہو۔ کنیاں کے سورج ہست نکشتر میں ہوں اور چندرماں روہنی نکشتر میں ہو دن کا وقت ہو۔ پہلے ۲۸ ستمبر ۱۸۵۸ء کو یہ تیوہار ہوا تھا اسکے ۵۴ سال بعد یکم اکتوبر ۱۹۱۲ء کو اسکا یوگ ہوا آئندہ ۱۹۷۲ء میں اسکی اُمید ہے۔ اگر یہ نکشتر وغیرہ کا یوگ رات کے وقت ہو تو تیوہار نہیں منایا جاتا۔ نارد جی کو اولاد کی خواہش پیدا ہوئی اُنھوں نے کرشن مہاراج سے ایک رانی مانگی۔ مگر ایک تالاب میں نہاتے ہی خود عورت بن گئے اور اُن کے ساٹھ لڑکے پیدا ہوئے۔ لیکن جب اپنی خواہش پر پشیمان ہوئے تو پھر اشنان کرنے پر مرد ہو گئے۔ اُنھوں نے ہر لڑکے کے نام پر ایک ایک سال کا نام مقرر کیا جس روز نارد جی مرد ہوئے اُس روز کپلا کھشٹی منائی جاتی ہے۔ اس کا حال برت راج اسکندھ پران اور دھرم سندھو میں لکھا ہے (ہندو ہالیڈیز) چین میں بھی زمانہ کو ساٹھ سال میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۳) **کوکلا برت۔** یہ برت اُنیسویں سال لوند کے اساڑھ کی پورنماشی کو ہوتا ہے پچھلی بار سمت ۱۹۸۸ء بکرمی مطابق ۱۹۳۲ء میں ہوا تھا۔ اب سمت ۲۰۰۷ بکرمی (مطابق ۱۹۵۱ء) میں ہو گا۔

(۴) **ماگھ کا میلہ۔** یہ ہر سال جاڑے میں بمقام الہ آباد ہونے لگا ہے۔ مگر ساتویں صدی عیسوی میں مہاراجہ ہرش وردھن یہاں ہر پانچویں

سال دربار کیا کرتا تھا۔

(۵) کونڈ۔ یہ تیسرے سال ہوتا ہے اور اس میں ایک مہینے تک شیوجی کی پوجا کی جاتی ہے۔ بعض لوگ برت بھی رکھتے ہیں اور بعض صرف اناج کھاتے ہیں دال وغیرہ نہیں۔ کونڈ کے مہینے میں سنکرانت نہیں ہوتی اور شمالی ہند میں بھی سُدی پاکھ پہلے ہوتا ہے اور بدی پاکھ اسکے بعد۔

(۶) کمبھ۔ یہ بارہ سال بعد آتا ہے اور کئی لاکھ آدمی گنگا اشنان کی غرض سے شریک ہوتے ہیں۔ یہ اُسوقت ہوتا ہے جب کمبھ کے برہسپت اور میکھ کے سورج ہوں۔ یہ زیادہ تر بیساکھ میں ہوتا ہے مگر کبھی حساب کے بموجب چیت میں بھی ہو جاتا ہے۔ کمبھ کا میلہ بارہ سال کے فاصلہ سے ہردوار۔ الہ آباد۔ اجین اور ناسک میں سلسلہ وار ہوتا ہے۔ الہ آباد میں ۱۹۴۲ء میں کمبھ اشنان ہے۔

(۷) کمبھی یا چھوٹا کمبھ۔ یہ تیسرے یا چھٹے سال ہوتا ہے اور تیرتھ کے بڑے مقامات مثلاً ہردوار۔ الہ آباد۔ بنارس وغیرہ میں گنگا اشنان ہوتا ہے۔

(۸) سنگھ است۔ جب برہسپت بارہ برس بعد سنگھ راس میں پہنچتے ہیں (یعنی مشتری کا برج اسد میں نزول ہوتا ہے) اُسوقت پُشکر۔ اجین۔ الہ آباد۔ ناسک۔ کمبھ کونم (صوبہ مدراس) میں زبردست اشنان ہوتا ہے اور لاکھوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ مقام کوٹ ہار ریاست کشمیر

میں ایک تالاب ہے جو بارہ سال تک خشک رہتا ہے لیکن
اس زمانہ میں اس میں پانی نکلنے لگتا ہے۔ یہ اشنان ۱۹۴۴ء
میں ہوگا۔ (ہندو ہالیڈیز ۲۴۴)

(۱۶)

مختلف قوموں کی یکساں رسمیات

(۱) مسلمانوں میں رنج کا زمانہ عشرہ محرم

(۱) ہندوؤں میں رنج کا زمانہ۔ پتر پکش

(۲) مسلمانوں میں آگ کے ذریعہ سے خوشی منانے کا تیوہار۔ شب برات

(۲) ہندوؤں میں آگ یا چراغ کے ذریعہ سے خوشی منانے کا تیوہار۔ ہولی یا دیوالی

(۳) مسلمانوں میں روزہ کا زمانہ۔ رمضان۔

(۳) ہندوؤں میں روزہ کا زمانہ۔
(۱) بیساکھ یا کاتک (بعض ہندو عورتیں بیساکھ میں اور بعض کاتک میں متواتر روزہ رکھتی ہیں)
(۲) ایکادشی اور مختلف تیوہار۔

(۴) مسلمانوں میں باہم ملاقات کے اوقات۔ نماز جمعہ و عیدین

(۴) ہندوؤں میں ملاقات کے اوقات۔ ہولی۔ دسہرہ۔ رام لیلا اور میلے

(۵) مسلمانوں میں رفاہ عام کے اصول
(۱) خدا کا نام (۲) دعا۔
(۳) روزہ (۴) خیرات۔

(۵) ہندوؤں میں رفاہ عام کے اصول
(۱) ایشور کا نام (۲) دعا یا پرارتھنا
(۳) برت یا روزہ (۴) دان یا خیرات۔

(۶) مسلمانوں میں ایام رمضان میں سحری کھانا

(۶) ہندوؤں میں کرواچوتھ اور راہوئی کے برت میں عورتوں کا سرگی کھانا

(۷) مسلمانوں میں بوقت حج

(۱) طواف

(۲) جسم سے چادر لپٹنا۔

(۳) سر منڈوانا وغیرہ

(۷) ہندوؤں میں جاترا میں

(۱) پرکرما یعنی طواف

(۲) جسم سے چادر لپٹنا۔

(۳) سر منڈوانا وغیرہ

(۸) مسلمانوں میں ایام محرم میں ہاتھ کے پنجہ کی شکل کے علم نکالنا۔

(۸) ہندوؤں میں ہاتھ کے پنجہ کا نشان دیوار پر لگانا۔

(۹) عیسائیوں میں صلیب (✝) کو مذہبی رسمیات کا ضروری جزو سمجھنا۔

(۹) ہندوؤں میں سواستک (یعنی سیتا 卐) کو مذہبی رسمیات کا ضروری جزو سمجھنا

(۱۰) مسلمانوں میں غیر متعصبی کے ثبوت

(۱) پچھلے بزرگوں اور پاک کتابوں کا احترام

(۲) نومسلم خاندانوں میں بعض ہندو رسمیات قائم رکھنا۔

(۱۰) ہندوؤں میں غیر متعصبی کے ثبوت

(۱) غیر مذاہب کے بزرگوں کا احترام اور انکے تیوہار منانا۔

(۲) بعض اسلامی بزرگ مثلاً میران۔ سید سالار مسعودؒ۔ آغا خان وغیرہ کی عقیدتمندی

(نوٹ ۱) اس کے علاوہ بہت سے تاریخی واقعات کی صورت بھی یکساں ہیں۔ مثلاً

۱۔ رسول صلعم کی مدینہ کو ہجرت اور سری کرشن مہاراج کی دوارکا کو ہجرت

۲۔ پیغمبروں کی گلہ بانی۔ اور سری کرشن مہاراج کا گائے چرانا۔

۳۔ سری کرشن مہاراج کی پیدائش پر جمنا جی کا بسدیو جی کو راستہ دینا۔ اور حضرت

موسیٰ کو فرعون کے مقابلہ میں رود نیل کا راستہ دینا۔

۴۔ پرہلاد اور حضرت ابراہیم کا آگ میں ڈالا جانا اور اُسکا بے اثر ثابت ہونا۔

۵۔ سری کرشن مہاراج کی پیدایش پر کنس کا اپنی بہن کے بچوں کو قتل کرانا اور حضرت عیسیٰ کی پیدایش پر شاہ ہیرڈ (Herod) کا بیت اللحم کے بچوں کو قتل کرانا وغیرہ وغیرہ۔

(نوٹ ۲) بعض بظاہر مخالف رسمیات میں بھی اصول کی یکسانیت ہے۔ مثلاً

۱۔ مُردوں کے دفن کرنے اور جلانے میں خلق اللہ کی خدمت اور زندہ مخلوق کے حفظ صحت کا لحاظ۔

۲۔ تناسخ کے اقرار اور انکار میں نسل انسان کی بہبودی اور خدمتگذاری وغیرہ وغیرہ

(نوٹ ۳) (۱) کبیر صاحب کو ہندو اور مسلمان دونوں اپنا بزرگ سمجھتے ہیں۔

(۲) دکھن میں ہنومان جینتی کے روز بعض پارسی ہنومان جی کی مورتی پر سیندور چڑھاتے ہیں۔

(۳) لنکا میں حضرت آدم کے قدم کو بودھ ہندو اور مسلمان اپنے اپنے عقیدہ کے بموجب پوجتے ہیں۔

(۴) پارسی اور ہندو دونوں گائے کو قابلِ احترام مانتے ہیں۔

(۱۷)

مختلف صوبہ جات کی مختلف رسمیات

کسی ایک ہی تیوہار پر مختلف شہروں میں بلکہ ہر شہر کی مختلف قوموں میں علحدہ

علیحدہ رسمیات ادا کی جاتی ہیں۔ یہانتک کہ ایک ہی قوم کے مختلف خاندانوں
میں بھی بہت اختلاف پایا جاتا ہے صوبہ جات کی حالت میں یہ رسمیات بلکہ
بعض اوقات تیوہاروں کے نام بھی اس قدر بدلے ہوئے ہیں کہ پہچاننا مشکل
ہو جاتا ہے اور چونکہ ہر صوبہ کی ضروریات کے لحاظ سے نئے نئے تیوہار بڑھتے
یا گھٹتے رہتے ہیں اس لئے ان کی تعداد بھی ہر جگہ یکساں نہیں۔ یہاں صرف
چند تیوہاروں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے مفصل حال کتاب برت اتسو چندرکا ہندی
یا پاپولر ریلیجن اینڈ فوک لور (Popular Religion & Folklore)
(ہندو ہالیڈیز اینڈ سیریمونیلز) Hindu Holidays & Ceremonials
انگریزی وغیرہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۱) **نیا سمت** ۔ کسی صوبہ میں کاتک کہیں اگھن اور کہیں پھاگن میں شروع
ہوتا ہے چیت سدی پڑوا کو سری رامچندر جی اجودھیا کو واپس ہوئے تھے
اس لئے اس صوبہ میں اسی تاریخ کو سمت شروع ہوتا ہے۔ اس روز ملابار
میں بڑا تیوہار منایا جاتا ہے اور لوگ مصری ملا کر نیم کی کونپل کھاتے ہیں اور
نئے سال کی پیشینگوئی پترہ یعنی پنچانگ سے سنتے ہیں۔ اس کا رواج ضلع
متھرا کے مندروں میں بھی ہے اسی روز مہاراشٹر میں برہمن بھوج اور اندر
دھوج کی پوجا ہوتی ہے۔ ممالک متوسط اور دکن میں اس تیوہار کا نام دھجا
روپن ہے۔ مہاراشٹر میں بکرمی کے بجائے سالباہن کا ساکا سمت جاری
ہے۔ چیت کی پڑوا اُسکا نوروز ہے اُسکو وہاں گڑی پڑوا کہتے ہیں۔ اس کا نام
سمت سر بھی ہے۔ تیلگو نوروز کا نام اوگادی ہے اس روز بڑا جشن ہوتا ہے۔

آتشبازی بندوقیں اور توپیں چھوڑی جاتی ہیں اور تین دن تک تیوہار منایا جاتا ہے۔

(۲) گنگور تیج۔ یہ تیوہار دکھن میں بیساکھ کے مہینے میں ہوتا ہے راجپوتانہ میں چیت بدی اشٹمی کو عورتیں سونے یا چاندی کے برتنوں میں کنوئیں یا تالاب سے پانی لاکر جَو بوتی ہیں اور بھجن گاتی ہیں۔ اور کہیں کہیں خاوندوں کا نام بہت عزّت سے لیتی ہیں۔ گوری کی سواری بہت دھوم سے نکلتی ہے۔

(۳) چیت۔ بنگال اور مہاراشٹر میں چیت سُدی اشٹمی کو آن پورنا پوجن اور تیرودشی کو مدن تر دوشی۔ وَمنگ سمرپن ہوتا ہے۔ پورنماشی کو باسنتی پوجا اور بنگال میں دریائے برہمپتر کا اشنان بہت دھوم سے ہوتا ہے۔ اسی مہینے میں بنگال میں چرک تنکرانت ہوتی ہے اور پورنماشی کو آبو رڈ میں میلہ ہوتا ہے اور لور اتر چیت اور کنوار میں کواگرڈھ (بی۔ بی۔ سی۔ آئی ریلوے) میں تین دن میلہ رہتا ہے۔ اس زمانہ میں بندھیاچل میں بھی میلہ ہوتا ہے۔

(۴) پرسرام جینتی۔ یہ تیوہار متھرا اور کاشی میں زیادہ ہوتا ہے اور کونکل پٹی (دکھن) میں بھی جس کو پرسرام کشیتر کہتے ہیں بہت دھوم سے منایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ پرسرام جی نے بان سے سمندر ہٹاکر یہ مقام ظاہر کیا تھا۔ یہاں پرسرام جی کا مندر بھی ہے۔

(۵) نرسنگھ چودس۔ یہ تیوہار پنجاب سندھ اور خاص کر ملتان میں جو ہرن کشپ کا دارالسلطنت تھا اور جہاں پر ہلاد گڑھی بنی ہوئی ہے بہت دھوم سے ہوتا ہے۔ دکھن اور مالوہ میں پالکی سواری نکالی جاتی ہے اور چراغ جلائے

جاتے ہیں۔ گھنٹا سال اور اہبی (صوبہ مدراس) میں نرسنگھ جی کے بڑے مندر ہیں۔ یہاں کے برہمن نرسنگھ جی کو اپنا معبود (اشٹ دیو) مانتے ہیں۔

(۶) برماوش۔ اس روز بنگالہ میں عورتیں اول جمراج کی اور اسکے بعد اپنے خاوند کی پوجا کرتی ہیں اور اُبٹن کر کے اور تیل ملکر اشنان کراتی ہیں اور نئے کپڑے پہنا کر ہار گلے میں اور پھول کے گچھے ہاتھ میں ڈال کر برگد کی ڈالی نذر کرتی ہیں۔

(۷) جیٹھ۔ اس مہینہ میں بنگال میں رمبھا[1] ترتیا۔ اماں چھتر نمی اور آرنیہ کھشٹی[2] کے برت ہوتے ہیں اور اساڑھ کی اماوش کو گنگا اشنان ہوتا ہے۔

(۸) ساوتری برت۔ شمالی ہند میں یہ برت اساڑھ بدی اماوش کو مگر بنگالہ میں جیٹھ سُدی ۱۴ کو اور مہاراشٹر میں پورنماشی کو ہوتا ہے۔

(۹ و ۱۰) نرجلا ایکادشی و بیاس پوجا۔ یہ دونوں برت اور تیوہار تمام ملک میں منائے جاتے ہیں۔

---

[1] رمبھا اپسرا کی پیدائش یورپ کی وینس (Venus) دیوی کی طرح سمندر کے جھاگ سے ہوئی تھی۔

[2] آرنیہ کھشٹی کا برت ۶ جیٹھ کو راجپوتانہ میں بھی ہوتا ہے اور اولاد کی خواہشمند عورتیں جنگل میں جاکر چند خاص قسم کی گھاس کھاتی ہیں۔ یہ رسم قدیم زمانہ میں انگلینڈ میں بھی جاری تھی اور ڈروئڈ قوم (Druids) کی عورتیں چاند کی چھٹی تاریخ کو مسلیٹو (mistletoe) نامی گھاس بانجھ پن دور کرنے کے واسطے کھاتی تھیں (دیکھئے فیرز اینڈ فیسٹی ولز آو انڈیا مصنفہ میجر بک)

(۱۱) ساون ۔ ساون کے سوموار اور منگل کو راجپوتانہ کے اکثر شہروں میں میلہ ہوتا ہے شمالی ہند میں اس روز مہادیو جی پر بیل پتر چڑھائے جاتے ہیں اور برت رکھا جاتا ہے ۔ اُجین میں ساون کے ہر سوموار کو تیوہار منایا جاتا ہے ساون سُدی تیج کو بھی جا بجا میلہ ہوتا ہے اور ریاست بُوندی کی تیج مشہور ہے ۔ اس مہینے میں بندرابن میں جھول ڈول کا میلہ ہوتا ہے اور اجودھیا جی میں ہنڈولے پڑتے ہیں ۔ بندھیاچل میں بھی میلہ ہوتا ہے ۔

(۱۲) ناگ پنچمی ۔ راجپوتانہ میں ناگ پوجا بہت زیادہ ہوتی ہے سانپ کا سردار تیجاجی کہلاتا ہے ۔ اسکی پوجا بھادوں سُدی اشٹمی کو بھی ہوتی ہے ۔ ضلع کنارہ کے بعض مندروں میں ناگ پنچمی کی پوجا کے واسطے سانپ پالے جاتے ہیں ۔ بعض مقامات مثلاً اجودھیا اور مرزا پور میں جھولے ڈالے جاتے ہیں اور گیارہ روز تک اُن سے لطف اُٹھایا جاتا ہے ۔ سری متی لاج دُلاری رسالہ مالنر وور اگست ۱۹۲۷ء میں تحریر کرتی ہیں کہ "شمالی ہند میں یہ تیوہار بھادوں کی پانچویں تاریخ کو منایا جاتا ہے ۔ پہاڑوں میں اس کو رکھو یا برور پنچمی کہتے ہیں اور مہادیو جی کو رکھیشر یعنی سانپوں کا مالک بولتے ہیں اور اُن کی مورتی بناتے ہیں جس کے ماتھے پر سانپ پھن پھیلائے بیٹھا ہے اور جسم میں سانپ لپٹے ہیں ۔ یہ لوگ دو تین دن پہلے گیہوں چنے اور دال پانی میں بھگو دیتے ہیں اور تیوہار کے دن گھاس کا سانپ بنا کر پانی میں غوطہ دیتے اور یہ چیزیں سانپ کو چڑھاتے ہیں ۔ اودے پور کے باشندے اس دن ایک جڑی بوٹی گھر کی دہلیز کے پاس ڈال دیتے ہیں ۔

تاکہ سانپ گھر میں نہ آسکے۔ نیپال میں یہ تیوہار سانپ اور گرڑ کی لڑائی کی سالانہ یادگار ہے۔ ممالک متحدہ کے شمالی اضلاع میں اس دن سانپ کے بل میں پتلی کھیر ڈالی جاتی ہے۔ کانگڑہ میں دیوالی کے بعد سانپوں کا الوداعی جلسہ منایا جاتا ہے اور گوبر کا سانپ بناکر اُس کو سلام کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد اگر کوئی سانپ آجاتا ہے تو اُس کو ناشکر گذار سمجھ کر مار ڈالا جاتا ہے۔ ممالک متحدہ کے بعض اضلاع میں خاندان کا بزرگ صبح نہاکر اور سونے کے گرے میں سانپ کی دو تصویریں بناکر پوجتا ہے اور برت رکھتا ہے اور عورتیں گھر کے گرد آٹے کی لہردار لکیریں بناتی ہیں تاکہ سانپ گھر کے اندر نہ آسکے۔ لڑکیاں بھی کھلونے بناکر پانی میں ڈالتی ہیں اور کاریگر مختلف منا تے اور اوزاروں کو پوجتے ہیں۔ علاقہ بہار میں بہت عورتیں جو خود کو ناگن کہتی ہیں ڈھائی دن تک مانگتی پھرتی ہیں اور جو کچھ ملتا ہے اُسکا نصف برہمنوں کو دے دیتی ہیں اور نصف کی مٹھائی خرید کر گاؤں والوں کے ساتھ کھاتی ہیں۔ یہ نمک نہیں کھاتی ہیں اور نہ چھت کے نیچے سوتی ہیں۔ گڑھوال میں گائے کے گوبر کا چوکا دیکر لیپی ہوئی ہلدی یا صندل کے سُرخ بُرادے سے سانپوں کی ۵ - ۷ یا ۹ مورتیں بنائی جاتی ہیں جن کے سامنے چراغ جلاکر لوگ آرتی کرتے اور پھل پھول چڑھاتے ہیں اور رات کو اُن کی تعریف کے گیت گاتے ہیں۔ پنجاب میں مہتر اور دیگر نیچ قوم ڈورو بجاکر رات بھر گاتے اور گوگا تیاکشک ناگ کی سرگذشت سناتے ہیں۔ بنگالہ میں یہ تیوہار مطلق نہیں ہوتا۔ اور ممالک متوسط میں اس روز بعض خاندانوں میں عجیب

رسم ہوتی ہے یعنی جب تک کوئی اون کو جاگنے کو نہ کہے وہ صبح چارپائی پر آنکھ بند کئے پڑے رہتے ہیں۔

(۱۳) شرادنی۔ اس روز عورتیں شرون کی پوجا کرتی ہیں جو راجہ دسرتھ کے تیر سے قتل ہوا تھا۔ اس تیوہار کا رواج دکھن۔ گجرات۔ اڑیسہ اور بنگالہ میں بہت ہے۔

(۱۴) رکشا بندھن۔ دکھن میں اس روز پوترا یعنی نیا جنیؤ بنا کر دیوتاؤں کو پہنایا جاتا ہے اور پھر خود پہنا جاتا ہے اس لئے اسکو پودتی اور نیا بھی کہتے ہیں بمبئی وغیرہ بندرگاہ میں اس روز سمندر پر ناریل چڑھایا جاتا ہے۔ یہ برن دیوتا کی پوجا ہے۔ پہلے زمانہ میں اس روز سمندر پر ناریل اور جنیؤ چڑھایا جاتا تھا۔ اس تیوہار کا نام نارلی پورنماشی مشہور ہے[لے]۔ راجپوتانہ میں راکھی باندھنے کا بہت رواج ہے یہاں تک کہ اگر مغلوب راجہ کی بہن فاتح کے ہاتھ میں راکھی باندھ دے تو وہ اسکو اپنی بہن ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بندیل کھنڈ کی راکھی ہندوستان بھر میں اچھی ہوتی ہے۔ کہیں کہیں بیویاں اپنے خاوندوں کے ہاتھ میں راکھی باندھتی ہیں۔ مہاراشٹر میں ایک ہفتہ تک برت رکھے جاتے ہیں۔ بنگالہ میں اسی زمانہ میں سینلا اشٹمی کا برت کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں اس تیوہار کو رکھڑی بھی کہتے ہیں۔ علاقہ کانکن میں سمندر کی پوجا ہوتی ہے۔

لے میجر بک لکھتے ہیں کہ نارلی پورنماشی کا تیوہار بھادوں میں ہوتا ہے کیونکہ اس مہینے میں سمندر کا طوفان آنا بند ہو جاتا ہے۔

(۱۵) کرشن جنم اشٹمی۔ یہ تیوہار تمام ہندوستان میں منایا جاتا ہے۔ اسکا نام گوکل اشٹمی بھی ہے۔ دکھن میں اسکو وِدیا اشٹمی بھی کہتے ہیں۔ بعض لوگ جنم اشٹمی کا تیوہار نو دن تک مناتے ہیں اور جنم اشٹمی کو کتھا اور کیرتن کرتے ہیں۔ اُجین میں ہنڈولوں کا میلہ ہوتا ہے۔

(۱۶) ہرتالکا تیج۔ یہ سہاگن عورتوں کا برت ہے مگر دکھن میں مرد اور بیوہ عورتیں بھی کرتی ہیں۔ راجپوتانہ میں اس برت کا بہت رواج ہے۔ بنگالہ میں اسکے بجائے دَرَد چوتھ کا برت ماگھ میں ہوتا ہے۔

(۱۷) گنیش چوتھ یا پتھر چوتھ۔ یہ تیوہار سب جگہ منایا جاتا ہے مگر دکھن میں اسکا زیادہ رواج ہے۔ بنگالہ میں اس روز شیوجی کے آٹھ گنوں کی پوجا ہوتی ہے۔ سنٹرل انڈیا اور راجپوتانہ میں اس کو کہیں کہیں دوپہریا گنیش کہتے ہیں اور لوگ دوپہر تک برت رکھتے ہیں۔ راجستھان کے زیادہ حصہ میں اس کا نام ڈنڈا چوتھ ہے اور گنیش جی کی مورتی کے سامنے لکڑی کے عمدہ ڈنڈے رکھے جاتے ہیں۔ دکھن میں بھی ڈنڈے بجا کر اور دیہات میں علیحدہ علیحدہ پارٹی بنا کر لڑکے گاتے ہیں اور کاریگر مٹی کی نہایت خوبصورت اور عمدہ مورتی بناتے ہیں۔ اور کئی روز تک گنیش جی کی جھانکی ہوتی ہے۔ ممالک متوسط میں گنیش چوتھ کے بعد سُدی اشٹمی نومی یا دسویں کو تین تیوہار گوری داہنم گوری پوجن اور گوری وسرجنم ہوتے ہیں[۱]۔

دراوڑ دیش میں سیت بندھ رامیشور تک یہ تیوہار مختلف طرز پر بہت دھوم

---

[۱] انگ دی ہنڈوز صـ

سے منایا جاتا ہے۔ مہاراجہ گوالیار نو دن تک گنیش جی کی مورتی کے سامنے پبلک کی موجودگی میں کھڑے ہوکر ایک گھنٹہ روزانہ بھجن گاتے ہیں۔

(۱۸) رکھ پنچمی۔ یہ برت راجستھان اور مالوہ میں اکثر ہوتا ہے لیکن بنگال میں بالکل نہیں ہوتا۔ وہاں اسکے بجائے تین دن تک اساڑھ میں زمین نہ جوتی جاتی ہے نہ بوئی بلکہ ہل کا جوتا ہوا اناج بھی نہیں کھایا جاتا۔

(۱۹) پتر پکش۔ پتر پکش کی نومی کو شمالی ہند میں ماتری نومی اور دکھن میں اُدُکھ نومی۔ اَوِدھوا نومی اور اَضیوا نومی کہتے ہیں۔ شمالی ہند میں یہ روز عورتوں خاص کر والدہ کے شرادھ کے واسطے مخصوص ہے لیکن جنوب میں تمام عورتیں دیوی کی پوجا کرتی ہیں اور خاوند اپنی پہلی بیوی کا جس کا انتقال ہو چکا ہے شرادھ کرتا ہے۔ سنیاسیوں کا شرادھ ایکادشی کو اور کہیں کہیں دوادشی کو ہوتا ہے اور جو شخص ہتھیار سے قتل ہوا ہے اُس کا چودس کو اور عام سُہاگن عورتوں کا نومی کو۔ بعض لوگ اماوش کے دوسرے دن نانا اور نانی کا شرادھ جائز سمجھتے ہیں۔ اور دکھنی پنڈت بعض مقامات پر تمام مہینے میں شرادھ کرتے ہیں یعنی جو شخص سُدی تتھ میں مرا ہے اُس کا شرادھ سُدی میں کیا جاتا ہے۔ دکھن اور پورب میں اشٹمی کے روز مہالکشمی کا پوجن ہوتا ہے چونکہ دکھن میں مہینہ سُدی پاکھ سے شروع ہوتا ہے اور بدی پاکھ میں ختم اسلئے وہاں بھادوں کا مہینہ پتر پکش کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ اس زمانہ کی ایکادشی کا نام اندرا ایکادشی ہے۔ اس برت کا حال نارد جی نے اندرسین راجہ کو بتا کر اُسکے مرحوم باپ کی روح کو نجات دلائی تھی۔

(۲۰) **نو درگا**۔ اس زمانہ میں بنگالہ میں درگا پوجن بہت دھوم سے ہوتا ہے۔ کلکتہ بہشت کا نمونہ بن جاتا ہے اور جا بجا گانا بجانا روشنی کھیل تماشے ہوتے ہیں۔ درگا کی مٹی کی بڑی بڑی مورتیاں بنائی جاتی ہیں۔ آخر کے تین روز تمام شہر میں روشنی کی جاتی ہے۔ نقارے اور شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ جنوب میں لڑکیاں اپنے کھلونوں اور گڑیوں کو خوب سجاتی ہیں اور اُن کے درمیان درگا لکشمی یا سرسُتی کی مورتی کمرے میں رکھتی ہیں اور روشنی کرتی ہیں۔ نویں دن سرستی کی پوجا ہوتی ہے اور کتابوں کو رکھ کر اُن پر پھول چڑھائے جاتے ہیں اور چندن لگا کر پوجن کیا جاتا ہے۔ دکھن کے برہمنوں کے پوجا کا یہی عام طریقہ ہے۔ یہ لوگ مختلف اوزار لے کر بھی پوجتے ہیں اور اُس کو آیُدھ پوجا یعنی اوزاروں کی پوجا کہتے ہیں۔ مہاراشٹر کے ہر گاؤں اور قصبہ میں شکتی کی پوجا ہوتی ہے اور دسہرہ کے دن جلوس نکلتا ہے۔ نیپال میں پہلے دن ہر گھر میں گھڑا بھر کر رکھا جاتا ہے اور اُسکے قریب جو بو دئے جاتے ہیں اور نو دن تک اُن پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔ دس دن تک پجاری مندر سے باہر نہیں جانے پاتے۔ ساتویں دن مہاراجہ اور مہارانی ادھراج تُندی کھیل مقام پر فوج کا جلوس ملاحظہ کرتے ہیں اس روز پھول پتی کی رسم ہوتی ہے یعنی تُندی کھیل کے قریب موضع رانی کھیل سے عورتیں عمدہ لباس پہنے ہوئے گورکھا مقام کو (جو گورکھا قوم کا وطن ہے) جاتی ہیں اور وہاں سے پھول لاتی ہیں اور نومی کو گورکھے اپنی ککریوں سے بے شمار بھینسوں اور بکروں کا بلدان کرتے ہیں۔

(۲۱) **دسہرہ**۔ صوبہ بمبئی میں اِسکو سِلنگھن کہتے ہیں۔ یہ لفظ سِما اُلنگھن سے

بنا ہے جس کے معنی حد سے باہر نکلنا یا سفر کی تیاری ہے۔ اس روز کالی ناگ پر
ناچتے ہوئے سری کرشن مہاراج کا پوجن کیا جاتا ہے۔ مندر کے پجاری گنیش
جی کی مورتی پر پتے چڑھاتے ہیں، اور گاؤں والے اُن کو لوٹتے ہیں۔ راجپوت
اپنے گھوڑے اور ہتھیار کی پوجا کرتے ہیں۔ راجہ دربار کرتے ہیں۔ میسور اور بڑودہ
کا اُتسو دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔ رام لیلا کی رسم پنجاب اور ریاستوں میں
ہوتی ہے اور کہیں کہیں راون کا بت تاڑ کے برابر بنایا جاتا ہے۔ چھوٹے
چھوٹے دیہات میں اِس دن درگا کی مورتی گوبر سے بنائی جاتی ہے اور اُسکو
آٹھویں دن دریا یا تالاب میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کے دوسرے دن
لوگ باہم ملاقات کو جاتے ہیں۔ بعض صوبوں میں لوگ اپتا (अपता)
درخت کے پتے لوٹ کر باہم اس طرح پیش کرتے ہیں جس طرح ہولی پر جو پیش
کئے جاتے ہیں۔ ریاستوں میں عام آدمی راجہ کے درشنوں کو جاتے ہیں
اور شامی درخت کو سونا سمجھ کر پتے لوٹتے ہیں۔ مگر دولتمند اپنے بزرگوں کو
اصلی سونا نذر کرتے ہیں۔ کیونکہ سری رامچندر جی نے لنکا فتح کر کے احباب کو
بہت سونا تقسیم کیا تھا۔ دسہرہ کو سیمولنگھن بھی کہتے ہیں اور اس روز اپنی
ریاست چھوڑ کر لوگ مہم سر کرنے کی غرض سے باہر جاتے ہیں۔ بعض ہندوؤں
میں ساڑھے تین دن بہت مبارک سمجھے جاتے ہیں یعنی دسہرہ۔ دیوالی
گنیش چوتھ اور دوپہر سے پہلے تک ناگ پنچمی۔ اسلامی ریاستوں میں بھی
دسہرہ کا جلوس نکالا جاتا ہے، اس روز ہندو کمانڈر ان چیف اور ہندو وزیر
جلوس نکالتے ہیں۔ مہاراشٹر میں دسہرہ کا دن بچوں کی تعلیم شروع کرانے کیواسطے

سلہ امثال دی ہنڈوز صفحہ ۲۰۲ افادیتہ ۲۱۰

بہت مبارک سمجھا جاتا ہے[۵۱]۔ راجپوتانہ اور نیپال میں اس روز لڑائی کے ہتھیاروں کی پوجا ہوتی ہے اور بنگالہ میں لوگ باہم ملاقات کو جاتے ہیں[۵۲]۔ علاوہ ہندوستان کے کئی جزیروں میں دسہرہ منایا جاتا ہے۔ بلحاظ اقوام برہمن ودّیا کا، کشتری تلوار کا۔ ویش لکشمی کا پوجن کرتے ہیں اور شودر بھگتی کے بھجن گاتے ہیں۔ میسور میں مہاراجہ ہزاروں جاتریوں کے ساتھ چامنڈیشری کا رتھ کھینچتے ہیں[۵۳]۔ مہاراشٹر کے ہر موضع اور قصبہ میں تین دن تک شکتی دیوی کی پوجا کی جاتی ہے اور دسویں دن بڑا جلوس نکلتا ہے دیبی کی مورتی کے دائیں طرف مہاتما رام داس کی اور بائیں طرف سیوا جی کی مورتیاں ہوتی ہیں۔ جلوس کے خاتمہ پر کوئی بزرگ "اچھوت" دور کرنے کا ویاکھیان دیتا ہے۔ پتے تقسیم کئے جاتے ہیں اور ہنومان جی کے مندر میں جاکر اُن کو چڑھاتے ہیں۔ بنگالہ میں نودرگا کے زمانہ کے بوئے ہوئے جَو کے نرم پتے اکھاڑ کر تقسیم کئے جاتے ہیں۔ شملہ سے چھ میل تارا دیوی کے مندر میں دسہرہ کے روز سینکڑوں پہاڑی جاتے ہیں یہ مقام ریاست جنگا میں ہے۔ وہاں کے راجہ صاحب ریاست کے حکام کے ہمراہ اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اور سب ملکر کام کرتے ہیں۔ ایک روایت مشہور ہے کہ دسہرہ کے دن پاربتی جی نے شمبھو نشمبھو راکشش کو قتل کیا تھا۔

(نوٹ) نودرگا اور دسہرہ کو بہت ریاستوں میں بھینسا قتل کیا جاتا ہے۔ گائے اور بیل اپنی زندگی میں مفید ہیں مگر بھینسا مرنے پر زیادہ مفید خیال کیا جاتا ہے کیونکہ زندگی میں وہ کاشتکاری وغیرہ

---

[۵۱] ہندو ہالیڈیز ص۲۸۸ [۵۲] انڈین فاسٹس اینڈ فیسٹس صفحہ ۱۶۷ لغایت ۱۶۳۔

[۵۳] السٹریٹیڈ ویکلی آف انڈیا ۲ اکتوبر ۱۹۳۸ء۔

کام کے لائق نہیں سمجھا جاتا مگر مرنے پر اسکا چمڑا بلکہ جسم کا ہر جزو کارآمد ہوتا ہے۔

(۲۲) اہوئی اشٹک۔ پنجاب میں اہوئی کے روز لکشمی پوجا کی ابتدا ہوتی ہے اور عورتیں مہالکشمی کے نام سے سوت کا ایک ڈورا داہنی کلائی پر باندھتی ہیں۔ دیوار پر بچوں کی صورتیں بناتی ہیں سامنے مٹی کے دو کروے پانی سے بھر کر پوجا کرتی ہیں اور چاند نکلنے پر اسکی بھی پوجا کر کے روزہ افطارتی ہیں اگلے دن مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے[۱]۔

(۲۳) دھن تیرس۔ بنگالے میں چیت بدی تیرودشی کو دھن تیرس کا تیوہار ہوتا ہے اور لکشمی جی کا پوجن کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ لکشمی جی نے ایک کھیت کے مالک کو بھادوں کا تک پوس اور چیت کو لکشمی پوجن کی ہدایت کی تھی۔ ممالک متوسط۔ بنگالہ اور دکھن میں اس تیوہار کا نام کوجاگری پوجا ہے۔ اس روز لکشمی جی کی پوجا کی جاتی ہے۔

(۲۴) دیوالی۔ ساہوکاروں کا نیا سمت دیوالی کے دوسرے دن شروع ہوتا ہے۔ راجپوتانہ۔ ممالک متحدہ اور ممالک متوسط میں لکشمی پوجن ہوتا ہے۔ بمبئی میں بڑی دھوم سے روشنی ہوتی ہے۔ احاطہ بمبئی میں شودر عورتیں مل کر گلیوں میں گیت گاتی پھرتی ہیں۔ دکھن میں صبح ہی نہا کر سونٹھ کا چورن کھانیکا رواج ہے۔ مدراس میں نیچ قومیں بہت خوشی مناتی ہیں۔ تامل اور تلیگو باہم ملاقات کرتے ہیں۔ راجپوتانہ سنٹرل انڈیا اور ممالک متحدہ میں مکانات کی لپائی پتائی ہوتی ہے۔ بنگالہ میں لکشمی پوجن نوراتر کے بعد ہوتا ہے اور دیوالی کو

---

[۱] ہندوؤں کے تیوہار صفحہ ۶۴۔

کالی پوجا کہتے ہیں۔ ممالک متوسط میں اساڑھ کی آخر تاریخ یعنی شمالی ہند کی ساون بدی اماوش کو سنار اپنے اوزار اور سامان کو پوجتے ہیں اور بڑا جشن مناتے ہیں۔ بنگالہ میں اس روز شرادھ کئے جاتے ہیں۔ امرتسر میں دیوالی کے روز سکھوں کے سنہری مندر دربار صاحب میں روشنی قابل دید ہوتی ہے۔

وکرما دیتہ کی تخت نشینی کے باعث یہ نوروز سمجھا جاتا ہے مہاراشٹر میں اس روز چندر روشنی پر بھو یعنی کایستھ عورتیں پکے ہوئے آٹے کی اور آندور کی مالن گوبر کی راجہ رانی کی مورتیں گھوڑوں پر سوار بناتی ہیں انکے پیچھے گھوڑے پر سوار وزیر ہوتا ہے۔ چار پیادے ایک قطار میں اُسکو سلام کرتے ہیں ان مورتوں کو چاندی یا پیتل کی تھالیوں میں رکھتے ہیں۔ گرشودر عورتیں زمین پر لیٹی ہوئی مورت بناتی ہیں۔ ان مورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے اور یہ دعا کی جاتی ہے کہ سب دکھ دور ہوں اور راجہ بل کا راج پھر آوے۔ مہاراشٹر میں پوجن کے بعد گھر میں جھاڑو دیکر ڈلیا میں کوڑا رکھتے ہیں اور ایک لڑکا گھنٹہ بجاتا۔ اور "دلدر دور ہوں راجہ بل کا راج آوے" کہتا ہوا ساتھ جاتا ہے اور کوڑا پھینک دیا جاتا ہے۔

(۴۵) گوبردھن۔ اس کا دوسرا نام گودھن ہے یہ ممالک متحدہ۔ متوسط۔ راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا میں زیادہ ہوتا ہے ضلع متھرا میں اس کا بہت لطف ہے جا بجا مندروں میں انّ کوٹ کی رسم ہوتی ہے یعنی ہر قسم کی کھانے کی چیزوں کا انبار بھوگ کے واسطے تیار کیا جاتا ہے۔ موضع جتی پورہ کا انّ کوٹ مشہور ہے۔ متھرا کے مندروں میں گوبر کے ڈھیر کی پوجا ہوتی ہے اور شمالی ہند میں

عورتیں گوری اور گنیش کی مورتی گوبر سے گھر گھر بناتی ہیں بعض خاندان میں کرشن اور بلرام کی مورتی بنائی جاتی ہیں۔ ان کے گرد گوبر کی چار دیواری ہوتی ہے۔ اور اسکے کناروں پر گوبر کی لوئیاں رکھی جاتی ہیں جو گائے بچھڑے اور پہاڑیوں کا نمونہ ہیں۔ ان پر درختوں کے بجائے جھاڑو کی سینکیں روئی سے باندھی جاتی ہیں۔ ناتھ دوارے کا ان کوٹ متھرا سے دوسرے درجے کا ہے یہاں مندر میں کڑاہ اتنے بڑے ہیں کہ ہر ایک میں قریب آٹھ یا دس من گھی آجاتا ہے۔ ناتھ دوارہ کا ان کوٹ قابل دید ہے۔ بہ ضمن گوبردھن متن کتاب میں ذکر کیا گیا۔

گوبردھن کا دوسرا نام بل پرت پدا (یعنی راجہ بل کی پڑوا) ہے۔

(۲۶) جسم دوج۔ دکھن میں اس کو بھاؤ بیج بھی کہتے ہیں اور ممالک متوسط میں اس روز دوج کے چندر ماں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

(۲۷) کاتک پورنماشی۔ یہ دکھن میں بہت دھوم سے منائی جاتی ہے۔ متھرا بندرابن ممالک متوسط اور دکھن وغیرہ کے مندروں کے سامنے عموماً ایک ستون بنا ہوتا ہے جس میں ہزاروں چراغ رکھنے کی جگہ ہوتی ہے اس روز یہ ستون روشن کیا جاتا ہے۔ ترچاپلی کے شوالے اور ستون بہت اونچے ہیں اور انکی روشنی پر عجیب لطف پیدا ہوتا ہے بنارس میں بھی یہ اتسو بہت دھوم سے ہوتا ہے مورنگا۔ سِدھ پور (بی۔ بی۔ سی۔ آئی۔ ریلوے میں اس روز تیوہار منایا جاتا ہے۔ ہری ہر کشیتر (بہار) میں جہاں گنڈک ندی گنگا جی سے ملتی ہے اور گج کا گراہ سے اُدّھار ہوا تھا پندرہ دن تک میلہ ہوتا ہے۔

(۳۰) بسنت پنچمی۔ یہ تیوہار گجرات پنجاب، ممالک متحدہ اور راجپوتانہ وغیرہ میں زیادہ منایا جاتا ہے۔ دکھن میں بہت کم ہوتا ہے وہاں اس روز امیر لوگ گاتے بجاتے ہیں اور مندروں میں اتسو ہوتا ہے۔ راجپوتانہ میں بسنتی کپڑے پہنے جاتے ہیں بنگالہ میں اسکو سری پنچمی کہتے ہیں اور سرستی کی پوجا کرتے ہیں قلم دوات نہیں چھوتے اگر لکھنے کا ضروری کام آجاتا ہے تو تختی پر کھریا سے لکھتے ہیں شام کو بچے قسم قسم کے کھیل کھیلتے ہیں اور دوسرے دن سرستی کی مورتی کسی تالاب میں ڈال دیتے ہیں۔ اس روز کہیں کہیں کامدیو اور انکی بی بی رتی کی پوجا ہوتی ہے اضلاع اودھ اور قرب وجوار میں اس روز نواکی رسم ہوتی ہے یعنی لوگ نیا اناج استعمال کرتے ہیں اوکھلا اور بندک پور (جی آئی۔ پی ریلوے) میں بسنت کا میلہ تین دن تک ہوتا ہے۔ ممالک یورپ وغیرہ میں بھی موسم بہار کا اسی قسم کا ابتدائی تیوہار ہوتا ہے۔

(۳۱) سورج سنتمی یا سبھا سکر سنتمی۔ یہ تیوہار بسنت کے بعد بنگالہ دراوڑ اور مہاراشٹر میں ہوتا ہے ممالک متحدہ راجپوتانہ گجرات اور پنجاب میں نہیں ہوتا دراوڑ میں رات کے وقت گاتے بجاتے اور روشنی کرتے ہیں۔ اس روز کتاب کو ہاتھ لگانا بھی مہاپاپ سمجھا جاتا ہے۔ بنگالہ میں کاتک پورنماشی اور ہر اتوار کو سورج کی پوجا ہوتی ہے۔ مہاراشٹر اور کرناٹک میں ہلدی تقسیم کی جاتی ہے پنجاب وغیرہ میں سورج کا برت مقررہ دن پر ڈیڑھ ہزار برس سے برابر ہوتا ہے جس کا پتہ پتھر کے کتبوں سے لگا ہے کسی زمانہ میں ملتان سے کچھ تک سورج کے صدہا مندر تھے۔ چینی سیاح ہیان تسانگ نے

ملتان کے مشہور سورج کے مندر کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۲) شیو راتری۔ اس روز تارکیشر اور پشوپت ناتھ (نیپال) میں میلہ ہوتا ہے اور اُجین۔ جرنی۔ جوگیشور۔ پوروتی اور اودوا مورتھا (بی۔ بی سی۔ آئی ریلوے) اور بندک پور۔ تھانہ مہرناتھ جی۔ آئی۔ پی ریلوے) میں تیوہار منایا جاتا ہے۔

(۳۳۳) ہولی۔ اس روز منو کا جنم ہوا ہے۔ دکھن میں یہ تیوہار پھاگن سُدی نومی سے شروع ہوتا ہے اور راجپوتانہ کی ریاستوں میں ہولی جلنے کے بعد پندرہ روز تک بڑا اُتسو رہتا ہے۔ دکھن کے لوگ کہتے ہیں کہ اس روز شیو جی نے کامدیو کو جلا دیا تھا۔ اُڑیسہ میں اس دن سری کرشن مہاراج کا ڈول اُتسو منایا جاتا ہے ہولی نہیں جلائی جاتی۔ بلکہ برہمن سری کرشن مہاراج کی مورتی پالکی میں بٹھا کر اپنے معتقدین کے یہاں لیجاتے رہیں گائے چرانے والے گائے بیل کو سجاتے ہیں اور خود نئے کپڑے پہنتے ہیں پھر ہر جماعت میں ایک چرواہے کو کرشن بناتے ہیں۔ ممالک متحدہ اور متوسط کے دیہات میں ہولی گانے والے روزانہ گاتے ہیں اُن کو ہُریا کہتے ہیں۔ علاقہ بمبئی میں ہولی کا کوئی خاص دن مقرر نہیں۔ خاص بمبئی کے آس پاس چار دن پہلے سے روزانہ گھر کے سامنے چھوٹی سی ہولی جلائی جاتی ہے اور پورنماشی کے دوسرے دن صبح اُسی آگ میں پانی گرم کر کے نہاتے ہیں۔ نہانے کی رسم ممالک متحدہ میں بھی ہے اور یہاں ڈول اُتسو (جھول ڈول) بھی ہوتا ہے۔ کلکتہ کے مارواڑیوں میں اب بھی سال بھر کی سڑی ہوئی کیچڑ پھینکنے کا خراب رواج ہے۔ پنجاب میں لوگ دو تین دن تک بمشکل باہر نکل سکتے ہیں۔ گورا داس

ساہوکاروں میں کاتک سُدی نومی کو وشنو برت۔ دسمی کو بھیشم برت چودس کو بیکنٹھ چودس اور پورنماشی کو تر پُر آتسو کیا جاتا ہے۔ ممالک متوسط اور دکھن میں اس پورنماشی کو تر پری پورنما کہتے ہیں۔ دکھن میں اس کا نام دیو دیوالی بھی ہے۔

(۲۸) **اگھن پورنماشی**۔ دت جینتی کا میلہ ناہور۔ کدگانوں اور گھنگا پور (بی بی سی۔ آئی ریلوے) میں آٹھ دس دن تک رہتا ہے۔ اگھن پورنماشی کو مہاراشٹر میں دتّاتریہ جینتی اتسو ہوتا ہے۔ مارواڑ کے کئی مقامات پر ہفتہ بھر بھجن گائے جاتے ہیں۔ ریاست میسور کے بابا بوڈن جزیرہ میں دتّاتریہ استھان ہے مسلمان اس کو سادھو قلندر کی جگہ کہتے ہیں اور ہندو مسلمان دور دور دراز سے آکر اور مل کر پوجا کرتے ہیں

(۲۹) **سنکرانت مکر**۔ اس روز تاکیشر میں میلہ ہوتا ہے راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا وغیرہ میں کپڑا اور اناج خیرات کیا جاتا ہے۔ مرہٹہ برہمنوں میں سہاگن عورتوں کو تحفہ الہڑکیاں کپاس۔ نمک۔ تیل اور زیرہ وغیرہ نذر کرتی ہیں بنگالہ میں چاول کا آٹا گھی ڈال کر تقسیم کیا اور کھایا جاتا ہے اس کا نام پِشٹک ہے۔ اسکو ریشمی یا اونی کپڑے میں باندھ کر دور دور دراز دوستوں کو بھیجا جاتا ہے۔ عورتیں اناج کے بھنڈار کو گھاس سے باندھتی ہیں اور باون پوئی کہتی جاتی ہیں یہ اس امر کی دعا ہے کہ اناج باون گنا پیدا ہو۔ بنگالہ میں اس سنکرانت کا نام پِشٹک سنکرانت ہے۔ گنگا ساگر پر اس روز دو ڈھائی لاکھ آدمی اشنان کو جمع ہوتے ہیں۔ ہگلی اور گنگا کے سنگم پر جہاں کپل دیو جی کا

مندر ہے جاترا ہوتی ہے اور نیپال، اُڑیسہ، پنجاب اور دکھن سے گنگا ساگر پر لاکھوں آدمی آتے ہیں اور پھل اور پیسے چڑھاتے ہیں۔ بہت لوگ سر منڈواتے ہیں اور مرحوم بزرگوں کا پنڈ دان کرتے ہیں۔ یہ میلہ تین دن تک رہتا ہے۔ دکھن میں تین دن تک پونگل[1] مہوتسو ہوتا ہے۔ دوسرے دن عورتیں گیلے کپڑے پہنے ہوئے صحن میں کھیر اُبالتی ہیں اور پونگل کہکر اُتار لیتی ہیں۔ کچھ گنیش جی کے نام کا علیحدہ رکھدیتی ہیں کچھ گائے کو کھلا دیتی ہیں اور باقی خاندان کے سب لوگ ملکر کھاتے ہیں۔ تیسرے دن گائے کا پوجن کرکے جلوس نکالا جاتا ہے۔ یہ تیوہار مدورا اور تناولی میں بہت اچھا ہوتا ہے مہاراشٹر میں تل اور گڑ خیرات کیا جاتا ہے۔ دراوڑ دیش میں بوقت ملاقات پوچھتے ہیں "کھیر سیج گئی کیا" اور ملاقاتی جواب دیتا ہے "سیج گئی"۔

---

[1] پونگل تامل زبان کا لفظ ہے جسکے معنی اُبالنے کے ہیں۔ دکھن میں ماگھ کے پہلے روز بھوگی پونگل یعنی اندر کا تیوہار ہوتا ہے اور دوسرے روز سوریہ پونگل یعنی آفتاب کا۔ عورتیں روزانہ جگہ صاف کرکے زمین پر پھولوں کی قطاریں بناتی ہیں اور گوبر کی گولیاں رکھکر جکو ترے کی کلیاں لگادیتی ہیں۔ اسکے لئے پوس کے مہینے میں روزانہ پھول اور گوبر جمع کیا جاتا ہے۔ تیوہار کے دن عورتیں کپڑے پہنے نہاتی ہیں اور اُسی صورت میں چاول اُبال کر اور پونگل پونگل کہکر وگھنیشر یعنی شیوجی کے سب سے بڑے لڑکے کو چڑھاتی ہیں۔ پھر کچھ گائے کو کھلاکر باقی تقسیم کردیتی ہیں۔ سوریہ پونگل کے دن بڑا تیوہار ہوتا ہے۔ یہ رسمیات ۲ دن تک رہتی ہیں (فیسرز اینڈ فیسٹیولس صفحہ ۸۴ و ۸۵)

(موجودہ حالت) مشاہدہ کا ذکر نہیں صرف جھولا جھولنا اصلی
کام رہ گیا ہے۔

(۴) سلونو۔ (اصلی صورت) برسات کے نظارہ کا مشاہدہ۔ پرندوں کی تصویر
کشی۔ برہمنوں کا روحانی قوت سے حفاظت کا
تعویذ تیار کر کے عطا کرنا۔

(موجودہ حالت) مشاہدہ کا ذکر نہیں تصویر کشی بھدی اور بے معنی۔
برہمن بازار سے رنگین ڈورے خرید کر جابجا بھیک
مانگتے پھرتے ہیں۔

(۵) بیتھر چوتھ (اصلی صورت) (۱) کثیف برتنوں سے مکان کی پاکیزگی (۲) عوام
کو وبائی آمد کی اطلاع (۳) ماہتاب کے مشاہدہ
سے احتراز (۴) والدین کو طلباء کی تعلیمی حالت
سے مطمئن کرنا۔

(موجودہ حالت) (۱) اینٹ پتھر پھینک کر ہمسایوں کو زخمی کرنا اور
عوام کو تکلیف پہنچانا (۲) برہمنوں کا لڑکوں کو زیور
پہنا کر گلی کوچہ میں گشت کرنا اور والدین سے
فیس یا دچھنا وصول کرتے پھرنا۔

(۶) رکھ پنچمی۔ (اصلی صورت) (۱) خودرو نباتات کی تحقیقات (۲) مٹی کے
برتنوں کی وبائی امراض سے حفاظت اور انتظام۔

(موجودہ حالت) نہ تحقیقات کا ذکر ہے نہ حفاظت کا۔ بعض

عورتیں معمولی طور پر برت رکھ لیتی ہیں خاوندوں
کو بھی خبر نہیں ہوتی ۔

(۷) سرد پونو۔(اصلی صورت) (۱) آسمانی نظارہ کا ماہ کامل کی موجودگی میں
مشاہدہ اور تحقیقات (۲) بذریعہ چراغ ڈس انفیکشن
کی ابتدا ۔

(موجودہ حالت) نہ مشاہدہ نہ تحقیقات ۔ ہندو لوگ معمولی پوجا کے
بعد رات کو بہ آرام تمام سوتے ہیں ۔ ڈس انفیکشن
کی ابتدا کا ذکر نہیں ۔

(۸) اہوئی اشٹمی ۔(اصلی صورت) (۱) آسمانی نظارہ کا نصف چاند کے طلوع
ہونے پر مشاہدہ (۲) تصویر کشی اور صفائی قلب
کے انتظامات ۔

(موجودہ حالت) عورتیں چاند کو دیکھکر برت پورا کر لیتی ہیں ۔
تصویر کشی بھدی اور بے معنی ۔ صفائی قلب
برائے نام ۔

(۹) دیوالی ۔ (اصلی صورت) (۱) آسمانی نظارہ کا چاند کی عدم موجودگی میں
مشاہدہ (۲) تصویر کشی کی تکمیل (۳) آئندہ کشمکش
کے متعلق اندازہ اور انتظام (۴) مکانات اور
گلی کوچہ کا ڈس انفیکشن ۔

(موجودہ حالت) مشاہدہ کا ذکر نہیں تصویر کشی بھدی اور بے معنی

ہیں یہ رسم نہیں ہے صرف شوالہ کے سامنے ہولی جلا دی جاتی ہے۔ اودے پور میں بسنت سے ہولی شروع ہوتی ہے اور چار دن تک رہتی ہے۔ آخر دن گھوڑے پر ہولی کی سواری نکلتی ہے۔ اور مہاراجہ سرداروں سمیت ڈیرہ میں بیٹھ کر گانا سنتے ہیں۔ اندور میں ایک بُت آٹھ دس گز اونچا مٹی کا بنا کر اسی زمانہ میں بازار میں رکھا جاتا ہے اُس کو ناتھو رام کہتے ہیں اُس کی صورت فحش ہوتی ہے۔ ہولی کے پانچویں دن رنگ پنچمی ہوتی ہے۔ اس روز نیپال میں تمام سڑکیں سبز اور سُرخ رنگی جاتی ہیں ممالک متوسط میں ہولی کے دوسرے دن دُھولی وردھنم ہوتا ہے یعنی ہولی کی خاک کی پوجا کی جاتی ہے۔ دکھن میں اس کو دھول وَد کہتے ہیں۔

نوٹ۔ (۱) اڑیسہ میں باسٹھ تیوہار ہوتے ہیں ان میں سب سے بڑا رتھ جاترا کا تیوہار ہے جو اساڑھ میں منایا جاتا ہے۔ رتھ جاترا کا تیوہار بندرابن میں بھی جیٹ کے مہینے میں بہت دھوم سے ہوتا ہے۔ ڈاکور میں بھی رتھ جاترا کا میلہ اساڑھ میں ہوتا ہے۔

(۲) مغربی ہند میں پونا کے قریب مقام جیجوری[1] میں اگھن سُدی چھٹہ کو چمپا کھشٹی کا تیوہار ہوتا ہے۔ یہاں کسی زمانہ میں چرخ پر چڑھ کر مرنے کی رسم ہوتی تھی لیکن اب گورنمنٹ کے حکم سے بند ہوگئی۔

(۳) مقام کولو (پنجاب) میں آخر دسمبر میں ایک بہت دلچسپ تیوہار ہوتا ہے جس کا نام کولی دیالی[1] ہے۔ لوگ چکر بنا کر ناچتے کودتے ہیں۔ شام کو دریائے بیاس کے کنارہ پر

---

[1] فیرز اینڈ فیسٹی ولز صفحہ ۱۰۲

روشنی ہوتی ہے جس کے واسطے قلعہ نانگیر کے ایک مندر سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ دو دن بعد سانپ کا میلہ ہوتا ہے اور اس روز ایک بہت بڑا اور موٹا رسہ کھینچکر دریا تک لیجاتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک بار ایک اژدھے نے ان مقامات کو تباہ کر دیا تھا اُسی کی یادگار میں اور اُسی کے نام پر یہ تیوہار منایا جاتا ہے۔

(۴) سراج الدولہ نواب مرشد آباد ہولی کے روز سرداروں کے نام فرضی فرمان بھیجتا تھا اور جب وہ تعمیل کرتے تو اُن پر ہنستا تھا۔ گویا کہ یہ اسکا اپریل فول تھا۔

بعض تیوہاروں کی موجودہ افسوسناک حالت

(۱) پون پرچھیا۔ (اصلی صورت) آنے والے وبائی موسم کی سائنٹفک تحقیقات۔
(موجودہ حالت) ہندو اسکے نام سے بھی واقف نہیں۔

(۲) ابیاس پوجا۔ (اصلی صورت) تعلیمی سیشن کا خاتمہ اور سالانہ تعلیم کی تکمیل کا دن گرو یعنی اُستاد کی خدمت اور خاطر و مدارات کا آخر دن۔
(موجودہ حالت) نہ تعلیمی سیشن کے خاتمہ کا ذکر ہے نہ اُستاد کی خدمت گذاری کا صرف بعض عورتیں گرو کی چوکی کی تصویر بنا کر پوجا کر لیتی ہیں اور بس۔

(۳) ہریالی تیج (اصلی صورت) برسات کے قدرتی نظارہ سے فنون لطیفہ کی ترقی اور سرور۔

اندازہ اور انتظام کے بجائے جوا کھیلنا اور تباہ
ہونا۔ چراغوں سے ڈس انفیکشن کا لحاظ کم اور آرائش
کا بہت زیادہ۔

(۱۰) **ہولی**۔ (اصلی صورت) (۱) فصل کی کامیابی پر خدا کی حمد وثنا اور شکریہ
(۲) مختلف اقوام سے ملاقات اور اتفاق۔

(موجودہ حالت) حمد وثنا کے بجائے گالی گلوچ اور ملاقات کے
بجائے جوتا پیزار۔ یہاں تک کہ متبرک مقامات پر
تہا بہت فحش راگ گائے جاتے ہیں اور فحش
حرکات کو عبادت کا جزو سمجھا جاتا ہے۔
نئے تازہ اناج کے بجائے پرانے خشک اناج کی
باٹیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں اور ادلیں ہیں
کھٹائی اور میوہ جو اس موسم میں مضرت بخش ہیں
شامل کر کے تندرستی خراب کی جاتی ہے۔

(**نوٹ**) واضح ہو کہ ہر تیوہار کی موجودہ حالت درستی کے قابل ہے ناظرین اس کتاب کو
ملاحظہ فرما کر باقی ہر تیوہار کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

چند مصنّفوں کی تحقیقات

(۱) سال کے مختلف تیوہار

نمبر شمار ۱	نام تیوہار ۲	مہینہ و تتھ ۳	کسنے کس کو بتایا ۴	حوالہ کتاب ۵	کیفیت ۶
۱-	دوج	چیت بدی دوج	۔	۔	دوج کی پوجا سناتن سے چلی آتی ہے مگر بھائی کو بلانے کا رواج پرانا نہیں ہے ایک بہن نے بھائی کو شادی کے وقت بہت آفتوں سے بچایا تھا وہ شادی کی ہر رسم میں خود بھائی کی شریک رہی اور حفاظت کرتی رہی اسی یادگار میں شادی کے وقت نوشہ کے ساتھ بنگری بنتی ہے۔
۲-	سیتلا اشٹمی	چیت بدی اشٹمی	سیتلا دیوی نے ایک راجہ کو		یہ چیچک کا برت ہے مریض کے ہر چہار طرف نہایت صفائی رکھنا اور

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کسنے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					روزانہ زمین لیپنا۔ نمک نہ کھانا۔ ترکاری نہ بگھارنا۔ نہ کچھ بھوننا نہ کڑھائی چڑھانا۔ گرم چیز نہ کھانا نہ مریض کو کھلانا ٹھنڈی چیزوں کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس برت میں ایک دن پہلے کا بنا ہوا باسی کھانا بھوگ اور استعمال میں لایا جاتا ہے۔ نمک کھانے سے کھجلی پیدا ہوتی ہے اور بگھارنے سے مریض پر خراب اثر ہوتا ہے کسی کے پاس آنے جانے سے دوسرے کو بیماری لگ جاتی ہے مگر ٹھنڈی چیز کے استعمال سے گرمی رفع ہوتی ہے۔
۳۔	اُرُندھتی برت	چیت سُدی پڑوا سے تیج تک	مہادیو جی نے پاربتی جی کو		ایک برہمن بدچلنی کے باعث اگلے جنم میں عورت ہوا جو جوانی میں بیوہ ہوگئی۔ اس عذاب سے بچنے کو یہ برت سہاگن عورتوں کو کرنا چاہیئے اس میں شیو اور پاربتی کا پوجن ہوتا ہے۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ وتتھ	کس نے کسکو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۴-	گنگور تیج	چیت سدی تیج		متس پوران	یہ سہاگن عورتوں کا تیوہار ہے پرشاد مردوں کو نہیں دیا جاتا۔ شیو جی کی پوجا ہوتی ہے اس روز پاربتی جی نے اٹل سہاگ کا بردان پایا۔
۵-	رام نومی	چیت سدی نومی		رامائن	رامچندر جی کی پیدائش کا دن ہے۔
۶-	ہنومان جینتی	چیت پورنماشی یا اماوس			کہتے ہیں کہ راجہ دشرتھ نے یگیہ کی کھیر رانیوں کو دی تو ایک نے بے پرواہی سے رکھدی اسکو چیل اٹھالے گئی اور وہاں گرایا جہاں انجنی بیٹھی تھی اس نے کھیر کو کھالیا چنانچہ اس سے ہنومان جی پیدا ہوئے۔ ان کو مہادیو جی کا اوتار کہتے ہیں۔
۷-	پوجنو پونو	چیت سدی پورنماشی			جس جگہ لڑکا ہو وہاں بچھن کمار کا پوجن ہوتا ہے۔ بچن کمار ایک راجہ کا لڑکا تھا جس کو سوتیلی ماں نے پیدا ہوتے ہی گھوڑے پر پھینک

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					دیا تھا۔ ایک کمہاری نے اسکو پالا۔ اس روز برت نہیں ہوتا۔
۸۔	لسوا سوموار (ٹیسو)	جیٹھ کے چاروں سوموار	جگدیش سوامی نے قدرتی پھاٹ کو بتایا۔		جگدیش کے پٹ اور بیت کی پوجا وہ پجاری کرتا ہے جس کے گھر میں کوئی جگدیش یاترا کرچکا ہو آم کا بور اور ٹیسو کے پھول چڑھائے جاتے ہیں۔
۹۔	اکشے تیج	بیساکھ سدی تیج	پنڈت نے وشن کو اور سری کرشن مہاراج نے جدھشٹر کو	برت راج	بدھ کو روہنی نکشتر میں یہ برت کرنے سے ایک بنیا کشاوتی نگری کا راجہ ہوا اس کو اکشے سمپت یعنی بہت دولت ملی۔ اسوجہ سے برت کا نام اکشے تیج ہوا اس روز گوری کی پوجا ہوتی ہے اور تل سے شرادھ کیا جاتا ہے۔
۱۰۔	گنگا سپتمی	بیساکھ سدی سپتمی	وسوامتر نے سری رامچندر کو	برہم پران و رامائن	اس روز راجہ جنہو نے گنگا جی کو پی کر کان سے نکالا تھا۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۱۱-	ستیہ ونائک	بیساکھ پورنماشی	سری کرشن مہاراج نے سداماں کو	برہمانڈ پران	ستیہ ونائک اور ادم گنیش جی کے نام ہیں ایک ویش اور چتر بھانو منتری اس برت سے امیر ہو گئے۔ اور جنھوں نے برت کی عزت نہ کی وہ غریب اور کوڑھی ہو گئے۔
۱۲-	ساوتری برت	جیٹھ بدی ترودشی			یہ سہاگن کا برت ہے ساوتری نے ستیہ وان کی جان بچائی۔
۱۳-	گنگا دسہرہ	جیٹھ سُدی دشمی	وسوامتر نے سری رامچندر جی کو	اسکند پران اور رامائین	جیٹھ سُدی دشمی بدھ وار ہست نکشتر میں گنگا جی زمین پر آئیں۔ اس روز گنگا اشنان کا بڑا مہاتم ہے۔ اگر سوموار اور ہست نکشتر ہو تو بہت زیادہ مہاتم ہے۔ اس روز راجہ بھاگیرتھ اپنے بزرگوں کو کپل منی کے شاپ سے آزاد کرنے کی غرض سے گنگا جی کو زمین پر لائے۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۱۴-	کوکلا برت	لوندکا اساڑھ پورنماشی			ستی جی نے شیو جی کی حکم عدولی کی اس لئے دس ہزار سال تک کوکلا پرند کا جسم اختیار کرنا پڑا اس برت سے عورت بدھوا نہیں ہوتی-
۱۵-	ناگ پنچمی	ساون سدی پنچمی	شیو جی نے سوامی کارتک جی کو	اسکندھ پران و بھوشوتر پران	کالے رنگ کے سانپ کی پوجا ضروری ہے۔ ہل چلانا منع ہے اور ساگ پات کاٹنے کی اجازت نہیں بارہ ناگ مشہور ہیں۔ ۱- اننت-۲- باسکی-۳- شیش-۴- پدم-۵- کمل-۶- کلیرتک ۷- اسوتر-۸- دھرت راشٹر-۹- سنکھ پال-۱۰- کالیا-۱۱- تکشک ۱۲- پنگل- ہر مہینے ایک سانپ کی پوجا ہوتی ہے اور زمین نہیں کھودی جاتی۔
۱۶-	سیتلا ستمی	ساون سدی ستمی	ایک بڑھی عورت نے راجہ کی لڑکی کو جسے سانپ نے کاٹا تھا	بھوشوتر پران	اسکے پوجن سے دلدر نہیں آتا اور بہت اولاد ہوتی ہے۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۱۷-	کجری کی نومی	ساون سدی نومی			یہ برت لڑکے والی عورتیں رکھتی ہیں ایک عورت نے اپنے پالتو نیولے کو جس نے اُسکے بچے کی سانپ سے جان بچائی تھی قاتل سمجھ کر مار ڈالا غلطی معلوم ہونے پر یہ برت شروع ہوا اس روز بندیل کھنڈ میں جَو بو کر ایسی جگہ رکھتے ہیں جہاں ہوا نہ لگے اسکو کجری کہتے ہیں اور روزانہ شام کو آرتی کرتے ہیں۔
۱۸-	رکشا بندھن	ساون کی پورنماشی	اندرانی کو کھیشر نے	بھوشیہ پُران	اس کو کجری پورنما اور راکھی پورنما بھی کہتے ہیں اس روز کجری کا جلوس نکلتا ہے کوکن کے مغربی کنارے کے شہروں میں اس روز بڑے میلے ہوتے ہیں۔
۱۹-	کرید ونائک برت	ساون بدی چوتھ سے بھادوں سدی چوتھ تک	جنگل کی عورتوں نے پاربتی کو پاربتی نے شیو جی کو		یہ ایک مہینے کا برت ہے جس سے سب کام پورے ہوتے ہیں

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
			شیوجی نے برہماجی کو برہماجی نے اندر کو اندر نے راجہ وکرم مارک کو		وکرم مارک کی رانی کو کوڑھ ہو گیا اس برت کے کرنے سے جاتا رہا۔
۲۰	گنیش چوتھ یا سدھ ونائک برت	بھادوں بدی چوتھ	نارد جی نے سری کرشن مہاراج کو دوارکا میں یدہشٹر کو کرکشیتر میں ناگ کنیا دان نے ترلوچن کو۔ اسنے مہادیو جی کو انھوں نے پاربتی جی کو انھوں نے سوام کارتک کو انھوں نے وسوامتر کو۔	اسکندھ پران	یہ برت رکھنے سے کلنک نہیں ہوتا۔ اس برت کے باعث ترلوچن پاربتی جی کے شاپ سے آزاد ہوا۔ پاربتی جی کے برت سے سوام کارتک آ گئے اور اس برت سے سردار ہوئے۔ اور وسوامتر برہم رشی ہو گئے۔ اس برت سے جو خواہش ہو پوری ہوتی ہے اس روز گنیش جی پیدا ہوئے۔
۲۱	ہل چھٹھ	بھادوں بدی چھٹھ			ایک گوالن نے گائے بھینس کا دودھ ملا کر جھوٹ بولا کہ یہ خالص دودھ ہے اسکا بچہ مر گیا۔ ایک عورت کا بھوجن کتے نے کھا لیا۔ عورت نے

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					اسے اسقدر مارا کہ کمر ٹوٹ گئی مرنے کے بعد وہ کئی بار اسکے پیٹ سے پیدا ہو کر مر گیا اس برت سے دونوں عورتوں کی تکلیف دور ہوئی۔
۲۲	جنم اشٹمی	بھادوں بدی اشٹمی	سکھ دیوجی نے پریچھت کو۔	بھاگوت پران	اس روز کرشن مہاراج پیدا ہوئے تھے اگر اس رات کو روہنی نکشتر ہو تو یہ کرشن جینتی کہلائی جاتی ہے۔
۲۳	گاج بیج کی پوجا	بھادوں سدی دوج	فیاض مگر مغرور راجہ کو اسکے گرنے		اس راجہ کا لڑکا شکار کو جنگل میں گیا مینہ برسنے پر ایک مڑھی میں چھپ گیا وہاں ایک درخت کے نیچے گوالا لڑکا جسکی ماں روزانہ ایک روٹی گائے کے بھیا یا کواری لڑکی کو دیتی تھی مگر مغرور نہ تھی کھڑا ہو گیا بجلی درخت تک آکر لوٹ گئی اور مڑھی پر گری جس سے شہزادہ مر گیا۔ غرور سے فیاضی غارت ہو جاتی ہے بعض کایستھوں میں مڑھی۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھی	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					درخت لڑکوں اور بجلی گرنے کی تصویر بنا کر پوجا کرتے ہیں۔
۲۴	ہرتالکا تیج	بھادوں سُدی تیج	ایک سکھی نے پاربتی جی کو	بھوشوتر پُران	اس روز پاربتی جی نے شیوجی کی مورتی بنا کر آرادھن شروع کیا جسکی بدولت اُن کی شیوجی سے شادی ہوئی اس برت سے عورتوں کو سہاگ ملتا ہے لیکن رکھ کر چھوڑ دینے سے عورت کئی جنموں میں بدھوا ہوتی ہے۔
۲۵	سدھ ونائک برت	بھادوں سُدی چوتھ	ناردجی نے سری کرشن مہاراج کو سنت کمار نے نندکشور کو اور برھماجی نے دیوتاؤں کو		ساون بھادوں اور اگھن میں گنیش برت کا بہت مہاتم ہے اس روز چندرماں دیکھنے سے کلنک لگتا ہے مگر جو کوئی ہر بار دوج کے چندرماں کو دیکھتا ہے اُس کو نہیں لگتا۔
۲۶	رشی پنچمی	بھادوں سُدی پنچمی	رشیوں نے سُمت برہمن کو اور اُتنگ برہمن نے اپنی عورت سوشیلا کو	بھوشوتر پُران	ودربھ نگر میں اُتنگ برہمن کی بیوہ لڑکی کے جسم میں کیڑے پڑ گئے کیونکہ اُس نے پچھلے جنم میں حیض کی حالت میں برتن چھوئے تھے دوسرے برہمن سُمتر کی عورت حیض کی حالت میں گھر کا کام کرتی رہی اور برتنوں کو

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					چھوٹی رہی سُمت بیل ہوا اور عورت کتیا ہوئی اُن کے لڑکے سُمت نے رشی پنچمی کا برت کیا اور اون کو عذاب سے چھڑایا۔
۲۷	سنتان سپتمی برت یا مُکتا بھرن برت	بھادوں سُدی سپتمی	۱۔ سرجو کنارے عورتوں نے رانی روپ وتی اور چندر مکھی برہمنی کو۔ ۲۔ لومس رشی نے بسدیو دیوکی کو۔ ۳۔ سری کرشن مہاراج نے جدھشٹر کو۔		اس برت کے کرنے سے اولاد زندہ رہتی ہے۔ روپ وتی اور چندر وتی مرکر بندریا اور مرغی ہوئیں۔ بندریا مرکر رانی ایشوری متھرا کے راجہ پرتھی ناتھ کی بیوی ہوئی اور مرغی بھوشنا پروہتانی۔ اس کو برت یاد تھا چنانچہ برت کیا اور بہت اولاد ہوئی۔ ایشوری بانجھ تھی اُس نے انھیں قتل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکامیاب رہی یہی برت بسدیو دیوکی نے کیا تو کرشن مہاراج پیدا ہوئے اور کنس انھیں نہ مار سکا۔
۲۸	مہالکشمی پوجن	بھادوں سُدی اشٹمی			یہ پوجن کنوار بدی اشٹمی تک یعنی پندرہ روز رہتا ہے پہلے روز عورتیں تعویذ بناکر پندرہ دن پوجا کرتی ہیں۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ وتتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۲۹	وامن دوادشی	بھادوں سُدی دوادشی	سری کرشن مہاراج نے جدھشٹر کو	بھاگوت پُران و بھوشوتر پُران۔	وامن جی دیوی آدت برہمن برہمنی کے یہاں پیدا ہوئے تھے اُنکے تپ کے باعث بھگوان نے پیدا ہونے کا وعدہ کیا تھا وامن جی کا ذکر ویدوں میں بھی ہے۔
۳۰	اننت چودس	بھادوں سُدی چودس	سری کرشن مہاراج نے جدھشٹر کو۔ عورتوں نے کوڈنیہ کی استری شیلا کو۔		اس روز ایک وقت بلا نمک کا کھانا کھاتے ہیں۔ اس سے جدھشٹر کے بن باس کی تکلیف جاتی رہی۔ کوڈنیہ کی استری شیلا نے جمنا کنارے عورتوں کو یہ برت کرتے دیکھا تھا سری کرشن نے جدھشٹر کو اسکا حال بتایا۔
۳۱	اماہیشر برت	بھادوں پورنماشی	گوتم مُنی نے وشنو بھگوان کو	متس پوران	دُرباسا رشی نے وشنو بھگوان کو اس بات پر بددعا دی کہ اُنھوں نے شنکر کی دی ہوئی بیل پتر کی مالا کو جو رشی نے اُن کو لاکر دی گرڑ بھگوان کے

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					رکھدیا خود نہیں پہنا۔ اس برت سے شاپ دور ہوا۔
۳۲	نوراتر	کنوار سُدی پڑوا سے ۹ دن	مہامایا نے دیوتاؤں کو میگھ رشی نے راجہ سرتھ کو	مارکنڈے پران	اشٹمی نومی کو مہاتم کہتے ہیں دیوتاؤں کے جسم سے شعلہ نکلا جس سے دیوی پیدا ہوئی۔ پاربتی سے بھگوتی اور بھگوتی سے کالکا یا چامنڈا پیدا ہوئی۔
۳۳	درگا کھشٹی	کنوار سُدی چھٹ			اس روز درگا نے ایک گڈا بناکر بچے کے طور پر کھلایا اور زندہ کردیا
۳۴	جیوت پتر کا برت	کنوار سُدی اشٹمی			اس روز راجہ جیموت واہن نے سنکھ چورن سانپ کی جان گرڑ سے بچائی تھی اور خود کو خوراک کے واسطے حوالے کیا اور برپا یا۔ اس برت سے اولاد کا غم نہیں ہوتا۔
۳۵	وجے دسمی	کنوار سُدی دسمی	مہادیو جی نے پاربتی کو		یہ تیوہار تمام ہندوستان میں ہوتا ہے۔ اگر اس روز سر دن نکشتر ہو تو زیادہ

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ وتتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					اچھا ہے۔ شمی درخت کی پوجا ہوتی ہے جس پر ارجن نے اپنا دھنش بان ٹانگا تھا اور جس نے سری رامچندر جی کو لنکا کی فتح کی پیشین گوئی کی تھی۔
۳۶	کرواچوتھ	کاتک بدی چوتھ	شیوجی نے پاربتی جی کو اور کرشن مہاراج نے دروپدی کو۔		ارجن کے کیل گرہ کے چلے جانے پر جب دروپدی کو فکر ہوئی تو یہ برت کیا جس سے پانڈوں کی فتح ہوئی۔ اس برت سے سب گھن دور ہو جاتے ہیں۔
۳۷	اہوئی اشٹمی	کاتک بدی اشٹمی	بڈھی عورتوں نے ایک عورت کو		ایک عورت نے دیوالی کی لپائی پتائی کے لئے کدال سے مٹی کھودی جس سے سیہی کا بچہ مر گیا۔ اسی سال اسکے ساتوں لڑکے مر گئے۔ اہوئی کا برت کرنے سے اسکے سات لڑکے پیدا ہوئے۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
٣٨	بچھ دواپچھ برت	کاتک بدی دوادشی وقت شام			بچھ دواپچھ دلش ونش کا محرت ہے کاتک میں پوجا کا رواج ہے مگر بعض ساون ہی میں چار بار پوجا کرتے ہیں اور بعض بیساکھ۔ ساون کاتک اور ماگھ بدی کی دوادشیوں کو سال میں چار بار مناتے ہیں۔ شام کو لڑکے کی ماں گائے کی پوجا کرتی ہے۔
٣٩	دھن تیرس	کاتک بدی ترودشی۔	جمراج نے اپنے دوتوں کو		راجہ ہمیراج کا لڑکا پیدا ہونیکے چوتھے روز مر گیا۔ جم دوتوں کو جان لینے میں رحم آیا۔ جمراج نے دھن تیرس کا برت بتایا اور کہا اس سے بے وقت موت نہ ہوگی۔
٤٠	نرک چتردشی	کاتک بدی چتردس			وامن بھگوان نے تردوشی سے اماوس تک تین دن میں راجہ بل کا راج ناپا تھا۔ اسپر بل نے یہ بردان مانگا کہ جو لوگ ان تین دن چراغ جلائیں لکشمی اسکا گھر کبھی نہ چھوڑیں۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۴۱	دیوالی	کاتک بدی اماوس	سنت کمار رشی نے باقی رشیوں کو		اس دن (۱) راجہ بل پاتال بھیجے گئے ۔ ۲ ۔ راجہ وکرماجیت کو راج گدی ملی ۔ ۳ ۔ سری راجچندر مہاراج سنگھاسن پر بیٹھے (تخت نشین ہوئے) یہ تیوہار ویدک زمانہ میں بھی ہوتا تھا۔ اگر تلا کے سورج ہوں تو چودس اور اماوس کی شام کو ایک جلتی لکڑی گھماکر پتروں کو راستہ دکھایا جاتا ہے اس روز وشنو بھگوان نے لکشمی جی اور تمام دیوتاؤں کو راجہ بل کے قید خانہ سے چھڑایا۔ لکشمی جی کو اپنے گھر بلانے کے واسطے پوجا کی جاتی ہے ۔
۴۲	گوبردھن یا ان کوٹ	کاتک سدی پڑوا	سری کرشن مہاراج نے برج باسیوں کو	سنت کمار سنگھتا اور بھاگوت	پہلے اندر کی پوجا ہوتی تھی سری کرشن مہاراج نے اس روز گوبردھن پہاڑ کی پوجا کرائی ۔ مگر یہ تیوہار بہت پرانا ہے ۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۴۳	جم دوتیا یا بھیا دوج	کاتک سُدی دوج	جم راج نے جمنا جی کو	سنت کمار سنگھتا	جمنا جی نے اپنے بھائی جمراج کو کئی بار دعوت کا نیوتا دیا اس روز جمراج نے آکر کھانا کھایا اور کہا کہ بہنیں اس روز بھائیوں کو کھلاویں اور بھائی اُنکو کپڑے اور زیور دیں جو ایسا کرینگے اُنکے بھائی عرصہ تک زندہ رہیں گے۔
۴۴	کالا اشٹمی	کاتک سُدی اشٹمی			برھما جی کو اپنی بزرگی کا غرور پیدا ہوا شیوجی نے کال بھیروں پیدا کرکے اُنکا پانچواں سر کٹوا دیا۔
۴۵	دیو اُٹھان ایکادشی اور تلسی بیواہ	کاتک سُدی ایکادشی			جلندھر کی بیوی برندا نے خاوند کے ساتھ ستی ہوتے وقت وشنو بھگوان کو شاپ دیا کہ تمکو استری کا وِیوگ ہوگا۔ برندا کی چتا کی راکھ میں تلسی کا درخت پیدا ہوا۔ اُس روز تلسی کا بیواہ سالگ رام سے کیا جاتا ہے اور وشنو بھگوان جاگے ہیں بعض صوبوں میں اس روز گنے کی

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
					پوجا ہوتی ہے اور اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔
۲۴۶	بھیشم پنچک	کاتک سدی ایکادشی سے پورنماشی تک	سری کرشن مہاراج		ان دنوں میں بھیشم پتامہ نے پتروں کے پلنگ پر پڑے ہوئے مرتے وقت جدھشٹر کو ہدایات کی تھیں۔ اسکی یاد میں سری کرشن مہاراج نے یہ برت جاری کیا۔
۲۴۷	دتاتریہ جنم	اگھن بدی دسمی		اسکندھ پران	برہما وشنو اور شیو انسویا کا پتی برت دھرم آزمانے کو بچوں کی شکل میں گئے مگر اسکے تپ کے اثر سے پھر اپنی اصل صورت نہ اختیار کر سکے بالآخر انسویا نے ان تینوں کی شکل کا تین منہ والا بچہ دتاتریہ پیدا کیا اور ان کو چھوڑ دیا۔
۲۴۸	چمپا ششٹی	اگھن سدی چھٹہ			یہ برت راجہ جدھشٹر نے کیا اور سلطنت حاصل کی۔ دکھن میں اس برت کا رواج ہے۔

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
۴۹	بسنت پنچمی	ماگھ سُدی پنچمی			اس روز کامدیو اور رتی کی پوجا ہوتی ہے کامدیو کو شیوجی نے بھسم کر دیا وہ مچھلی کے پیٹ سے نکلا اور پردمن نام ہوا اسکی جھنڈی پر مچھلی کی شکل تھی۔
۵۰	سیتلا کھشٹی	ماگھ سُدی چھٹھ	کھشٹی دیوی نے بڑھی برہمنی کو		بنگالہ اور مشرقی ہند میں یہ تیوہار ہوتا ہے۔
۵۱	اچلا سپتمی یا سوریہ سپتمی	ماگھ سُدی سپتمی	بسشٹ جی نے اندومتی رنڈی کو اور سری کرشن نے جدھشٹر کو	بھوشوتر پران	یہ برت مہاراشٹر میں ہوتا ہے اور سخت بیمار اچھے ہو جاتے ہیں۔ اندومتی مہاراجہ سمر کی رنڈی تھی اس نے بسشٹ جی سے اپنی نجات کی ترکیب پوچھی انھوں نے یہ برت بتایا۔
۵۲	بھیشما اشٹمی	ماگھ سُدی اشٹمی		پدم پران	اس روز بھیشم پتامہ کا انتقال ہوا تھا یہ انکے شرادھ کا دن ہے۔ یہ شرادھ باپ کی زندگی میں ہر لڑکا بھی کر سکتا ہے۔
۵۳	آسمائی کا پوجن	بیساکھ، اساڑھ			یہ برت لڑکے کی ماں کرتی ہے۔ نمک نہیں کھاتی۔ یہ اُمید کی دیوی کی

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھ	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
		ماگھ اتوار کے روز			پوجا ہے ایک راجہ نے اپنے شریر لڑکے کو ملک سے نکال دیا۔ اُمید کی دیوی نے اُسے چار کوڑیاں دیں جنکے اثر سے وہ دوسرے شہر کے راجہ سے جوئے میں جیت گیا اور اُسکی لڑکی بیاہ لی اور اپنے والدین کے پاس آیا اسکی کامیابی سے اس برت کا رواج ہوا۔
۵۴	شیوراتری	پھاگن بدی تردوشی (یا چودس)	شیوجی نے پاربتی جی کو اور مندر کے برہمنوں کے ذریعہ سے ایک شکاری کو	لنگ پُران اسکندھ پران اور ایشان سنگھتا	یہ تیوہار نیپال اور تمام ہندوستان میں ہوتا ہے ایک شکاری نے ہرنی اور ہرن پر رحم کھاکر شکار نہیں کیا وہ ہرنی اور اُسکے پیچھے ہرن ان تین ستاروں سے مرگشر نکشتر بنا ہے جو آسمان میں موجود ہے
۵۵	ہولی	پھاگن پورنماشی	بسشٹ جی نے راجہ پرتھو کو نارد جی نے راجہ جدھشٹر کو	بھوشوتر پُران	منجملہ ۱۴ منو کے اس روز ایک منو کا جنم ہوا ہے۔ ہولی جلانا کئی شاستر کاروں نے بسنت آنے کا یگیہ بتایا ہے بعض اسکو سمت کے شروع میں اگن سروپ

نمبر شمار	نام تیوہار	مہینہ و تتھی	کس نے کس کو بتایا	حوالہ کتاب	کیفیت
			اور راج کو ہی چند نے پرتھی راج کو		پرماتما کا پوجن مانتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ڈھونڈھا راکشسی بچوں کو ستاتی تھی اُسکو بھگانے کے واسطے آگ جلانے اور تالیاں بجانیکی رسم پیدا ہوئی اسیوجہ سے اس تیوہار کو ڈھونڈہری بھی کہتے ہیں ۔
۵۶	دھن تردوشی	چیت بدی تردوشی	لکشمی جی نے کھیت والی عورتوں کو ۔		بنگالہ میں اس دن لکشمی پوجا ہوتی ہے ۔ ایک بار لکشمی جی نے ایک غریب برہمن کے کھیت سے بلا اجازت پھول توڑ لئے چنانچہ اُن کو بارہ سال تک غلامی کرنی پڑی اُسکے بعد وہ برہمن کو دولتمند کرکے واپس آئیں ۔
۵۷	سوموتی اماوش	سوموار کے دن اماوش	بھیشم پتامہ نے جدھشٹر کو	مہابھارت	اس کا دوسرا نام سنجیونی برت ہے اس سے گن وتی کا خاوند اور سوما دھوبن کی اولاد اور داماد وغیرہ زندہ ہوگئے تھے ۔

(نوٹ) یہ مضامین حسب ذیل کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں (۱) برت راج ہندی (۲) ہندوؤں کے تیوہاروں کا اتہاس ہندی (ممالک متحدہ) (۳) ہندوؤں کے برت اور تیوہار ہندی (ممالک متحدہ) (۴) ہندوؤں کے تیوہار اُردو (پنجاب) (۵) آریہ جاتی کے تیوہار اُردو (پنجاب) (۶) ہندو تیوہار پرکاش اُردو (ممالک متحدہ) (۷) اینشینٹ انڈین فاسٹس اینڈ فیسٹیس انگریزی (Ancient Indian Fasts and Feasts) (بنگال اور ممالک متحدہ) (۸) ایمنگ دی ہنڈوز (Among the Hindus) (ممالک متوسط وغیرہ) (۹) ہندو ہالیڈیز اینڈ سیری مونیلز انگریزی (Hindu Holidays & Ceremonials) (صوبہ بمبئی وغیرہ) (۱۰) جنتری رعد (۱۱) کلیان (۱۲) السٹریٹڈ ویکلی (Illustrated Weekly of India) (۱۳) پائینیر (۱۴) مسودہ منشی جانکی پرشاد صاحب مرحوم۔

(۲) سال کی چوبیس ۲۴ ایکادشی

نمبر شمار	مہینہ مع پکھش	نام ایکادشی	کس پوران میں حال لکھا ہے	مختصر کیفیت
۱	اساڑھ بدی	یوگنی ایکادشی		اس کا برت رکھنے سے کوڑھ (جذام) جاتا رہتا ہے مارکنڈے رشی نے یہ برت کُبیر کے مالی کو بتایا تھا۔
۲	" سُدی	پدم نابھا ایکادشی یا دیوشینی ایکادشی	برھمانڈ پوران	قحط سالی میں انگرس رشی نے ایک راجا کو یہ برت بتایا تھا جسکے باعث بارش ہوئی

نمبر شمار	مہینہ مع پکھش	نام ایکادشی	کس پوران میں حال لکھا ہے	مختصر کیفیت
۳	ساون بدی	کامدا ایکادشی	بھوشیہ پران	لومس رشی نے راجہ مہی جیت والی مہیشم نگری کی اولاد نہونے پر یہ برت بتایا
۴	〃 سدی	پُترد اایکادشی	〃	تھا پُترد اایکادشی کا برت رکھنے پر اوسکے لڑکا پیدا ہوا۔
۵	بھادوں بدی	اجا ایکادشی	برھمانڈ پوران	راجہ ہریشچندر کی سب تکالیف اس برت کے رکھنے سے جاتی رہیں ایک رشی نے اوسکو یہ برت بتایا تھا۔
۶	بھادوں سدی	وامن ایکادشی دیا جَل جھولنی ایکادشی (پدما ایکادشی)		کہتے ہیں کہ اس روز وامن بھگوان کشیر ساگر میں کروٹ لیتے ہیں۔
۷	کنوار بدی	اندرا ایکادشی	برہم وَیورت پُران	مہش متی پوری کے راجہ اندرسین کو نارد منی نے اوسکے باپ کو یم لوک میں تکلیف سے بچانے کے واسطے یہ برت بتایا تھا۔
۸	〃 سدی	پاپانکشا ایکادشی	برھمانڈ پوران	اس دن پدم نابھ بھگوان کی پوجا کی جاتی ہے۔
۹	کاتک بدی	رما ایکادشی یا		راجہ مچکند کی بیٹی چندر بھاگا نے بحالت بیوگی اس ایکادشی کا برت کیا اور

نمبر شمار	مہینہ مع پکش		نام ایکادشی	کس پوران میں حال لکھا ہے	مختصر کیفیت
			تلسی بیواہ ایکادشی		خاوند کے پاس دیوپور پہنچ گئی۔
۱۰	کاتک	سدی	بھیشما ایکادشی یا دیو اٹھان ایکادشی	پدم پوران اور مہابھارت	اس روز سے بھیشم پتامہ نے مرتے وقت پانڈوں کو نصیحت کی۔ جلندھر کی بیوی درخت کی صورت میں اور وشنو بھگوان سالگرام کی شکل میں مسخ ہوئے سری کرشن جی کا تلا دان ہوا۔
۱۱	اگھن	بدی	ایکادشی (اُتپنا ایکادشی)	بھوشیہ پوران	اس روز ایکادشی نامی عورت نے مُر دیت کو قتل کیا اور وشنو بھگوان نے اوسکو بردان دیا۔
۱۲	"	سدی	موکشدا ایکادشی		گوکل کے راجہ دیکھانس نے پروت رشی کی ہدایت پاکر اس روز برت کیا جس سے اوسکے باپ کی موکش ہوئی۔
۱۳	پوس	بدی	سپھلا ایکادشی		چمپاوتی کے راجا مہشمت کا لڑکا لونبک آوارگی کے باعث نکالا گیا اس ایکادشی کو

نمبر شمار	مہینہ مع پکش		نام ایکادشی	کس پوران میں حال لکھا ہے	مختصر کیفیت
					کھانا کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے بھوکا جاگتا رہا اس سے اوسکی عقل درست ہوگئی اور سلطنت ملی۔
۱۴	پوس	سُدی	پُترداایکادشی		بھدراوتی کا راجہ سوکیت لاولد تھا ایک روز شکار کھیلتا جنگل میں پہنچا رشیوں نے اوسکو یہ برت بتایا اُس سے اوسکے لڑکا پیدا ہوا۔
۱۵	ماگھ	بدی	کھٹ تلا ایکادشی	بھوشیہ پوران	سری کرشن مہاراج نے نارد جی کو یہ برت بتایا اور یہ کہا کہ دیو استریوں نے اس برت کی ایک برہمنی کو ہدایت کی تھی جس سے وہ دولتمند ہوگئی۔
۱۶	״	سُدی	جیاایکادشی	پدم پوران	راجہ اندر کی بددعا سے مالیہ وان گندھرب اور پشپ وتی اپسرا پشاچ ہوگئے جیا ایکادشی کو اُنھیں نہ کھانا ملا نہ سردی کے باعث نیند آئی اس طرح برت ہوجانے پر بددعا دور ہوگئی اور وہ اپنی اصلی صورت پر آگئے۔

نمبر شمار	مہینہ مع پکش		نام ایکادشی	کس پوران میں حال لکھا ہے	مختصر کیفیت
۱۷	پھاگن	بدی	وجیا ایکادشی	اسکندھ پوران	شری رامچندر مہاراج کو لنکا پر حملہ کے واسطے سمندر پار کرنے کی ضرورت ہوئی ایک منی نے اس ایکادشی کا برت بتایا جس سے نہ صرف سمندر پار کیا بلکہ راون پر فتح بھی پائی۔
۱۸	"	سدی	آملکی ایکادشی		ویدش نگر کے راجہ چتر رتھ نے اس ایکادشی کا برت کیا ایک شکاری تھکا ہوا پہنچا اور بھوکا پیاسا کتھا سنتا اور رات بھر جاگتا رہا اگلے جنم میں وہ بھی راجہ ہوا اور دشمنوں پر فتح پائی۔
۱۹	چیت	بدی	پاپ موچنی ایکادشی	بھوشیہ پوران	منج گھوشا اپسرا کا میدھاوی نامی منی سے ناجائز تعلق چھپن سال تک رہنے کے بعد منی کے والد نے یہ برت بتایا جس سے وہ اس گناہ سے بری ہوئے۔
۲۰	"	سدی	کامدا ایکادشی	باراہ پوران	ناگ لوک کے راجہ پنڈریک کی بددعا سے للت گندھرب پشاچ ہوگیا اوسکی بی بی للتا کو رشیہ موک رشی نے اس ایکادشی کا برت بتایا جس سے وہ پھر گندھرب ہوگیا۔

نمبر شمار	مہینہ مع پکش		نام ایکادشی	کس پوران میں حال لکھا ہے	مختصر کیفیت
۲۱	بیساکھ	بدی	ورودھنی ایکادشی		
۲۲	"	سُدی	موہنی ایکادشی	کورم پوران	دریائے سرستی کے کنارہ بھدراوتی کے راجہ دیوت مان نے اپنے لڑکے دھرشٹ بدھ کو بہت آوارگی کے باعث نکال دیا جنگل میں جب اوسکو بہت تکلیف ہوئی تو کوڈنیہ رشی نے یہ برت بتایا جس سے اوسکی سب تکالیف رفع ہوگئیں۔
۲۳	جیٹھ	بدی	اپرا ایکادشی		اس برت سے برہم ہتیا وغیرہ تک پاپ دور ہو جاتے ہیں۔
۲۴	"	سُدی	نرجلا ایکادشی یا پانڈو ایکادشی یا بھیم سینی ایکادشی		بھیم سین کو ویاس جی نے یہ برت بتایا تھا۔

نوٹ:- (۱) بریکٹ میں بڑی جنتری رعد کے لکھے ہوئے نام تحریر ہیں باقی مضامین ہندو تیوہاروں کا اتہاس ہندی سے اخذ کئے گئے ہیں۔

(۲) دکن میں کاتک بدی ایکادشی کو پربودھنی ایکادشی کہتے ہیں۔ شمالی ہند کا اگھن بدی جنوبی ہند کا کاتک بدی ہے۔

(نوٹ) لونڈ کے مہینہ کی سُدی پاکھ کی ایکادشی کا نام کملا ایکادشی ہے اور بدی پاکھ کی ایکادشی کا سمارتا ایکادشی۔

ضمیمہ

(۱)

گورنمنٹ آف انڈیا اور ہندو ورن کی تقسیم

ورن اور قوم میں بظاہر فرق معلوم نہیں ہوتا لیکن اس کو سمجھنے کے واسطے گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمہ جات پر نظر کیجئے۔ گورنمنٹ آف انڈیا آٹھ محکمہ جات میں منقسم ہے یعنی خارجی۔ سیاسی۔ مالگذاری وزراعت۔ مال۔ قانون سازی۔ تجارت وحرفت۔ تعلیم۔ فوج۔ ہر محکمہ کا منتظم ممبر کہلاتا ہے اور اسکی زیر نگرانی محکمہ کا تمام ملک میں انتظام ہوتا ہے لیکن اگر محکمہ جات قانون وتعلیم کو علیحدہ علیحدہ ممبروں کی زیر نگرانی کام کرنے کے بجائے ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور محکمہ جات جنگ ومال۔ خارجی اور سیاسی کا کام دوسری کمیٹی کے ذمہ کیا جائے اور تجارت وحرفت اور زراعت کا تیسری کمیٹی کے تو آپ کو ہندو ورنوں کا بہ آسانی اندازہ ہو سکے گا۔ آپ کمیٹی کے بجائے ورن کا لفظ استعمال کیجئے اور پہلی کمیٹی کو برہمن۔ دوسری کو کشتری اور تیسری کو ویش خیال کیجئے۔ ہندو زمانہ میں یہ تینوں ورن گورنمنٹ کا کام سنبھالے ہوئے تھے اور دو جنمے ورن کہلاتے تھے جنیو انتظامی اختیار کا نشان (Badge) تھا اور اسکو پہننے کا حق ان ہی تین منتظم ورنوں کو حاصل تھا اب بھی کمیٹی اور جلسوں میں محض پہچان کی غرض سے

منتظم والنیر کوئی نشان مثلاً بیٹی۔ پرتلا یا پھول لگا لیتے ہیں جنیؤ بھی اسی طرح شناخت کے واسطے پہنا جاتا تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایک طور پر برہمنوں کا محکمہ ہے جس میں ایک کمیٹی خود برہمن ورن کے دوسری کمیٹی کشتریوں کے تیسری ویشیوں کے اصول اور قانون بناتی اور اُن پر نظرثانی کرتی رہتی ہے۔ لوکل گورنمنٹ جا بجا چھتریوں کے طور پر ان احکام وقوانین کی تعمیل کرتی ہیں اور ہر صوبہ میں امن قائم رکھتی ہیں اور اکونٹنٹ جنرل و محکمہ زراعت وغیرہ ویشیوں کی طرح لوکل گورنمنٹ کی زیر نگرانی آمدنی وخرچ کا حساب رکھتے ہیں اور درآمد و برآمد کا انتظام کرتے ہیں۔ ویشیوں کی فارغ البالی چھتریوں اور چھتریوں کی ترقی برہمنوں پر منحصر ہے۔

لیکن ہر محکمہ کے واسطے ایسے مددگاروں کی بھی ضرورت ہے جن کو اصلی انتظام سے سروکار نہ ہو۔ مثلاً سرکاری عمارت بنانا۔ عمارت کا سامان مہیا کرنا۔ باربرداری کا سامان رکھنا۔ لڑائی کے واسطے ہتھیار بنانا۔ جانوروں کی پرورش فیل بانی سیاہی وغیرہ۔ یہ مختلف کام اس قدر ضروری ہیں کہ ان پر تمام انتظام کا دار و مدار ہے۔ اس قسم کی امداد دینے والے شودر کہلاتے تھے۔ چونکہ اُن کو ملک کے اصلی انتظام سے چنداں تعلق نہ تھا اسلئے جنیؤ پہننے کی نہ اجازت تھی نہ ضرورت۔ لیکن یہ لوگ قابل نفرت نہیں تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ ان کے بغیر انتظام ممکن نہ تھا اسلئے ان کو بھی چار ورن میں شامل کیا گیا شودر اسی طور پر ضروری تھے جس طرح ہر محکمہ کے دفتر میں کلارک ہوتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر کوئی انتظام ممکن نہیں ہے۔

اب مختلف قوموں کو دیکھئے۔ یہ ورن کے مختلف اجزا ہیں۔ ہر محکمہ میں ہر شخص کا عہدہ جدا ہے اور حیثیت بھی علیحدہ لیکن یہ سب اپنے محکمہ سے وابستہ ہیں اور اُس کو

چھوڑ نہیں سکتے۔ آپ ہر عہدے کو ایک قوم سمجھ لیجئے۔ برہمن چھتری اور ویش کی ہر محکمہ میں علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں کسی کا درجہ اونچا ہے اور کسی کا نیچا۔ اس طرح شودروں میں بھی اپنے اپنے کام اور پیشہ کے مطابق علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں اور ملک کے انتظام و آسائش میں ہر قوم حسب حیثیت دوسرے ورنوں کے کام میں امداد کرتی ہے مختلف ورنوں میں باہم تعلقات پیدا ہونے کے باعث مشترکہ اولاد بھی پیدا ہو گئیں جو اپنی ذاتی قابلیت کے بموجب ماں یا باپ کے کسی ورن کا کام انجام دیتے رہیں قانون قدرت کے بموجب ایسی مشترکہ اولاد بہت ذہین ہوتی ہے۔ اسلئے ان لوگوں سے ہندو سوسائٹی کے استحکام میں بہت مدد ملی گو اس میں شک نہیں کہ زندگی کی کشمکش زیادہ سخت ہو گئی اور ہر شخص اپنے واسطے اصلی ورن اور دوسرے کو ذلیل سمجھنے لگا لیکن یہ امر نہایت دلچسپ ہے کہ ہندوؤں کی ہر قوم اپنے اپنے اعمال کے بموجب کبھی اونچے درجہ پر پہنچ جاتی ہے اور کبھی نیچی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ برہمنوں میں بھی بعض قومیں مُردوں کا مال لینے کا پیشہ کرنے لگی ہیں اور اُن کے ہاتھ کا کھانا پینا کوئی پسند نہیں کرتا حالانکہ اُن کے اعلیٰ ورن میں کسی کو کلام نہیں۔ چھتری ویش اور شودر ورن کی مختلف قوموں کی بھی یہی حالت ہے۔ ہر قوم دوسروں کی عیب جوئی اور اپنے حقوق کی حفاظت کے واسطے تیار رہتی ہے اور یہی ترقی کا اصلی راز ہے۔

ڈاروِن (Darwin) نے اپنی کتاب اوریجن آف اسپیشیز (Origin of Species) (باب اوّل صفحہ ۹) میں لکھا ہے کہ اگر دو مختلف نسل کے نر اور مادہ کا باحتیاط انتخاب کر کے اولاد پیدا کی جائے تو اُس میں نمایاں تبدیلی ہو جاتی ہے اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اس طرح قوموں کے ذاتی

نقائص قدرتی طور پر رفع ہو جاتے ہیں اور تمام ملک بہ آسانی ترقی کرنے لگتا ہے۔

(۲)

دورنوں کے باہمی تعلقات

(۱) پہلی مثال۔ اگر ناظرین نے کتاب الف لیلہ (Arabian Nights) ملاحظہ کی ہے تو ورن کے تعلقات بہ آسانی سمجھ سکیں گے۔ اسکے آخر میں ایک قصہ شہزادہ احمد اور پری بانو کا ہے۔ شاہزادہ احمد تین بھائی تھے۔ علی حسن اور احمد یہ تینوں شاہزادی نصف النہار پر عاشق ہوئے بادشاہ نے جو ان شاہزادوں کا والد اور نصف النہار کا چچا تھا یہ طے کیا کہ جو شاہزادہ سب سے عمدہ تحفہ لائیگا اوسی سے نصف النہار کی شادی کی جاوے گی چنانچہ تینوں شاہزادوں نے باتفاق یہ صلاح کی کہ اپنا اپنا تحفہ حاصل کر کے اول ایک جگہ جمع ہوں اور اُن کو دکھاویں اس کے بعد بادشاہ کے پاس حاضر ہوں جس کا تحفہ سب سے زیادہ قابل پسند ہو اوسی کو نصف النہار دی جائے۔ چنانچہ علی نے اپنے سفر میں ایک دوربین خریدی اسکے آنکھ پر لگاتے ہی جس کا خیال کیا جاتا وہ فوراً سامنے نظر آتا۔ حسن نے ایک قالین خریدا جس پر تین شخص کے بیٹھنے کی گنجائش تھی اور اس پر بیٹھتے ہی جس جگہ کا خیال کیا جاتا وہاں فوراً پہنچ جاتے۔ احمد نے اپنے سفر میں ایک سیب خریدا جس کو سونگھتے ہی مریض اچھا ہو جاتا تینوں بھائی مقررہ مقام پر واپس آئے اور اپنا اپنا تحفہ دکھایا مگر دوربین کی جانچ کے وقت نصف النہار کا خیال کیا تو اوسکو بستر مرگ پر پایا اس پر شاہزادے بہت گھبرائے

اور حسن کے قالین پر تینوں بیٹھ کر فورًا النصف النہار کے بستر مرگ کے قریب پہنچ گئے اور شاہزادہ احمد نے اپنا سیب سونگھا کر اوسے فورًا اچھا کر دیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا مگر یہ طے نہ کرسکا کہ نصف النہار کس کی بی بی ہو کیونکہ اگر قالین نہ ہوتا تو کوئی اوس تک فورًا نہ پہنچ سکتا اور اگر دوربین نہ ہوتی تو کسی کو بیماری کا حال بھی نہ معلوم ہوتا۔ بالآخر تینوں شاہزادوں کو حکم دیا کہ میدان میں تیر اندازی کریں جس کا تیر سب سے آگے جائے اوسی سے نصف النہار کی شادی ہو۔ بوقت تیر اندازی علی کا تیر حسن سے کچھ آگے گیا مگر احمد کے تیر کا پتہ بھی نہ لگا کہ کیا ہوا۔ بادشاہ نے مجبورًا علی کے حق میں فیصلہ کیا۔ اور اوس کو نصف النہار بیاہ دی۔

اب اگر علی کے بجائے برہمن حسن کے بجائے چھتری اور احمد کے بجائے ویش خیال کریں تو درن کا مسئلہ بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے نصف النہار کو ملک یا قوم دوربین کو برہمنوں کی دور بینی۔ قالین کو چھتریوں کے انتظامات اور سیب کو ویشوں کی دولت فرض کیجئے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب ایک دوسرے پر منحصر ہیں یعنی اگر برہمنوں کی دور اندیشی اور چھتریوں کے انتظام کی مدد نہو تو ویشوں کی دولت کا پتہ بھی نہ لگے کہ کیا ہوئی۔ چونکہ برہمنوں کی دور بینی پر چھتریوں کا انتظام منحصر ہے اس لئے یہ اُس سے بالاتر ہے اور برہمنوں کو افضل ماننا ضروری ہے کیونکہ تمام قوم اون کی دست نگر ہے بشرطیکہ وہ اپنا فرض منصبی ادا کریں اور خود دولت کے دست نگر نہ بن جائیں۔

شودروں کے واسطے ہندو کی مثال نہایت دلچسپ ہے۔ اکائی میں :

ہندسے ہوتے ہیں اور ایک صفر۔ جس طرح صفر ہندسوں میں شامل بھی ہے اور
اُن سے جدا بھی اسی طرح شودر تین ورنوں کے ساتھ ہیں لیکن اُن سے جدا بھی
ہیں۔ اب تینوں ورنوں کو ہندسے اور شودروں کو صفر فرض کیجئے صفر خود
کچھ کام نہیں کرتا لیکن ہندسے سے ملتے ہی اوسکی قیمت دس گنی کر دیتا ہے
اور اگر دو یا تین صفر مل گئے تو سَو گنی یا ہزار گنی۔ لیکن اگر اسی صفر کو ہندسے
کے مخالف یعنی بائیں جانب رکھا جاتا ہے تو کسر عشاریہ کی صورت پیدا
ہو جاتی ہے اور دس گنی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح شودر خود کچھ انتظام
نہیں کر سکتے لیکن جس ورن کی مدد کو تیار ہوتے ہیں اوسکے کام کا اثر دس گنا
یا سَو گنا بڑھ جاتا ہے اور ملک کی اوسی قدر ترقی ہوتی ہے۔ لیکن ان کی مخالفت
سے تینوں ورن کا کام نو حصہ (۹/۱۰) بے اثر ہو جاتا ہے اور اگر ان کو پاؤں کے
نیچے کچلنے کی کوشش کی گئی تو جس طرح کسر کے نسب نما میں صفر رکھتے ہی تمام
کسر صفر ہو جاتی ہے اسی طرح شودروں کو تباہ کرتے ہی تمام قوم کو تباہ ہونا پڑتا ہے۔

دوسری مثال۔ اب ورن کے تعلقات سمجھنے کے واسطے دوسری مثال لیجئے۔
ہندوؤں کی مذہبی کتب میں قوم کو انسانی شکل سے تشبیہ دی گئی ہے جس کا سر
برہمن ہیں۔ بازو چھتری۔ ران (کمر سے ٹانگ تک) ویش اور ہاتھ پاؤں شودر
یہ سب جسم (یعنی قوم) کی حفاظت کے واسطے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ مثلاً کسی
شخص کا روپیہ کھو گیا۔ دماغ کو اطلاع ہوئی اُس نے فوراً آنکھوں سے
تلاش شروع کی اور اس تلاش میں پاؤں برابر مدد دیتے رہے بالآخر روپیہ مل گیا۔
اس پر فوراً بازو نے ہاتھ کی مدد سے قبضہ کر لیا اور کمر (یا جیب) میں رکھ لیا گیا

جسم کے برہمن حصہ (دماغ) نے اصلی کام (یادداشت اور تلاش) کیا چھتری (بازو) نے روپیہ پر قبضہ کیا اور ویش (کمر) کے سپرد کردیا شودر (ہاتھ پانوں) نے چل پھر کر برہمن (دماغ) کو تلاش میں مدد دی اور روپیہ اوٹھاکر چھتری (بازو) کو اور جیب یا کمر میں رکھ کر ویش کو امداد کی۔ اور مزید حفاظت کے واسطے دماغ بازو ہاتھ پانوں ہر دم تیار رہے لیکن جسم اوسی وقت تندرست سمجھا جاتا ہے جب اوسکے اعضا کا تناسب صحیح ہو اور ہر عضو اپنے فرض کی انجام دہی میں ہر وقت مستعد رہے۔ اگر کوئی شخص اتفاقیہ ٹھوکر کھاتا ہے تو بازو اور ہاتھ فوراً پہلے زمین کی طرف آگے بڑھ کر سر کی حفاظت کرتے رہیں۔ اگر کوئی ڈنڈا مارتا ہے تو حفاظت کے واسطے بازو اور ہاتھ فوراً اوپر اوٹھ جاتے ہیں۔ اگر کہیں چوٹ لگ جاتی ہے تو تکلیف رفع کرنے کے واسطے فوراً بازو مع ہاتھ زخم تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر دشمن سے مقابلہ کی قوت نہیں ہوتی تو پانوں (شودر) جسم کو اوٹھاکر بھاگ جاتے ہیں اور اس طرح اوسکی حفاظت کرتے ہیں۔ غرضیکہ تندرست جسم کو ہر دم ہاتھ پانوں بچاتے رہتے ہیں اور امداد دیتے ہیں لیکن جب جسم مریض ہو جاتا ہے تو باوجودیکہ دماغ سب کچھ کوشش کرتا ہے مگر ہاتھ پاؤں مدد نہیں کرسکتے اور بالآخر جسم ہلاک ہو جاتا ہے۔ یا اگر جسم کا تناسب درست نہیں مثلاً سر اور پاؤں بہت بڑے اور بازو اور ٹانگیں بہت چھوٹی (جس طرح نہایت پستہ قد آدمیوں کی ہوتی ہیں) تو اوس حالت میں بھی کافی حفاظت نہیں ہوتی اور ہلاکت کا خطرہ رہتا ہے۔

بالکل یہی حالت قوم کی سمجھنی چاہیئے۔ ملک چین کی تنزلی کا ایک سبب بھی

باعث ہے کہ وہاں شریف عورتوں کے پاؤں باندھ دئے جاتے ہیں جس سے اُن کی نشوونما رُک جاتی ہے اور عورتیں چلنے پھرنے سے معذور رہتی ہیں۔ قریب قریب ایسی ہی حالت ہندوستان میں شودروں کی ہے اور اس کا اثر تمام قوم پر ظاہر ہے۔

جسم کی طرح قوم کی حالت بھی اوسی وقت درست سمجھی جا سکتی ہے جب اوسکے مختلف اجزا کا تناسب درست ہو اور ہر حصہ اپنے کار منصبی کو ٹھیک انجام دے سکے ہندوستانی قوم کی موجودہ حالت بالکل اوس عجیب الخلقت انسان کے مشابہ ہے جس کا سر (برہمن) بہت چھوٹا (کمزور) ہے لیکن کہیں کہیں لٹک کر بازو ٹانگ بلکہ پاؤں تک پہنچ گیا ہے (شودروں کے کام کرنے لگا ہے) اسی طرح چھوٹے چھوٹے (کمزور) بازو (چھتری) اور ٹانگوں (ویش) کا کچھ حصہ لٹک کر پاؤں کی برابر آگیا ہے (شودر کے کام کرنے لگا ہے) مگر ہاتھ اور پاؤں (شودر) بندھے ہوئے (یعنی ترقی سے محروم) ہیں اور اس قدر چھوٹے (کمزور) ہیں کہ وہ جسم کا بوجھ (قومی فرائض) اوٹھا سکتے ہیں نہ کسی کو مدد دے سکتے ہیں پیٹ (ہوس اور لالچ) بہت بڑھا ہوا ہے اور دماغ بازو ہاتھ پاؤں ہر دم اسکو بھرنے کے لئے کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن یہ کسی طرح نہیں بھرتا (ہوس پوری نہیں ہوتی)

اسکی اصلاح کا نسخہ ہندوؤں کی مذہبی کتب میں دیا ہوا ہے۔ اگر ہر قوم اپنا فرض ادا کرے اور دوسروں سے نفرت کے بجائے یہ خیال رکھے کہ ہر فرقہ قومی مشین کا ضروری پُرزہ ہے جس کے نہ رہنے سے مشین کمزور بلکہ بے کار ہو جاویگی تو

حالت بہت جلد درست ہو سکتی ہے۔

واضح ہو کہ قدیم مصر میں بھی پیشہ کے بموجب باشندوں کی تقسیم تھی لیکن کوئی پیشہ ذلیل نہ تھا بلکہ ہر پیشہ قابل عزت سمجھا جاتا تھا اور اگر کوئی شخص دوسرے کے پیشہ کے باعث حقیر سمجھتا تو وہ مجرم ہوتا تھا۔ اسکے بعد حضرت موسیٰ نے مصر میں اس کو بہت مفید پاکر عبرانیوں میں بھی جاری کیا اور سرکش لوگوں پر آسانی قابو پا لیا۔ قدیم عرب ایران اور تاتار میں بھی اسی طرح تقسیم تھی اور یونان میں چار ورن تھے جنکو سولن نے بھی نہایت مفید سمجھ کر قائم رکھا۔ (ہندو منیرز اینڈ کسٹمز صنہ ۳۰ تا ۴۷ وغیرہ)

(۳)

شمسی مہینوں کا نوروز اور آفتاب و ماہتاب کی تصویر

قمری مہینوں کے علاوہ شمسی مہینے بھی ہوتے ہیں ان کی ہر پہلی تاریخ کو سنکرانت (تحویل) کہتے ہیں اور جو نام سنکرانت کا ہے وہ مہینے کا بھی ہوتا ہے اسکے واسطے آسمان کے بارہ فرضی حصے کر کے بارہ برج قائم کئے گئے ہیں۔ جن کو راس (یعنی ستاروں کا گروہ) کہتے ہیں ان ستاروں سے ہر برج میں ایک فرضی شکل بن گئی ہے۔ مثلاً مینڈھا۔ بیل۔ دو بچے۔ شیر۔ دوشیزہ لڑکی ترازو۔ بچھو۔ تیر۔ مچھلی وغیرہ اور ان ہی شکلوں کے بموجب ہر برج کو نامزد کیا گیا ہے۔ آسمان کی گردش ایک دن رات میں تقریباً پونے چار منٹ پہلے ختم ہو جاتی ہے جس سے ایک مہینے میں قریب قریب دو گھنٹے کا فرق ہو جاتا ہے

اور یہی ایک برج کا فاصلہ ہے آفتاب ہر برج میں ایک مہینہ رہتا ہے اور شام کو
غروب کے مقام پر جس برج کے ستارے نظر آتے ہیں وہی آفتاب کا گھر تصور
کیا جاتا ہے اور جو نام اس برج کا ہے وہی اسکے نوروز یا سنکرانت کا ہوتا ہے
لوند کی وجہ سے شمسی اور قمری مہینے ایک ساتھ کام کرتے ہیں اور تیسرے
سال فرق دور ہوتا رہتا ہے۔

یہاں یہ امر ضرور دلچسپی کا باعث ہوگا کہ بابل (Babylon)
کی قدیم قوموں نے آفتاب کو مسافر سے تشبیہ دی ہے یعنی دن رات برابر
ہونے کے زمانہ میں آفتاب آسمان پر ایک گھنٹہ میں ایک فرسنگ کا فاصلہ
طے کر لیتا ہے اور اس اندازہ سے دن رات کا فاصلہ ۲۴ فرسنگ ہوتا ہے
چنانچہ اسی کے بموجب انھوں نے دن رات کو چوبیس گھنٹوں میں تقسیم کیا ہے
(دیکھئے ایڈریس پروفیسر میکس مُلر)

اسی طرح چاند کو بھی بعض قدیم مغربی اقوام نے عورت سے مشابہت دی ہے۔
مگر ہندوؤں نے چاند کو ایک پرند فرض کیا ہے جو اپنے بازو کھولتا یا سکوڑتا
ہوا چھ گھنٹے میں ایک قدم چلتا ہے اور نو قدم میں ہر آسمانی برج کا اور ایک سو
آٹھ قدم میں تمام آسمان کا چکّر لگا لیتا ہے۔ اسی لحاظ سے ہندوؤں نے ہر برج کو
نو حصّوں میں تقسیم کیا ہے ہر حصّہ کو چرن یعنی قدم کہتے ہیں اور چار چرن کا ایک
نکشتر یعنی مقام ہوتا ہے جو اس پرند کی منزل ہے یہ سوا دو دن میں ایک
برج کا اور ۲۷ دن میں تمام آسمان کا فاصلہ طے کر لیتا ہے۔ پاکھ یا پنکھ یا پچش
پرند کے بازو کو کہتے ہیں اور چاند کی بڑھتی اور گھٹتی شکلیں پرند کے دو بازو معلوم

ہوتے ہیں جو پھیلتے اور سکڑتے ہیں لیکن جس عرصہ میں چاند تمام آسمان کا دورہ ختم کرتا ہے اُسوقت تک چونکہ آفتاب بھی ایک برج آگے بڑھ جاتا ہے اسلئے اُس تک پہنچنے میں سوا دو دن زیادہ لگ جاتے ہیں اور پرند یعنی چاند کا بازو برابر سکڑتا معلوم ہوتا رہتا ہے یہانتک کہ اماوش کے دن ایک روز کے واسطے یہ پرند نظر سے بالکل غائب ہوجاتا ہے۔ لیکن دوسرے بلکہ تیسرے دن اس کا ایک بازو پھر صاف نظر آنے لگتا ہے۔ بدی پاکھ (یا کرشن پکش یعنی تاریک بازو) کے زمانہ میں اس کا بازو پندرہ دن تک سکڑتا ہے اور سدی پاکھ (یا شکل پکش یعنی روشن بازو) کے زمانہ میں پندرہ روز تک پھیلتا رہتا ہے۔ گرمی کے موسم میں آفتاب آسمانی برجوں کا فاصلہ طے کرنے میں کسی قدر زیادہ وقت لیتا ہے جس سے بعض شمسی مہینے ۳۰ دن سے زیادہ بڑے ہوجاتے ہیں اور چونکہ ہر قمری مہینہ سوا انتیس ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ اس باعث بعض قمری مہینے میں شنکرانت نہیں ہوتی۔ بخلاف اسکے سردی میں آفتاب آسمانی فاصلہ کسیقدر جلد طے کرلیتا ہے اور بعض شمسی مہینے ساڑھے انتیس دن سے زیادہ بڑے نہیں ہوتے۔ حالانکہ قمری مہینے ۳۰ دن کے ہوجاتے ہیں اس لئے ہر مہینے میں شنکرانت ضرور ہوتی ہے۔ چونکہ لوند کا مہینہ ہمیشہ وہی ہوتا ہے۔ جس میں شنکرانت نہ ہو اس لئے گرمی کے کسی مہینے میں چیت سے کنوار تک لوند ہوتا ہے۔ سردی کے مہینوں میں نہیں۔ بخلاف اسکے کاتک سے پھاگن تک جس مہینے میں دو شنکرانت ہوجاتی ہیں اسکے دو مہینے مان کر گیارہ مہینے کا سال ہوتا ہے۔

شمسی اور قمری مہینوں کے بڑھنے اور گھٹنے کے باعث اور نیز اسوجہ سے کہ نکشتر صرف ۲۷ ہیں اور مہینہ کے دن ۳۰ ہر کسی مقررہ تاریخ پر اُسی نکشتر کا ہونا ممکن

نہیں لیکن لوند کا سلسلہ قائم کر کے تاریخ اور نکشتروں میں مطابقت پیدا کی گئی ہے اور چونکہ چاند کی گردش کا سلسلہ تقریباً ۱۹ سال میں ختم ہوتا ہے اسلئے ۱۹ سال ہی میں تمام کمی و بیشی خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔ اسی کمی و بیشی کو پوری کرنے کی غرض سے ایک ہی نام کے دو دو مختلف نکشتر ہر سال کے تین مہینوں میں سلسلہ وار آجاتے ہیں۔ اسکو بخوبی سمجھنے کے واسطے قمری مہینوں کی وجہ تسمیہ بیان کرنا ضروری ہے۔ واضح ہو کہ پورنماشی کے دوسرے روز جب چاند اُلٹی ڈی (D) کی صورت اختیار کرتا ہے اور روشنی گھٹنے لگتی ہے تو ستاروں میں چمک بڑھتی ہے۔ چنانچہ اس روز چاند کے طلوع ہونے کے بعد ہی سب سے پہلے مشرق میں جس نکشتر کے ستارے چمکتے دکھائی دیتے ہیں اُسی کے بموجب مہینے کا نام بھی رکھا گیا ہے مثلاً چترا کے نام پر چیت۔ بشاکھا کے باعث بیساکھ۔ جیشٹا کے سبب جیٹھ۔ سرون کی وجہ سے ساون۔ اسونی کے نام پر اسوج یا کنوار۔ کرتکا کے باعث کاتک۔ مرگ سر کی وجہ سے مارگسر یا اگھن وغیرہ وغیرہ۔ ان نکشتر یا منزلوں میں شمسی و قمری مہینوں کے چھوٹے اور بڑے ہونے کے باعث جو کچھ فرق پڑ جاتا ہے اُسکو پورا کرنے کے لئے چھ مہینے کے فاصلہ سے ہر ایکوی ناکس (Equinox) یعنی دن رات برابر ہونے کے مہینوں میں دو ابتدائی نکشتروں کے یکساں نام رکھ دئے گئے ہیں یعنی بھادوں کے شروع میں پوربا بھادر پد اور اُترا بھادر پد اور پھاگن کے شروع میں پوربا پھالگنی اور اُترا پھالگنی۔ لیکن چونکہ گرمیوں میں قمری مہینے چھوٹے اور شمسی بڑے ہو جاتے ہیں جن سے ایک نیا فرق پیدا ہونے لگتا ہے اسلئے چوتھے

مہینے یعنی اساڑھ کے نکشتروں کے نام بھی یکساں یعنی پورباکھاڑ اور اتراکھاڑ مقرر کئے گئے ہیں۔ ان یکساں ناموں میں ہر بار ایک ایسی منزل (نکشتر) ضرور ہے جس کا تعلق دو برج سے ہے تاکہ شمسی حساب درست رہے۔

اگر آپ نکشتروں اور مہینوں کے نام کا باہم مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ قریب قریب ہر دوسرے نکشتر کے نام پر ایک مہینہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور چونکہ تین نکشتروں کے نام دوبارہ آگئے ہیں اس لئے بارہ مہینے اور ستائیس نکشتروں کا حساب خود بخود درست ہوگیا ہے ہر ششماہی میں چھ نکشتر ایسے ہیں جنکے نام پر کسی قمری مہینے کو موسوم نہیں کیا گیا ہے۔

یہ امر ضرور دلچسپی کا باعث ہے کہ پہلے نکشتر کا نام اسونی ہے جس کے مطابق کنوار کا نام اسوج رکھا گیا ہے۔ یہ دن رات برابر ہونے کا زمانہ ہے اور اسی مہینہ میں فصلی سمت شروع ہوتا ہے۔

(۴)

شری رامچندر اور کرشن مہاراج کی زندگی کا مقابلہ اور جنگ یورپ کی تمثیل

بضمن رام نومی و جنم اشٹمی

ا۔ شری رامچندر جی کی زندگی ۔ یہ امر ناظرین کی نہایت دلچسپی کا باعث ہوگا کہ سری رامچندر جی کی زندگی ۔ راحت کا پورا تجربہ پیش کرتی ہے اور سری کرشن جی

کی زندگی مصیبت کا۔

(۱) سری رامچندر جی اپنے والدین کے عین بڑھاپے کے وقت پیدا ہوئے راجہ دشرتھ کو اولاد پیدا ہونے کی اُمید نہیں رہی تھی اور وہ نہایت حسرت سے سوچتے تھے کہ سلطنت کا وارث کس کو کیا جائے۔ اس لئے سری رامچندر جی کی پیدائش نہ صرف اُن کے واسطے بلکہ تمام رعیت کے لئے نہایت خوشی کا باعث تھی۔

(۲) سری رامچندر جی کے ابتدائی ستائیس سال نہایت عیش میں گذرے اُن کی پندرہ سال کی عمر میں شادی ہوئی اور اس کے بعد بارہ سال اجودھیا جی میں والدین کے ہمراہ رہے۔

(۳) اٹھائیسویں سال وہ بن کو گئے اور چودہ برس رہے۔ اس میں زیادہ عرصہ چترکوٹ اور پنج بٹی میں گذرا۔ عوام اس کو مصیبت کا زمانہ خیال کرتے ہیں اور ایک شہزادہ کے واسطے بن میں رہنا ضرور باعث تکلیف ہے لیکن انتظام سلطنت کا تجربہ اسکے بغیر ناممکن تھا۔ ہمارے معزز بادشاہ جارج پنجم کو بھی جہاز میں قلی کا کام کرنا پڑا اور تمام ممالک کا دورہ کر کے تجربہ حاصل کرنا پڑا اس کے علاوہ اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ سری رامچندر جی قریب قریب تیرہ برس رشیوں کے مہمان رہے جہاں اُن کو مطلق تکلیف نہیں ہوئی۔

(۴) تیرھویں سال کے آخر میں راون سیتا جی کو لے گیا۔ قریب نو مہینے اُن کی تلاش رہی اور آخر کے پانچ مہینے جنگ میں گذرے۔ یہ زمانہ ضرور تکلیف اور فکر کا تھا۔ مگر یہ امر قابل غور ہے کہ بھرت جی نے تخت سلطنت لینے سے انکار کر دیا اور

سری رامچندر جی کے نام سے انتظام کر رہے تھے اسلئے اگر یہ چاہتے تو اجودھیا سے فوج بلوا کر راون پر بہ آسانی فتح پا سکتے تھے لیکن انھوں نے صرف اپنے قوت بازو سے جنگل ہی میں فوج مہیا کر لی۔ اور ان کو ہنومان۔ سگریو۔ انگد وغیرہ بہت سے مددگار بھگت مل گئے اور راون کو شکست ہوئی۔

(۵) راون پر فتح پاکر یہ اجودھیا میں تخت نشین ہوئے اور ہزار ہا سال عیش وآرام سے سلطنت کی مگر سری رامچندر جی نے عیش میں بھی خلق خدا کی آسائش کا ہمیشہ خیال رکھا اور تکلیف اٹھانے کے واسطے ہر دم تیار رہتے۔ بَن جاتے وقت وہ جسقدر خوش تھے تخت نشینی پر نہ تھے۔ وہ ہر کام کو اپنا فرض سمجھ کر ادا کرتے تھے۔ اور انصاف ورحم کا اسقدر خیال تھا کہ اُن کو پرشوتم یعنی اعلیٰ انسان کا لقب دیا گیا ہے۔

سری رامچندر جی کی زندگی کا ایک نہایت دلچسپ رُخ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بھگتوں کی حفاظت کے خاطر دشمنوں پر خود حملہ کیا حالانکہ وہ ان کو نہیں ستاتے تھے مثلاً وسوامتر کی حفاظت کے خاطر تاڑکا وغیرہ کو قتل کیا۔ جانکی جی کی حفاظت کے خاطر سوپ نکھا کی ناک کٹوائی۔ سگریو کی حفاظت کی غرض سے بالی کو قتل کیا۔ سیتا جی کو قید سے چھڑانے کے واسطے لنکا پر حملہ کیا اور راون وغیرہ کو قتل کیا۔ ان لوگوں میں کسی نے خود ان پر حملہ نہیں کیا تھا۔

۲۔ شری کرشن جی کی زندگی۔ بخلاف اس کے سری کرشن مہاراج کی زندگی مصیبت کا رُخ ظاہر کرتی ہے۔

(۱) پیدائش کے وقت اُن کے والدین بسدیو اور دیوکی جیلخانہ میں قید تھے

اور ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ وہ پیدا ہوں کیونکہ سری کرشن کا ماموں راجہ کنس ہر بچّہ کو قتل کر ڈالتا تھا۔

(۲) سری کرشن مہاراج کی پیدائش راج محل کی بجائے جیلخانہ میں ایسی گمنامی کی حالت میں ہوئی کہ دربان تک سو گئے تھے۔ سری رامچندر جی روز روشن میں دوپہر کے وقت پیدا ہوئے سری کرشن جی آدھی رات کو ایسے وقت پیدا ہوئے جب تاریکی کے باعث ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا اور طوفان سر پر تھا نہ کوئی یاور تھا نہ مددگار۔

(۳) سری رامچندر جی کی پیدائش پر تمام میں دھوم مچ گئی اور جا بجا شادیانے بجنے لگے لیکن سری کرشن جی کے پیدا ہونے پر والدین کو یہ رنج ہوا کہ کنس ان کو بھی مار ڈالے گا اور اسلئے انہیں چھپانے کی فکر کرنے لگے۔ بسدیو جی اُن کو ایک ڈلیا میں ڈال کر جمنا پار گوکل میں لے گئے اور راستہ میں ڈوبنے سے مشکل بچے۔

(۴) گوکل میں بھی دشمنوں نے پیچھا نہ چھوڑا اوّل پوتنا نے زہر کا دودھ پلایا پھر بکاسُر بگلے کی شکل میں کیشی گھوڑے کی صورت میں بتاسُر بچھڑے کے روپ میں کاگاسُر کوّا ہوکر۔ برش بھاسُر بیل بن کر اُن کو قتل کرنے آئے۔ ان کے سوا سینکڑوں راکشش ان کی جان کے خواہاں تھے۔ لطف یہ ہے کہ راکشش ہی نہیں بلکہ دیوتا اور برہمن تک ان کو ستاتے تھے برہما جی نے ان کے مویشی پہاڑ کی گھاٹی میں چھپا دئے۔ اندر نے طوفان پیدا کرکے نہ صرف ان کو بلکہ تمام گوکل والوں کو ہلاک کرنا چاہا۔ پنڈت سری دھر برہمن کنس کی جانب سے ان کو مارنے آیا۔ پرورش کرنے والی جسودھا جی نے بھی ایک بار اُن کے ہاتھ رسّی سے

باندھ دئے۔ سری رامچندر جی کی والدہ کوشلیا جی نے کبھی ایسی سختی نہیں کی تھی۔ سری کرشن مہاراج کو گیارہ سال کی عمر تک گائے چرانے والوں کے ساتھ پرورش پانی پڑی اور اُن کی تکالیف کا حال بعض اوقات ساتھیوں کو بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ سری رامچندر جی کو لڑکپن میں اس قسم کی کوئی تکلیف پیش نہیں آئی۔

باوجود اس کے حسب لطف و فرحت سے سری کرشن مہاراج نے گوکل کے بچوں میں بانسری بجاکر بچپن کا وقت صرف کیا اسقدر خوشی کی صورت کہیں نظر نہیں آتی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو تمام دنیا کی راحت میسر ہے۔ متھرا پہنچ کر انھوں نے کنس کو قتل کیا اور اپنے والدین کو قید سے آزاد کیا۔ اسکے بعد آسائش کے سامان پیدا ہوئے اور سری کرشن مہاراج کی زندگی سری رامچندر جی کی طرح سنجیدہ ہو گئی۔

(۵) لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس حالت میں بھی دشمنوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ ایک شخص نے اُن پر ہیرا چرانے کا غلط الزام لگایا۔ جراسندھ والی مگدھ نے ان پر پے درپے الکیس[۲۱] حملے کئے جن سے مجبور ہو کر ان کو متھرا سے دوارکا کو ہجرت کرنی پڑی۔ راجہ ششپال وغیرہ بھی عرصہ تک ان سے برسرپیکار رہے۔

(۶) زیادہ عمر ہونے پر مہابھارت کی لڑائی میں اُن کے ہزاروں رشتہ دار اور احباب قتل ہو گئے اور آخر زمانہ میں اُن کی جدو بنشی اولاد اور قوم بھی اُن کے سامنے نشے کی حالت میں کٹ مری اور ایک شکاری نے ہرن کے دھوکے میں خود انکے پاؤں پر تیر مارا جس سے انکو اپنا خاکی جسم چھوڑ دینا پڑا اور اُن کے والد بسدیو جی سوگ منانے کے واسطے زندہ رہے لیکن سری کرشن مہاراج کے استقلال اور سنجیدگی میں آخر وقت تک فرق نہ آیا اور جب حالت نزع میں ان سے شکاری

نے اپنی غلط فہمی کا نہایت ادب اور رنج کے ساتھ اقرار کیا تو اُس کو نہایت خندہ پیشانی سے معاف کردیا۔

اس طرح سری کرشن مہاراج کی زندگی مصیبت کا اور سری رامچندر مہاراج کی راحت کا رُخ صاف صاف دکھاتی ہیں گو دوسرے رُخ کی جھلک بھی دونوں میں نظر آتی ہے اور ہندو اس لحاظ سے کہ راحت اور مصیبت میں دوسرا رُخ نظر انداز نہ ہو سری رامچندر جی کی زندگی کے تکلیف سے بھرے واقعات اور سری کرشن مہاراج کی مسرت کے حالات پر زیادہ توجہ کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ شری کرشن مہاراج اعلیٰ فرحت و انبساط کی مجسّم شکل ہیں اور سری رامچندر مہاراج متانت و سنجیدگی کی۔ سری کرشن مہاراج کی غلط تصاویر کا تذکرہ میں نے رسالہ کے شروع میں کیا ہے۔

۳۔ بالی کا قتل اور جنگ یورپ۔ سری رامچندر جی کے متعلق نہ صرف تعلیم یافتہ جنٹلمین بلکہ بعض عقیدت مندوں کا خیال ہے کہ اُنھوں نے بالی کو بےگناہ قتل کیا لیکن اس واقعہ کو سمجھنے کے واسطے پچھلی جنگ یورپ نے نہایت عمدہ مثال پیدا کردی ہے۔ ۱۸۳۹ء میں یورپ کی پانچ سلطنت یعنی فرانس۔ انگلینڈ۔ روس۔ آسٹریا اور جرمنی میں یہ معاہدہ ہوا کہ لڑائی کے واسطے کوئی فریق اپنی فوج بلجیئم کے راستہ سے نہ لے جاوے اور اگر اس کے خلاف کرے تو باقی سلطنتیں بلجیئم کی جانب وار ہو کر اُس سے جنگ کریں اور بلجیئم کو آفت سے بچاویں اسطرح پچھتر برس تک بلجیئم ان سلطنتوں پر دربان کے طور پر کام کرتا رہا اور لڑائی کے وقت کوئی فریق اپنی فوج اس ملک کے راستہ سے نہیں لے گیا۔ ایسا ہی عہد نامہ مہذب سلطنتوں میں اب بھی نہر سوئز کے متعلق ہے اور کوئی

بادشاہ اپنے جنگی جہاز اس راستہ سے نہیں لے جا سکتا ۱۹۰۵ء کی جنگ روس و
جاپان میں شہنشاہ روس کو اسی باعث اپنے جنگی جہاز یورپ۔ افریقہ اور جنوبی ایشیا
کے سمندروں کا چکر لگاتے ہوئے جاپان تک بھیجنے پڑے جس میں سات
آٹھ مہینے گذر گئے اور جنگ کی حالت بدل گئی۔ بخلاف اسکے ۱۹۱۴ء میں
جب یکایک فرانس اور جرمنی میں جنگ شروع ہوئی تو جرمنی نے معاہدے کے
خلاف اپنی فوج بلجیم کے راستہ سے فرانس میں بھیجدی۔ اس پر شاہ بلجیم نے
اعتراض کیا اور کہا کہ "یہ عہدنامہ کے خلاف ہے میرا ملک اس فوج کشی سے
تباہ ہو جائے گا" جرمنی نے جواب دیا کہ "ہم صرف راستہ چاہتے ہیں۔ تمھارا
اس میں کوئی نقصان نہیں۔ اگر کچھ نقصان ہوگا تو ہم کافی معاوضہ دے دینگے
لیکن اگر ہم تمھارے ملک میں ہو کر فرانس نہ جا سکے تو اس کو شکست دینا ناممکن
ہوگا کیونکہ سیدھے راستہ میں فرانس نے جا بجا قلعے بنا لئے ہیں۔ اُن کو سر کرنے
میں بہت وقت صرف ہوگا اور فرانس لڑائی کے واسطے تیار ہو جائے گا" مگر بلجیم
اس پر بھی رضامند نہ ہوا اُس نے خیال کیا کہ جب جرمنی ایک بار عہدنامے کے خلاف
کارروائی پر آمادہ ہے تو آیندہ وعدوں کا کیا اعتبار۔ اس وقت اگر بلجیم رضامند
ہو جاتا اور جرمنی کو راستہ دیتا تو خود بھی معاہدے کی خلاف ورزی کا ملزم تھا۔
جب جرمنی نے دیکھا کہ بلجیم کسی طرح نہیں مانتا تو اُس نے زبردستی اپنی فوجیں اس
ملک کے راستہ سے بھیجدیں شاہ بلجیم نے اس پر شاہ انگلینڈ سے فریاد کی اور عہدنامہ
کی یاد دلائی۔ ہمارے بادشاہ نے بلجیم کو مظلوم سمجھ کر معاہدے کے مطابق اُسی وقت
مدد کے واسطے فوجیں روانہ کیں تمام برٹش ایمپائر میں سنسنی پیدا ہو گئی۔ ہندوستان سے

بھی ہزاروں آدمی لڑائی کے واسطے روانہ ہوئے ۔ بالآخر جرمنی کو شکست ہوئی اور اُس کو عہد شکنی کا مزہ چکھنا پڑا۔ اس طرح محض قانون کی پابندی کی غرض سے شاہ انگلینڈ کو جرمنی سے بطور فرض منصبی لڑائی کرنی پڑی حالانکہ بظاہر انگلینڈ کو اس سے چنداں تعلق نہ تھا ۔

اسی طرح جب بالی نے پہاڑ کے اندر جاکر ایک راکشش کو مارنا چاہا تو دروازہ پہ سگریو کو دربان کے طور پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ اگر میں پندرہ روز تک باہر نہ آؤں تو مجھ کو مردہ سمجھنا۔ سگریو نے ایک مہینے انتظار کیا مگر بالی باہر نہ نکلا اور یکایک پہاڑ سے خون کی دھار بہنے لگی۔ سگریو سمجھا کہ بالی مرگیا اسلئے راکشش کے خوف سے ایک پتھر لے کر گھاٹی کا منہ بند کر دیا اور اپنے گھر پمپاپور آکر حال بیان کیا۔ اُمرا نے اُس کو تخت سلطنت حوالہ کیا اور سگریو نے بالی کی بیوی تارا کو بیوہ سمجھ کر شادی کرلی ۔ مگر کچھ عرصہ بعد بالی بھی بمشکل دروازہ کھول کر پمپاپور پہنچا اور سگریو کو تخت سلطنت پر دیکھ کر جس طرح جرمنی نے بلجیئم کے واسطے خیال کیا تھا یہ سمجھا کہ سگریو اُس کی تباہی کے درپے ہے چنانچہ جس طرح جرمنی نے بلجیئم کے رستہ پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ اسی طرح بالی نے سگریو کی بیوی کو زبردستی چھین لیا اور سگریو کو مار کر نکال دیا۔ پھر جس طرح شاہ بلجیئم نے شاہ انگلینڈ سے فریاد کی اسی طرح سگریو نے بحالت مصیبت سری رامچندر جی سے فریاد کی ۔ اس پر جس طرح شاہ انگلینڈ نے نہایت تیزی سے اپنی فوجیں پہنچا کر بلجیئم کو مدد دی اور جرمنی کو مار گرایا اسی طرح سری رامچندر جی نے بالی کو مار کر گرا دیا۔ وزیر جرمنی انگلینڈ سے کہتا رہا کہ "تم ہم سے کیوں لڑتے ہو ہماری لڑائی تو فرانس اور بلجیئم سے ہے" اسی طرح بالی نے

سری رامچندر جی سے شکایت کی کہ "میں آپ سے کب لڑتا تھا میری لڑائی تو سگریو سے تھی"۔ اور جس طرح شاہ جارج پنجم کی جانب سے یہ جواب ملا کہ "تم نے بلجیئم پر حملہ کر کے نہ صرف اس کو تباہی میں ڈالا بلکہ معاہدہ قدیم کی خلاف ورزی کی اس لئے تم سے لڑنا ہمارا فرض ہو گیا"۔ اسی طرح سری رامچندر جی نے بالی کو بتایا کہ "تم نے چھوٹے بھائی کے جیتے جی اُس کی بیوی کو زبردستی چھین کر نہ صرف اُس کو تباہی میں ڈالا بلکہ ہندو دھرم کی خلاف ورزی کی اس لئے تم کو سزا دینا ہمارا فرض ہو گیا اور چونکہ اس زنا کی سزا موت ہے اسلئے تمہارا قتل ہم پر واجب ہے۔ یہ فرض ہم کسی نفرت سے نہیں بلکہ محض فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں"۔ سری رامچندر جی نے کئی مثالیں بھی دیں جن میں ایک راجہ مان دھاتا کی تھی اوس نے ایک عابد کو ایسے ہی جرم پر سزائے موت دی تھی۔

لیکن نتیجہ کے لحاظ سے جنگ یورپ ۱۴ - ۱۹۱۸ کی مثال بیشک مختلف ہے کیونکہ اس جنگ سے فریقین میں نفرت پیدا ہو گئی اور ہر ملک اپنی فوجی قوت بڑھانے کو تیار ہوا۔ بخلاف اس کے بالی نے سری رامچندر جی کا جواب سنتے ہی قصور کا اعتراف کیا اور اس امر کا شکریہ ادا کیا کہ اس وقت موت کی سزا پاکر وہ عاقبت کے تمام سخت عذابوں سے بری ہو گیا۔ اُس نے مرتے وقت سگریو کو تنبیہہ کی کہ "میری موت سے سبق لے اگر تو بھی دھرم کے خلاف کام کرے گا تو سزا سے نہیں بچ سکتا" اور سری رامچندر جی سے عرض کیا کہ میرے لڑکے انگد کی حفاظت کیجئے۔ سری رامچندر جی نے فرمایا کہ "سزا پاکر تم گناہ سے بری ہو گئے۔ فرض کا حق ادا ہو چکا اب تم کچھ خوف نہ کرو۔ تمہارا بچہ انگد میرا پیارا

بچّہ ہے سگریو اُس کی حفاظت کرے گا اور ایسی ہی محبت رکھے گا جیسی تم خود کرتے تھے۔"

۴۔ شری کرشن مہاراج اور جنگ یورپ۔ سری کرشن مہاراج پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انھوں نے مہابھارت میں ارجن کو ترغیب دے کر ہزاروں جانیں ضایع کرا دیں لیکن میں شروع کتاب میں عرض کرچکا ہوں کہ جس طرح کاشتکاری میں نہ صرف پودوں کی پرورش کی ضرورت ہے بلکہ خراب پودوں کی نرائی بھی شامل ہے تاکہ اچھے درختوں کی نشوونما میں آسانی ہو اسی طرح جب ایسے مخلوق پیدا ہو جاتے ہیں جو خلقت کے عذاب کا باعث۔ ترقی میں حائل یا عبادت میں ہارج ہوں تو اوتار پیدا ہو کر اور اُن کو قتل کر کے ترقی میں آسانی پیدا کر دیتے ہیں ارجن اسی دنیاوی اور دینی گندگی کی صفائی کا وسیلہ تھا۔ مثال کے طور پر دیکھیے کہ قاتل کو پھانسی کا حکم دیا گیا۔ جلّاد مامور کیا گیا اور اُس نے پھانسی دی۔ یہاں جلّاد نے قتل کیا لیکن اسکو اس کی اُجرت ملی اور اگر قتل نہ کرتا تو سزا پاتا۔ دوسری مثال لیجئے جنگ کے وقت فریقین دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور انعام اور تمغے حاصل کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟ محض فرض کا خیال۔ سری کرشن مہاراج نے بھی اسی طرح ارجن کو محض فرض ادا کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ" قانونِ قدرت کے بموجب درجودھن وغیرہ کی زندگی اب قائم نہیں رہ سکتی اس لئے تم کو ان کے قتل میں پس وپیش کرنا اپنے فرض سے منحرف ہونا اور گنہگار بننا ہے۔ اگر تم نے ان کے قتل سے پرہیز کیا تو قدرت ان کو کسی دوسرے ذریعہ سے ضرور تباہ کر دے گی

لیکن تم گنہگار ہو جاؤ گے"۔

اس کی تیسری بہت عمدہ مثال جنگ یورپ (۱۹۱۴-۱۹۱۸ء) میں بھی موجود ہے۔ مہابھارت میں راجہ جدھشٹر کی اپنے چچازاد بھائی درجودھن سے لڑائی ہوئی جنگ یورپ میں شاہ جارج پنجم کو اپنے پھوپی زاد بھائی شاہ ولیم سے لڑنا پڑا۔ مہابھارت میں ایک جانب جدھشٹر کے بھائی ارجن وغیرہ شریک تھے اور دوسری جانب درجودھن کے بھائی اور عزیز تھے۔ جنگ یورپ (۱۹۱۴-۱۹۱۸ء) میں شاہ جارج پنجم کے صاحبزادے یعنی پرنس آف ویلز ایک جانب اور شاہ ولیم کے شہزادے دوسری جانب شریک ہوئے۔ اب فرض کیجئے کہ عزیزوں کو دیکھ کر پرنس آف ویلز کو یہ خیال ہوتا کہ" اس لڑائی میں میرے تمام عزیز مقابل ہیں یہ میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے اور ہزارہا مخلوق قتل ہو گی عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور یورپ تباہ ہو جائے گا لیکن اس پر بھی یقین نہیں کہ مجھ کو ہی فتح نصیب ہو کیونکہ جرمنی کی فوج بہت زبردست ہے"۔ تو انگلینڈ کے وزیراعظم وغیرہ یقیناً یہ جواب دیتے کہ" یہ خیالات باطل ہیں آپ کو اپنے فرض سے پہلوتہی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اسی جنگ پر خلق خدا کی بہبودی منحصر ہے"۔ وغیرہ وغیرہ۔ سری کرشن مہاراج نے بھی ارجن کو ایسی ہی فہمائش کی تھی صرف یہ فرق تھا کہ ان کی تعلیم روحانی اور دنیاوی دونوں پہلو لئے ہوئے تھی اور یوروپین مدبر صرف دنیاوی بہبودی بتا سکتے تھے۔

(۵)

تیوہاروں کے تاریخی اصول

تیوہاروں کی مفصّل تاریخی کیفیت ایک علیٰحدہ رسالے کی تحریر چاہتی ہے[۵۱] یہاں ناظرین کی دلچسپی کے واسطے صرف چند امور پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اوپر ذکر کیا گیا کہ تہذیب و جہالت کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا ہے اور ہندوستان کے مختلف حصّے آباد اور ویران ہوتے رہے ہیں اسی سبب سے تیوہاروں کی تجدید بھی بار بار ہوئی اور اُن کی یاد دلانے والے بزرگ ہر زمانہ میں پیدا ہو کر اُن کی رسمیات بتلاتے اور تیوہاروں کو بارہ جاری کراتے رہے ہیں۔ ہر بزرگ کو کل تیوہاروں کی تجدید کی ضرورت نہیں پڑی کوئی نہ کوئی تیوہار پہلے سے جاری تھا اس لئے کسی تیوہار کو ایک بزرگ نے دوبارہ جاری کرایا اور کسی کو دوسرے نے۔ یہی وجہ ہے کہ تیوہاروں کی ابتدا کے حالات ہندوؤں کی متبرک کتب پُران وغیرہ میں مختلف بزرگوں سے منسوب ہیں۔ آخر بار بہت سے تیوہاروں کی تجدید خود سری کرشن مہاراج نے کی ہے اور اُن کے حالات اور رسمیات راجہ جدھشٹر دروپدی اور سُبھدرا وغیرہ کو بتائے ہیں۔ پھر ان کا اعادہ مہاتما سوت جی نے عوام کے فائدے کے واسطے مُشترح کیا ہے۔ بعض تیوہار مثلاً گنیش چوتھ۔ اننت چودس۔ سکٹ چوتھ وغیرہ کی تجدید ناگ کنیاؤں سے منسوب ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں تحریر ہے کہ ناگ قوم آریوں سے پیشتر ہندوستان کے جنگلوں میں بستیاں بنا کر رہتی تھی (دیکھئے لفظ انڈیا) بعض مؤرخ اس قوم کو منگول النسل بتاتے ہیں

---

[۵۱] دیکھئے میری کتاب ہندو تیوہاروں کی رام کہانی ۱۲

بہرصورت ہندوستان کے بہت سے مقامات کے نام مثلاً ناگ پہاڑی (آسام) اور ناگپور (ممالک متوسط) اور بہت سے ہندو خاندانوں کے نام اسی قوم کی یاد دلاتے ہیں۔ ناگا قوم کے فقیر بھی غالباً اسی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔

میں نے شروع کتاب میں تحریر کیا ہے کہ ہندو مذہب صدہا چھوٹے چھوٹے مذہبوں سے بنا ہے۔ اس میں ہمیشہ جدید فرقے قائم ہو کر نئے طریقے اختیار کرتے رہے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد اپنی علیحدہ شخصیت قائم نہ رکھ سکے اور ہندوؤں میں شامل ہو گئے۔ ہندوؤں نے اپنی بے نظیر غیر متعصبی سے اُن کی رسمیات اور تیوہاروں کو قائم رکھا اور حتی المقدور ہر فرقے کے بزرگوں کی قدر و منزلت میں کمی نہ ہونے دی یہی وجہ ہے کہ مختلف تیوہاروں اور بزرگوں کے بارے میں یہ تحریر ہے کہ اس سے بڑھ کر پاکیزہ کوئی تیوہار یا دیوتا نہیں۔

بہت سے تیوہاروں کے نام بار بار تبدیل ہو چکے ہیں اور ایک ہی تیوہار ہندوستان کے کسی صوبہ میں ایک نام سے بولا جاتا ہے اور دوسرے صوبہ میں دوسرے نام سے۔ مثلاً پتھر چوتھ کو بعض لوگ گنیش چوتھ کہتے ہیں۔ راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا میں اس کا نام دوبہر یا گنیش ہے۔ تیلنگ دیش والے پلے برچوت کہتے ہیں اور کانڑی دین کن ہو۔ اسی طرح ہر برت کے مختلف زمانوں میں جابجا مختلف نام ہو چکے ہیں اور غالباً آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

(۹)

تناسخ کی اصلیت اور تیوہار

تیوہاروں کی تاریخ میں پچھلے چار اُصول یعنی (۱) خدا کا نام (۲) دعائے خیر

(۳) خیرات اور (۴) برت یا روزہ کے علاوہ جن کا ذکر شروع میں کیا گیا عقیدۂ تناسخ کو بھی بہت دخل ہے اور پچھلے جنم کے عذاب سے نجات دلانے کے واسطے کئی تیوہار ہوتے ہیں۔ تناسخ کے بارے میں مختلف قوموں کے مختلف خیالات ہیں مسلمان اور عیسائی اس سے انکار کرتے ہیں گو یہ امر ضرور باعث دلچسپی ہے کہ غیاث اللغات میں اہل اسلام کے تہتر فرقوں میں ایک فرقہ تناسخیہ بھی تحریر ہے اور بعض لوگ مشہور صوفی شاعر عمر خیام کو اسی فرقہ میں شامل کرتے ہیں۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا تناسخ سے انکار اور ہندوؤں کا اقرار ایک ہی اصول پر مبنی ہیں۔ عام طور پر مسلمان اور عیسائی سزائے اعمال کو ضرور اہمیت دیتے ہیں اور ہندو بھی تناسخ کو سزا و جزائے اعمال کا وسیلہ خیال کرتے ہیں۔ مسئلہ تناسخ بعض اوقات اس خیال سے غلط سمجھا جاتا ہے کہ پچھلے جنم کا حال کسی کو معلوم نہیں لیکن اپنے پیدا ہونے اور اس کے بعد کئی مہینے تک والدہ کی گود میں پرورش پانے کا حال بھی کسی کو نہیں معلوم ہے جس سے ظاہر ہے کہ پچھلے جنم کی ناواقفیت کا سلسلہ موجودہ جسم میں بھی عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر پچھلے جنم کا حال معلوم ہوتا تو زندگی محال ہو جاتی۔ ہزاروں مجرموں کو سزا دی جاتی ہے لیکن ان پر کوئی رحم نہیں کرتا کیونکہ لوگ ان کے جرم سے واقف ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر پچھلے جنم کی بداعمالیاں معلوم ہوتیں تو ہمدردی اٹھ جاتی اور زندگی مشکل ہو جاتی نہ ماں باپ اولاد سے ہمدردی کرتے نہ اولاد والدین سے۔ مریضوں کا کوئی علاج نہ کرتا اور اسلئے دوائیوں کی تحقیقات مطلق نہ ہوتی۔ نہ شفا خانے ہوتے نہ محتاج خانے

پولیس کا انتظام ناممکن ہوتا۔ نہ عدالت ہوتی نہ وکیل نہ یاور نہ مددگار۔ غرضیکہ پچھلے جنموں کا حال معلوم ہونے پر انسان کی ترقی ناممکن ہو جاتی اور زندگی وبال جان۔ علاوہ اس کے اگر پچھلے جنم کے مالدار کو اپنی دولت کا حال معلوم ہوتا اور دوسروں کو وہی دولت لٹاتے دیکھتا یا ماں باپ کو اپنے معصوم بچہ کے واسطے معلوم ہوتا کہ یہ پچھلے جنم کا دشمن ہے۔ یا بیٹی یا بہن یا ماں کے واسطے معلوم ہوتا کہ یہ پچھلے جنم کی جورو ہے۔ یا باپ پچھلے جنم کا بیٹا ہے۔ یا اُستاد پچھلے جنم کا شاگرد یا باپ بیٹے بھائی بہن وغیرہ میں کوئی پچھلے جنم کا بھنگی ہے اور کوئی برہمن تو زندگی تلخ ہو جاتی اسلئے مسلمان اور عیسائی بزرگوں نے تناسخ کی اصلیت سے انکار کر کے دنیا کو تباہی سے بچایا ہے۔ کیونکہ اس انکار کے باعث مصیبت زدہ پر رحم کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور خلقِ خدا سے نیکی کا خیال قائم رہتا ہے۔ ہندوؤں نے تناسخ سے اس باعث انکار نہیں کیا کہ کسی صحیح مسئلہ کو جان بوجھ کر غلط بتانے سے گمراہی کی بنیاد پیدا ہوتی ہے لیکن چونکہ اس کا عقیدہ بے رحمی کا پیش خیمہ ہے اسلئے ہمدردی قائم رکھنے کے واسطے خیرات۔ امداد۔ نیکی وغیرہ کو ہر انسان کا فرض قرار دیا ہے اور بات بات پر پاپ یا گناہ کا خوف دلایا ہے۔ اسی باعث تناسخ پر بعض تیوہاروں کی بنیاد قائم کی گئی ہے اور اُن کی روایتوں میں اس کا بار بار ذکر آیا ہے۔

مصر یونان اور روم (اٹلی) کے قدیم باشندے بھی تناسخ میں اعتقاد رکھتے تھے اور حکیم فیثاغورث نے اپنے کئی جنم کا حال بتایا تھا۔ اس نے یونان میں اس خیال سے کہ نہ معلوم کس بزرگ کی روح کس جانور کے جسم میں ہو گوشت خوری

کی ممانعت کر دی تھی۔

۷

ہندوؤں کی قدیم تاریخ

ہر ملک کی موجودہ تاریخ دو حصّوں میں منقسم ہے (۱) (B.C یعنی) زمانہ قبل عیسیٰ (۲) (A.D یعنی) زمانہ بعد عیسیٰ۔ چونکہ حضرت عیسیٰ مسیح کو قریب دو ہزار سال گذرے اس لئے دوسرے الفاظ میں موجودہ تاریخ کی تقسیم آج سے دو ہزار سال اور اس سے قبل کے زمانہ میں ہوتی ہے۔ بخلاف اسکے ہندوؤں کی قدیم تاریخ بقول مستانہ جوگی[1] بالکل جدا اور نہایت دلچسپ ہے اسکی تقسیم (۱) زمانہ قبل از طوفان نوح اور (۲) زمانہ بعد طوفان نوح میں ہوتی ہے اور قبل عیسیٰ اور بعد عیسیٰ دونوں زمانے ہندوؤں کے دور جدید میں شامل ہیں۔ اس طوفان کا تذکرہ ہر پرانی قوم کی مذہبی یا ملکی روایت میں موجود ہے عیسائی اور مسلمان اسکو طوفان نوح کہتے ہیں اور ہندو طوفان منو۔ اسکی تاریخ وقوع میں اختلاف ہے اور مختلف ممالک کے علیحدہ علیحدہ واقعات کے باعث تاریخی حالات بھی یکساں نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ اسی طوفان نے خشکی اور تری کی تقسیم از سر نو کر دی اور سمندر نے ایک خطہ زمین کو چھوڑ کر دوسرے پہ قبضہ کر لیا خشکی کے ایک حصہ کو دوسرے سے الگ کر دیا اور باقی کو غارت کر دیا طوفان سے بیشتر یورپ جنوب کی جانب بہت بڑھا ہوا تھا۔

---

[1] نومبر ۱۹۲۷ء دجنوری ۱۹۲۸ء۔

میڈی ٹیرینین سی یعنی بحر روم کا وجود نہ تھا Mediterranean sea
اور افریقہ کے شمالی ممالک یعنی مصر کا شمالی حصہ طرابلس الجیریہ۔ مراقش وغیرہ یورپ
میں شامل تھے۔ بخلاف اسکے ایشیا چھوٹا تھا اور بحر اٹلانٹک ریگستان سہارہ
(صحارہ) سے راجپوتانہ اور وادی گنگا تک پھیلا ہوا تھا۔ اور صحارہ زیر آب
تھا اسکے باعث ایشیا کی جنوبی سرحد ہمالیہ کے بلند پہاڑ کا سلسلہ اور اُس کے
جانب جنوب ترائی کے مقامات تھے۔ بحر عرب کا پتہ نہ تھا اور جنوبی ہند ایک
جانب افریقہ سے ملا تھا اور دوسری جانب آسٹریلیا یا جزائر ملایا سے موجودہ
بحر اٹلانٹک کے بجائے ایک نیا بر اعظم اطلنطس نامی تھا جس کے باشندوں
نے تہذیب میں بہت ترقی کی تھی[1]۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں موجودہ شمالی
ہندوستان کی آبادی ہمالیہ کے جنوبی مقامات تک اسی طرح محدود تھی جس طرح
آجکل مغربی گھاٹ کے ساحل پر آدمی رہتے ہیں۔

اس زمانہ میں ایشیا میں تین قومیں آباد تھیں دیوتا۔ دیت اور منش ان سب کے
بہت سے فرقے تھے اور اپنے اپنے پیشہ کے بموجب ان کی سوسائٹی میں تقسیم
تھی۔ اور قدر و منزلت ہوتی تھی مثلاً کنر۔ گندھرب۔ یکش وغیرہ دیوتاؤں میں
برہمن چھتری وغیرہ منشوں میں۔ دانو۔ راکشش وغیرہ دیتوں میں ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ ناگ وغیرہ مختلف اقوام انھیں تینوں کے باہم تعلقات سے پیدا ہوئی
تھیں۔ دیوتا قوم نے تہذیب میں بہت ترقی کی اسکے پاس ہوائی جہاز موجود
تھے جو سفر اور جنگ میں کام دیتے تھے۔ دیوتا ایسے بہت سے علوم سے واقف

[1] واضح ہو کہ زمین پر کئی بار طوفان آچکے ہیں اور مختلف اوقات میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔

تھے جو اس زمانہ میں بالکل مفقود ہیں اور ہمارے یقین سے باہر معلوم ہوتے ہیں مثلاً حسب خواہش ایک لحظہ میں ہزاروں میل پہنچ جانا ۔ جسقدر عرصہ تک زندہ رہنے کی خواہش ہو نہ مرنا ۔ مردے کو تھوڑے یا بہت عرصہ کے واسطے زندہ کردینا وغیرہ وغیرہ ۔ اسی طرح دیت لوگ بھی تہذیب میں بہت ترقی یافتہ تھے لیکن انکی دیوتاؤں سے نہیں بنتی تھی دیوتاؤں اور غالباً دیتوں میں بھی خاص عہدوں کے خاص لقب تھے مثلاً بیاس جی گرو کا لقب تھا جو مذہبی تعلیم دیتا تھا ناروجی بزرگ اپدیشک یعنی واعظ کا لقب تھا جو جا بجا گھوم کر لوگوں کو راہِ راست پر لاتا تھا ۔ ہندوؤں کی تاریخ میں ان کی موجودگی کا پتہ قریب قریب ہر زمانہ میں ملتا ہے ۔

لیکن یہ امر نہایت دلچسپ ہے کہ ہندوستان ۔ فرجیا (Phrygia) لڈیا (Lidya) کریٹ (Crete) جرمنی وغیرہ کے پہلے قانون داں یعنی سردار کا نام منو ۔ مینیس ۔ مانیس ۔ یا مینس ہے اور بائبل کے نوح اور ہندوؤں کے منو کے نام میں بھی بہت مطابقت ہے ۔ اسی طرح ہندوؤں میں راجہ بل کا تذکرہ ہے جس کو وامن جی نے فتح کرکے پاتال بھیجدیا تھا اور وہاں اُسکی سلطنت دور تک پھیل گئی تھی ۔ راجہ بل کا کسیقدر تذکرہ وامن دوادشی میں کیا گیا ہے ۔ لیکن یہ امر بھی نہایت دلچسپ ہے کہ پچھلے زمانہ میں کالدین (Chaldean) یعنی کلدانی) فینشین (Phoenician) اسیرین (Assyrian) اور کارتھیجنین (Carthaginian) وغیرہ اقوام کے سب سے بڑے دیوتا کا نام بھی بل (Baal) تھا ۔ یہ قومیں موجودہ بحر روم کے قرب و

جوار میں قبل اور بعد طوفان نوح رہتی تھیں۔ امریکہ کی بہت پرانی قوم مایا کا بھی یہی بڑا دیوتا ہے۔ اس کے علاوہ زمانہ قدیم میں مغربی ایشیا میں بہت عرصہ تک اسُر کی پوجا ہوتی تھی اور اسی کے نام پر ملک اور سلطنت کا نام اسیریہ (Assyria) رکھا گیا[1]۔ اب بھی اس ملک کے ایک حصہ کا نام سریا ہے واضح ہو کہ سنسکرت میں اسُر دیت کو کہتے ہیں۔ راجہ بل بھی اسُر قوم کا حاکم تھا۔

طوفان کے بعد جب جنوبی ہندوستان شمال سے مل گیا اور بحر عرب وغیرہ پیدا ہو جانے کے باعث اس کا افریقہ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں رہا تو دونوں جانب کے باشندوں کے باہمی تعلقات پیدا ہو گئے۔ رامائن کی تاریخ شاہد ہے کہ شمالی اور جنوبی ہند کے باشندوں میں باہم کافی میل جول تھا اور جنوب کی بہت سی سلطنتیں راجہ دشرتھ والی اودھ کی ماتحت تھیں۔ انہیں ایک سلطنت پمپاپور کی تھی جس کا حاکم راجہ بالی تھا۔ چونکہ اس قوم کے جھنڈے پر بندر کا نشان اسی طرح موجود تھا جس طرح آجکل ہماری برٹش گورنمنٹ کے جھنڈے پر شیر اور گینڈے کے نشانات ہیں اسلئے اسکو بندر والی قوم کہنے لگے جو عرصہ گذرنے پر بندر رہ گئی۔ اسی قوم کے ماتحت ایک دوسری قوم تھی جس کے جھنڈے پر ریچھ کی شکل تھی اس باعث اسکو ریچھ کہنے لگے۔ ریچھ قوم کے بڈھے سردار جامونت کا حال رامائن میں تحریر ہے۔ ان کی جنوبی سرحد پر دیت قوم کا ایک فرقہ جنکو راکشش کہتے تھے آزادانہ حکومت کرتا تھا یہ فرقہ

[1] دیکھئے Story of the Extinct Civilization of the East صفحہ ۳۸

جزائر ملایا اور جاوا تک پھیلا ہوا تھا۔ جاوا کے قریب جزیرہ فلوریز (Flores) میں ایک خوفناک قوم رہتی ہے جس کو رَکْ (रक्ष) کہتے ہیں یہ راکشش کا مخفف ہے۔ وہاں کے کئی پرانے مقامات کے نام ایسے ہیں جو راماین کے ناموں سے ملتے ہیں مثلاً لرانتک۔ اندر گر۔ اندر پور وغیرہ۔ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹاگور نے کچھ عرصہ ہوا سیام اور جاوا وغیرہ کے سفر میں معلوم کیا کہ وہاں کے لوگوں میں راماین اور مہابھارت کے قصہ جات کا بہت رواج ہے اور اُن کی زندگی ان دونوں متبرک قصہ جات کے نہایت زیر اثر ہے۔ جزیرہ جاوا کا نام راماین میں یودیپ تحریر ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جس وقت سگریو نے بندروں کو سیتا جی کی تلاش کے واسطے چاروں طرف روانہ کیا تو تمام سلطنتوں کے نام معہ جغرافیہ بتائے۔ والمیکی راماین میں یہ سب نام اور حالات بہت تفصیل سے موجود ہیں۔

لیکن پرانی تاریخ کو ٹھیک پہچاننے میں قدرت بہت رکاوٹ پیدا کر دیتی ہے۔ مثلاً (۱) دریا راستہ بدلتے اور مقامات کو زیر زمین دفن کرتے رہتے ہیں اور اپنی پہلی جگہ سے بیسیوں کوس دور ہو جاتے ہیں (۲) دشمنوں کے حملوں کے باعث نہ صرف ایک شہر بلکہ راستہ کے تمام قصبہ جات بلکہ دیہات ویران اور لاپتہ ہو جاتے ہیں۔

(۳) اکثر مقامات کے نام نئے نئے حاکموں کی رائے کے بموجب تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد پرانے مقامات کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً علی گڈھ کا نام ابن بطوطہ نے سبز آباد اور کول تحریر کیا ہے

اس کا پرانا نام کول اور موجودہ نام علی گڈھ ہے۔ بنگالے میں ایک مشہور شہر کا نام پہلے لکھنوتی تھا پھر گور ہوا پھر جنت آباد۔ حال ہی میں دار السلطنت روس یعنی سینٹ پیٹرز برگ کا نام بدل کر پیٹرو گریڈ اور پھر لینن گریڈ کر دیا گیا ہے۔ کئی سو برس بعد یہ جاننا آسان نہ ہوگا کہ یہ تینوں نام ایک ہی شہر کے ہیں۔

جب شہر کی صورت تبدیل ہوگئی۔ قرب وجوار کے نشانات بدل گئے۔ نام بدل گئے۔ یہاں تک کہ زبان۔ طرز تحریر اور رسم ورواج بھی تبدیل ہوگئے تو پرانی تاریخ کو سمجھنے میں قدرتی طور پر بہت دقت پیدا ہونی چاہیئے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پرانی قوموں میں کوئی تہذیب نہ تھی ہندوستان کی تاریخ میں ابتک ہندو زمانہ دو ہزار سال قبل عیسیٰ سے شروع ہوتا تھا لیکن حال ہی میں پنجاب اور سندھ کے ہڑپا اور موہن جی درو مقامات کی تحقیقات نے اس کو کئی ہزار سال پیشتر پہنچا دیا ہے۔ اور اب ہندو زمانہ کی تاریخ قریب چار ہزار سال قبل عیسیٰ سے شروع ہوتی ہے۔ اگر تحقیقات میں یہی دلچسپی قائم رہی تو یہ طوفان نوح بلکہ اسکے پیشتر کے کل حالات کو صحیح ثابت کر دے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ناواقفیت ہمیشہ تباہی کا باعث ہوتی ہے میں نے اننت چودس کے ضمن میں تحریر کیا ہے کہ ہندوؤں میں ناواقفیت سخت گناہ سمجھی جاتی ہے۔ ناواقف اپنی غلطی نہیں سمجھتا اور واقعات کو واہیات اور گپ بتاتا ہے۔ یہی ظلم ہندو زمانہ کی تاریخ پر ہو رہا ہے حالانکہ ہندوستان

میں پرانے کھنڈر عمارات اور اشیاء کی خاص حفاظت کا دستور چلا آرہا ہے۔ اب بھی ہر گانوں میں پرانے تاریخی نشانات یعنی ماتا۔ مسانی اور بھبواری وغیرہ بہت احتیاط اور عزت سے رکھے جاتے ہیں یہانتک کہ عوام اُن کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندو مورخوں کا علیحدہ فرقہ موجود ہے جس کو بھاٹ کہتے ہیں۔ یہ پرانے نسب نامے اور تاریخی واقعات نظم کر کے حفظ یاد رکھتے تھے اور تاریخ کو کبھی ضایع نہ ہونے دیتے تھے۔ مگر بدقسمتی سے اب ان کا کام صرف دو چار تعریفی کبت یعنی اشعار سنانا رہ گیا ہے۔ حال میں گورنمنٹ نے محکمہ اثریات (Archaeological Department) قائم کر کے بہت سے پرانے مقامات اور اشیاء کی تلاش کی ہے اور ان سے ہندو تاریخ کا پتہ لگا کر ہندوستان پر احسان عظیم کیا ہے اور قیمتی نشانات قدیم کو متھرا۔ لکھنؤ۔ کلکتہ۔ لندن وغیرہ کے عجائب خانوں میں بحفاظت تمام جمع کر دیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان اشیاء کے اس طرح اصلی مقامات تبدیل ہو جانے سے تاریخ میں گم شدگی کی ابتدا ہوتی ہے اور جنگ عظیم کے باعث اگر یہ عجائب خانوں کی اشیاء تباہ ہو گئیں یا کہیں اور پہنچ گئیں جہاں ان کی حفاظت نہ ہو سکی تو تاریخ کا پتہ لگنا مشکل ہو گا۔ لیکن علماء کی محققانہ تحریرات اسکا ایک حد تک بدل کر دیتی ہیں۔ باوجود اسکے ہمارے نوجوان بھائی عموماً ان تاریخی جواہر ریزوں کی قدر نہیں کرتے اور ناواقفیت کے باعث ان کو واہیات اور فضول بتاتے اور ہنستے ہیں اور بزرگوں کو مطعون کرتے ہیں حالانکہ یورپین مورخ

ان کی قدر کرتے رہیں اور اس امر کو تسلیم کرتے رہیں کہ ہندوستان میں پرانی تاریخ کا تمام مسالا موجود ہے لیکن بہت عرصہ گذرنے کے باعث اس کا ترتیب دینا بہت مشکل ہے۔ (دیکھئے تاریخ ہند مصنفہ اسمتھ وغیرہ)

ہندو تیوہاروں میں تاریخی اور جغرافیائی کیفیت دونوں شامل ہیں لیکن بعض اوقات جغرافیائی ضروریات کے باعث تاریخی واقعات کا کافی اظہار نہیں ہوسکتا۔ مثلاً کنوار کے دسہرہ پر رامائن کے تاریخی واقعات یعنی فتح لنکا اور راون کے قتل وغیرہ کی خوشی منائی جاتی ہے حالانکہ راون چیت سدی نومی کو قتل ہوا تھا۔ گرمی کی سختی اور کاشتکاری کی ضروریات اس امر کی مانع ہیں کہ چیت میں کوئی تیوہار بڑے پیمانہ پر کیا جاسکے لیکن کنوار میں موسم خوشگوار ہوتا ہے اسلئے یہ زمانہ اس خوشی کے واسطے زیادہ موزوں سمجھا گیا۔ فقط

کتب مصنفہ منشی رام پرشاد ماتھر بی۔اے

(۱) **ہندو تیوہاروں کی اصلیت** — اس کتاب کو ہز ہائینس نواب صاحب رام پور۔ سر راس مسعود سر محمد اقبال۔ سر جادو ناتھ سرکار۔ سر سی وائی چنتامنی مولانا محمد علی (آکسن) وغیرہ نے نہایت پسند فرمایا ہے۔ ایک جلد برٹش میوزیم لندن کے واسطے منگوائی گئی ہے۔ .... قیمت ۹/

(۲) ایضاً (ہندی) اسکی تحریر پر مصنف کے واسطے شری بھارت دھرم مہا منڈل بنارس سے زیر سرپرستی مہاراجگان ہندوستان خطاب تجویز کیا گیا ہے اور محکمہ تعلیم نے اسکو پرائمری مدارس سے انٹرمیجیٹ کالج تک ہر قسم کے مدارس کے اساتذہ اور طلبا نیز کتب خانہ جات وغیرہ کے واسطے منظور فرمایا ہے قیمت عہ

(۳) **ابتدائی تعلیم کی رام کہانی** — ہندوستان۔ عدن اور افغانستان میں نہایت مقبول ہوئی ہے اور ہزاروں جلد حکام نے خرید فرمائی ہیں .... قیمت عہ

(۴) ایضاً (ہندی) .... قیمت عہ

(۵) **وہ جاندار جو نظر نہیں آتے** — نہایت عمدہ اور خوبصورت۔ ہندوستان کے کئی صوبوں میں سرکاری طور پر منظور کی گئی ہے .... قیمت ۴/

(۶) **سو برس کی زندگی** — اس کتاب میں سو برس تک زندہ رہنے کے آسان طریقے بتائے گئے ہیں۔ صاحب ڈائرکٹر بہادر پبلک ہیلتھ ممالک متحدہ نے سرکلر نمبر ۱۸۱۷/۳۲۲ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء جاری فرما کر ہر افسر کو اسکی خریداری کا حکم دیا ہے اور محکمہ تعلیم نے بھی اسکو استعمال کے واسطے منظور فرمایا ہے .... قیمت ۸/

(۷) **سچا دیش بھگت** — اسکاؤٹنگ پر نہایت دلچسپ اور مفید کتاب جسکی ہائی کورٹ پنجاب کے چیف جسٹس ینگ صاحب بہادر نے جو اسوقت چیف اسکاؤٹ ہیں تعریف کی ہے .... قیمت عہ

(۸) **ہندو تیوہاروں کی رام کہانی** — اس میں ہر تیوہار کے تاریخی حالات۔ تمام ہندوستان کی رسمیات وطریقہ اور تیرتھوں کے حالات اور عجائبات کا تذکرہ نہایت دلچسپ اور مفصل تحریر ہے .... قیمت عہ

(۹) **ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت** — نہایت مشرح عقلی دلائل دئے ہیں۔ قیمت ۸/

ملنے کا پتہ:- منشی رام پرشاد ماتھر بی اے نمبر ۱۶ سروجنی دیبی لین۔ لکھنؤ

The U. P. Industrial and Agricultural Exhibition, Lucknow.

1936-1937.

EDUCATION COURT

(GOVERNMENT, UNITED PROVINCES.)

CERTIFICATE OF MERIT

FIRST CLASS.

This is to certify that RAM PRASAD ESQ., 16, Sarojni Devi Lane, Lucknow is hereby awarded this Certificate of Merit for Exhibiting HIS CHARTS AND BOOKS in the Education Court The judges have declared the exhibits to be of SUPERIOR quality.

LUCKNOW.
February 24, 1937.

S. N. Chaturvedi,
M. A. (LONDON). P. E. S.
Secretary & Officer on Special Duty

R. S. PARANJPYE,
M. A., D. SC.
President.
Education Court Committee.